شعرائے امروہہ

مؤلف

مصباح احمد صدیقی

پیش لفظ

ڈاکٹر وقار الحسن صدیقی

رام پور رضا لائبریری

قلعہ رام پور، رام پور (یوپی) ۲۴۴۹۰۱

Marfat.com

Collection of Prof. Muhammad Iqbal Mujaddidi
Preserved in Punjab University Library.

پروفیسر محمد اقبال مجددی کا مجموعہ
پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ شدہ

Marfat.com

Marfat.com

شعرائے امروہہ

مؤلف

مصباح احمد صدیقی

پیش لفظ

ڈاکٹر وقار الحسن صدیقی

رام پور رضا لائبریری

قلعہ رام پور، رام پور (یوپی) ۲۴۴۹۰۱

Marfat.com

سلسلۂ مطبوعات رام پور رضا لائبریری©

136931

کتاب کا نام	:	شعرائے امروہہ
مُصنّف	:	مصباح احمد صدیقی
پیش لفظ	:	ڈاکٹر وقار الحسن صدیقی
سالِ اشاعت	:	۲۰۰۴ء (باراول)
تعداد	:	۳۰۰ کاپیاں
قیمت	:	۳۲۵ روپے
ناشر	:	ڈاکٹر وقار الحسن صدیقی افسر بکارِ خاص رام پور رضا لائبریری
مطبع	:	پرنٹولوجی انک

۲۸۳۳، کوچہ چیلان، دریا گنج، نئی دہلی۔۱۱۰۰۰۲

ISBN : 81-87113-69-3

Marfat.com

نذرانۂ عقیدت

افتخارِ قوم و وطن

یادگارِ اسلاف و صاحبِ فن

گرامی مرتبت عالی جناب ڈاکٹر وقار الحسن صدیقی

افسر بکارِ خاص رام پور رضا لائبریری رامپور

کے

نام

جن کی بے پناہ شفقتوں اور عنایات بیکراں سے میں

ہمیشہ سرفراز رہا۔

مصباح

Marfat.com

Marfat.com

فہرست

پیش لفظ — ڈاکٹر وقارالحسن صدیقی

مقدمہ — مصباح احمد صدیقی

حرف آغاز — اکرم فاروقی مرحوم

دخل در معقولات — سید خورشید مصطفیٰ رضوی مرحوم

نمبر	تخلص	نام	صفحہ نمبر	نمبر	تخلص	نام	صفحہ نمبر
۱	نوریؔ	ملا نورالدین صدیقی	۲۵	۱۵	مصحفیؔ	غلام ہمدانی	۵۰
۲	ولیؔ	میاں ولی محمد نخشبی	۲۸	۱۶	نظرؔ	علی نظر نقوی	۵۳
۳	فاضلؔ	شاہ الونیا فاضل	۳۱	۱۷	نسیمؔ	غلام نبی	۵۴
۴		غلام محمد نقشبندی	۳۱	۱۸	صوفیؔ	علیم اللہ	۵۵
۵	اسماعیلؔ	میرا سماعیل	۳۲	۱۹	عارفؔ	عارف علی	۵۶
۶	عطاؔ	خواجہ عطاء اللہ	۳۴	۲۰		حاتم علی چشتی	۵۹
۷	واصلؔ	شیخ واصل فریدیؒ	۳۵	۲۱	احسنؔ	علی احسن خاں	۶۰
۸	سعادتؔ	سعادت علی	۳۷	۲۲	غازیؔ	شاہ محمد امین رضوی	۶۲
۹	زماںؔ	محمد زماں	۳۹	۲۳	معجزؔ	یعقوب علی نقوی	۶۴
۱۰	طرزؔ	گردھاری لال	۴۰	۲۴	ناطقؔ	مولوی رمضان علی	۶۵
۱۱	عضدیؔ	شاہ عضدالدین محمدؒ	۴۱	۲۵	نیازؔ	نیاز علی	۶۷
۱۲	موجؔ	شاہ معزالدین	۴۴	۲۶	طپشؔ	نذرالحسن نقوی	۶۹
۱۳	بہاریؔ	بہاری مل	۴۶	۲۷	ہاشمیؔ	صفدر علی	۷۴
۱۴	ثناؔ	شاہ عبدالرسول	۴۸	۲۸	اقدسؔ	آل محمد نقوی	۷۲

Marfat.com

نمبر	تخلص	نام	صفحہ نمبر	نمبر	تخلص	نام	صفحہ نمبر
۲۹		پنڈت جگل کشور	۷۴	۴۸	محبؔ	حکیم محب علی خاں عباسی	۱۰۳
۳۰	الٰہی	خلیفہ الٰہی بخش	۷۵	۴۹	پروینؔ	حکیم محمد اسحاق صدیقی	۱۰۶
۳۱	رافتؔ	مولانا رافت علی	۷۶	۵۰	مجنوںؔ	شیخ وزیر علی صدیقی	۱۱۱
۳۲	سراجؔ	سراج الدین احمد	۷۷	۵۱	کاملؔ	سید حسین	۱۱۱
۳۳	سکوتؔ	ناظر الحق عباسی	۷۸	۵۲	رضاؔ	رضا حسین	۱۱۲
۳۴	نذرؔ	نذر احمد		۵۳	اعظمؔ	علی اعظم	۱۱۳
۳۵	دادؔ	مولوی داد علی عباسی		۵۴	سعیدؔ	فضل حسین	۱۱۴
۳۶	مضطرؔ	شیخ محمد حنیف	۸۲	۵۵	قطبؔ	مولوی قطب الدین صدیقی	۱۱۵
۳۷	راغبؔ	سمن لال	۸۳	۵۶	فرقتیؔ	ابوالحسن نقوی	۱۱۷
۳۸	شبنمؔ	بھوکن سرن	۸۵	۵۷	تحتیؔ	محسن حسین	۱۱۹
۳۹	ساکتؔ	مولوی ابوالحسن	۸۶	۵۸	شمیمؔ	جواد حسن	۱۲۰
۴۰	صابرؔ	محمد ایوب عباسی	۹۰	۵۹	مضطرؔ	خلیفہ آلِ نبی	۱۲۲
۴۱	اعظمؔ	اعظم علی صدیقی	۹۱	۶۰	شاعرؔ	غلام نبی خاں عباسی	۱۲۳
۴۲	داؤدؔ	محمد داؤد عباسی	۹۲	۶۱	جوہرؔ	حمید حسن	۱۲۴
۴۳	صفیؔ	مومن حسین نقوی	۹۴	۶۲	دلؔ	حکیم ضیاء الحسن رضوی	۱۲۵
۴۴	ارشادؔ	مولوی ارشاد علی نظامی	۹۶	۶۳	حامدؔ	حامد علی خاں کنبوہ	۱۲۷
۴۵	بیتابؔ	مولوی فرزند علی	۹۹	۶۴	مستجابؔ	مستجاب الدین رضوی	۱۲۸
۴۶	سلامیؔ	منشی سلام اللہ خاں	۱۰۰	۶۵	اکملؔ	مولوی تسلیم احمد	۱۲۹
۴۷	ثاقبؔ	مولوی ظہور حسن "	۱۰۲	۶۶	سلیمؔ	اولاد حسن نقوی	۱۳۰

Marfat.com

نمبر	تخلص	نام	صفحہ نمبر	نمبر	تخلص	نام	صفحہ نمبر
۶۷	اکرم	کریم اللہ فریدی	۱۳۱	۸۶	حاذق	حکیم راحت علی	۱۵۹
۶۸	ضیاء	شاہ ضیاء الدین	۱۳۲	۸۷	حلیم	شاہ عبدالحلیم عباسی	۱۶۰
۶۹	امانت	مولوی امانت اللہ صدیقی	۱۳۳	۸۸	فانی	بشیر احمد	۱۶۱
۷۰	شفق	عبدالقیوم صدیقی	۱۳۴	۸۹	حامد	حکیم حامد حسن رضوی	۱۶۲
۷۱	شیو	بابو شیو نارائن	۱۳۶	۹۰	احمد	ابو احمد	۱۶۳
۷۲	رضا	مولوی سخاوت حسین	۱۳۸	۹۱	نعمت	مولوی نعمت اللہ صدیقی	۱۶۵
۷۳	ہنر	سراج الدین صدیقی	۱۳۹	۹۲	فرحتی	عبیداللہ عباسی	۱۶۶
۷۴	قوی	لائق حسین	۱۴۰	۹۳	قدرت	مولوی قدرت اللہ	۱۶۸
۷۵	فیاض	فیاض علی خاں	۱۴۲	۹۴	فوق	حکیم حمید الحق صدیقی	۱۷۰
۷۶	یکتا	اتقی حسن	۱۴۳	۹۵	ناظم	علی مہتدی خاں	۱۷۰
۷۷	ضیغم	حکیم زین العابدین	۱۴۴	۹۶	مجتبیٰ	مولوی مجتبیٰ	۱۷۱
۷۸	سیماب	معصوم علی	۱۴۵	۹۷	اثر	ذاکر حسین نقوی	۱۷۲
۷۹	خواہاں	مولوی قاسم علی	۱۴۶	۹۸	اسد	اسد اللہ نقوی	۱۷۳
۸۰	وفا	محامد حسین رضوی	۱۴۸	۹۹	نوری	مولوی شوکت حسین	۱۷۴
۸۱	قائل	منشی عبدالشکور صدیقی	۱۴۹	۱۰۰	جوہر	مجاہد حسین	۱۷۶
۸۲	واقی	خلیفہ شمس الدین صدیقی	۱۵۱	۱۰۱	گویا	طاہر حسین	۱۷۷
۸۳	تقی	علی تقی خاں	۱۵۳	۱۰۲	لاابالی	مولوی فضل ستار	۱۷۸
۸۴	سیف	حکیم مہدی حسن عباسی	۱۵۴	۱۰۳	شرر	شاہ علاء الدین جعفری	۱۸۰
۸۵	شوق	حکیم اسرار الحق صدیقی	۱۵۶	۱۰۴	غنچہ	منشی وہاب احمد صدیقی	۱۸۲

Marfat.com

نمبر	تخلص	نام	صفحہ نمبر	نمبر	تخلص	نام	صفحہ نمبر
۱۰۵	نسیمؔ	مولوی احمد حسین خاں	۱۸۳	۱۲۴	جریؔ	عین الحسن	۲۱۱
۱۰۶	جاہلؔ	رام سرن داس	۱۸۵	۱۲۵	انیسؔ	انیس الدین رضوی	۲۱۲
۱۰۷	گہرؔ	حکیم سردار احمد خاں	۱۸۶	۱۲۶	ضیاءؔ	ضیاء الدین رضوی	۲۱۵
۱۰۸	رضیؔ	زیرک حسین	۱۸۷	۱۲۷	شفیقؔ	مولوی شفیق احمد	۲۱۶
۱۰۹	شوخؔ	علی متقی خاں	۱۸۹	۱۲۸	حسنؔ	مولوی ابن حسن صدیقی	۲۱۷
۱۱۰	جوہرؔ	مولوی زاہد حسن رضوی	۱۹۰	۱۲۹	دلؔ	حکیم محمد ابرار الحق صدیقی	۲۱۹
۱۱۱	مظہرؔ	حافظ مظہر الدین فریدی	۱۹۲	۱۳۰	شبیرؔ	شبیر احمد خاں	۲۲۱
۱۱۲	محبوبؔ	محبوب الرحمٰن صدیقی	۱۹۴	۱۳۱	بسملؔ	فضل حسین صدیقی	۲۲۳
۱۱۳	ہلالؔ	نسیم حسن نقوی	۱۹۵	۱۳۲	انورؔ	حکیم انوار الحق	۲۲۵
۱۱۴	بسملؔ	حکیم لالا بانکے لال	۱۹۶	۱۳۳	اوجؔ	غلام نبی	۲۲۶
۱۱۵	حیاتؔ	محمد جعفر نقوی	۱۹۸	۱۳۴	بیدارؔ	محمد فاضل خاں	۲۲۸
۱۱۶	حیدرؔ	شیخ حیدر بخش	۱۹۹	۱۳۵	فناؔ	مسعود حسن رضوی	۲۲۹
۱۱۷	شکیبؔ	منشی عبد الرب صدیقی	۲۰۰	۱۳۶	حسرتؔ	محمد عارف	۲۳۰
۱۱۸	عیشؔ	صوفی نور اللہ صدیقی	۲۰۲	۱۳۷	تجملؔ	قاری علی تجمل خاں	۲۳۱
۱۱۹	صباؔ	یسین احمد صدیقی	۲۰۳	۱۳۸	ایلیاؔ	مولوی شفیق حسن	۲۳۲
۱۲۰	بدنامؔ	ممتاز الرحمٰن صدیقی	۲۰۵	۱۳۹	سائلؔ	حکیم نبی بخش	۲۳۳
۱۲۱	فیاضؔ	منشی فیاض علی صدیقی	۲۰۷	۱۴۰	زیبؔ	شاہد احمد رضوی	۲۳۴
۱۲۲	عیشؔ	حکیم محمد اسماعیل	۲۰۸	۱۴۱	رضویؔ	مولوی احمد امین	۲۳۵
۱۲۳	وفاؔ	منشی آلِ نبی	۲۱۰	۱۴۲	عاجزؔ	برج باسی لال	۲۳۸

Marfat.com

نمبر	تخلص	نام	صفحہ نمبر
۱۴۳	حکیم	عبدالحکیم خاں	۲۳۹
۱۴۴	آتمانند	پنڈت رام سرن	۲۴۰
۱۴۵	ان پڑھ	مختار احمد صدیقی	۲۴۱
۱۴۶	حسن	مولوی حکیم حسن مثنیٰ	۲۴۲
۱۴۷	بانکے	ڈاکٹر بانکے لال	۲۴۴
۱۴۸	وحید	عبدالوحید رضوی	۲۴۶
۱۴۹	آفتاب	مولوی آفتاب الدین	۲۴۸
۱۵۰	راجی	حامد حسن صدیقی	۲۵۰
۱۵۱	ساز	عبدالصمد رضوی	۲۵۱
۱۵۲	قابل	مولوی مقبول حسن حسنی	۲۵۲
۱۵۳	خاکی	مولونا محمد خلیل کاظمی	۲۵۴
۱۵۴	موہن	برج موہن سرن	۲۵۵
۱۵۵	عزیز	منشی عزیز احمد	۲۵۶
۱۵۶	شرما	بشمبھر ناتھ	۲۵۸
۱۵۷	غضنفر	پروفیسر حبیب اللہ خاں	۲۵۹
۱۵۸	جمالی	آلِ احمد رضوی	۲۶۱
۱۵۹	فہیم	مولوی حمید اللہ	۲۶۲
۱۶۰	شعلہ	کنور بہادر سکسینہ	۲۶۴
۱۶۱	سیوک	ماسٹر للتا پرشاد	۲۶۵
۱۶۲	افق	مولوی حبیب احمد کاظمی	۲۶۶
۱۶۳	ساحر	معشوق علی عباسی	۲۶۸
۱۶۴	اختر	حکیم صدیق احمد	۲۶۹
۱۶۵	قیس	منالال	۲۷۱
۱۶۶	اختر	منشی اختر حسین صدیقی	۲۷۱
۱۶۷	پتت	جگدیش سرن	۲۷۲
۱۶۸	سہیل	مولوی اظہار الحق	۲۷۳
۱۶۹	درخشاں	رفیق احمد عباسی	۲۷۵
۱۷۰	کلیم	مولوی محمد عبادت	۲۷۶
۱۷۱	عالی	منشی وحید احمد	۲۷۷
۱۷۲	محشر	محمد یعقوب سلمانی	۲۷۸
۱۷۳	آسی	منشی رفیق احمد	۲۸۰
۱۷۴	انظار	محمد میاں رضوی	۲۸۱
۱۷۵	احمق	رام چرن لال	۲۸۳
۱۷۶	گلچیں	سراج الحق	۲۸۴
۱۷۷	افسر	منظور احمد	۲۸۵
۱۷۸	کوثر	عبدالاحد کوثر القادری	۲۸۷
۱۷۹	شہباز	سلطان احمد صدیقی	۲۸۸
۱۸۰	اثر	حکیم محمد احمد عباسی	۲۹۲

Marfat.com

نمبر	تخلص	نام	صفحہ نمبر
۱۸۱	پیارے	بابو پیارے لال	۲۹۳
۱۸۲	رؤف	ماسٹر عبدالرؤف	۲۹۴
۱۸۳	نسیم	قائم رضا نقوی	۲۹۷
۱۸۴	وفا	مٹھن لال سکینہ	۲۹۹
۱۸۵	گل حسن	عبدالسلام رضوی	۳۰۱
۱۸۶	شاد	عبدالقیوم صدیقی	۳۰۳
۱۸۷	گوہر	محمد اشفاق	۳۰۴
۱۸۸	رئیس	محمد مہدی	۳۰۵
۱۸۹	فریدی	مفتی نسیم احمد فریدیؒ	۳۰۷
۱۹۰	زیبا	شجاع احمد خاں	۳۱۱
۱۹۱	اسلم	علاء الدین انصاری	۳۱۲
۱۹۲	یوسف	محمد یوسف	۳۱۳
۱۹۳	جمیل	صوفی جمیل حسن رضوی	۳۱۴
۱۹۴	ثمر	لئیق احمد نظامی	۳۱۶
۱۹۵	سیف	ڈاکٹر بشیر احمد جعفری	۳۱۹
۱۹۶	سہراب	سہراب احمد خاں	۳۲۱
۱۹۷	جوہر	حبیب احمد	۳۲۱
۱۹۸	بزمی	غلام محمد مدنی خاں	۳۲۲
۱۹۹	فضا	مرزا حیدر حسین صدیقی	۳۲۴
۲۰۰	یوسف	محمد یوسف	۳۲۵
۲۰۱	شہاب	حکیم شہاب الدین علوی	۳۲۶
۲۰۲	اختر	مرتضیٰ حسن صدیقی	۳۲۸
۲۰۳	خوشنود	خوشنود حسن فاروقی	۳۲۹
۲۰۴	انجم	معراج النبی خاں	۳۳۰
۲۰۵	شاہد	حکیم کلب علی	۳۳۱
۲۰۶	کفیل	رئیس احمد	۳۳۳
۲۰۷	تاباں	مختار حسین نقوی	۳۳۵
		قطعات	
۱		ڈاکٹر مغیث الدین	۳۳۷
۲		سید محمد عاصم کاظمی	۳۳۸
		ماخذ	۳۳۹
		کوائف مؤلف	۳۴۳

Marfat.com

ڈاکٹر وقار الحسن صدیقی
سابق ڈائریکٹر آرکیالوجیکل سروے آف انڈیا
افسر بکارِ خاص رام پور رضا لائبریری، رامپور

پیش لفظ

یہ حقیقت ہے کہ امروہہ ایک قدیم تاریخی علمی و ادبی بستی ہے۔ یہاں ہر فن کے صاحبِ کمال لوگ پیدا ہوئے مثلاً برادرِ گرامی پروفیسر نثار احمد فاروقی اور اُستادِ محترم پروفیسر خلیق احمد نظامی جیسے بیدار مغز محقق و مورخ ادیب اور الحاج حکیم شعیب اختر صدیقی جیسے ماہرِ فن طبیب بھی موجود ہیں۔

شاعری کے میدان میں امروہہ کو ایک خاص مقام و مرتبہ حاصل ہے جہاں فارسی اور اُردو کے بہت سے قادر الکلام اُستاد اور صاحب دیوان شعراء کثیر تعداد میں ہوئے ہیں۔ اس لیے ضروری تھا کہ ان لوگوں کے حالات و کلام پر مشتمل ایک کتاب مرتب کی جائے جس کے ذریعہ اُردو، فارسی شاعری میں امروہہ کا صحیح مقام و مرتبہ متعین کیا جاسکے۔ بڑی خوشی اور مسرت کی بات ہے کہ اس مشکل اور دشوار گذار مرحلے کو امروہہ کے ایک نوجوان اسکالر محبی مصباح احمد صدیقی نے بحسن وخوبی انجام دیا اور ایک مختصر اور جامع تذکرہ مسلمان اور ہندو شعرائے امروہہ کا مرتب کیا۔

مصباح احمد صدیقی ایک ذہین اور محنتی محقق ہیں۔ انہیں لکھنے پڑھنے اور تحقیق

Marfat.com

وتلاش سے خاص لگاؤ ہے۔ اب تک ان کی کئی کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں جس سے ان کے تحقیقی مزاج اور کام سے دل چسپی کا اندازہ ہوتا ہے۔

زیرِ نظر تذکرہ شعراء میں انھوں نے ایک سو سات شعراء امروہہ کے حالات وکلام کا احاطہ کیا ہے اور جیسا کہ انھوں نے خود لکھا ہے کہ یہ ان کی دس سال کی محنت کا ثمرہ ہے۔ اُنھوں نے علی گڑھ میں دورانِ تعلیم اس تذکرہ کا خام مواد جمع کیا تھا اور ۱۹۹۲ء سے اب تک برابر اس پر کام کر رہے تھے۔

آج ہمیں خوشی ہے کہ ہم ان کی اس محنت اور کاوش کو کتابی صورت میں شائع کر رہے ہیں۔ اُمید ہے فارسی اور اُردو ادب کے اساتذہ اور طلباء اس کتاب سے برابر استفادہ کرتے رہیں گے اور روہیلکھنڈ کی ادبی تاریخ میں اس کتاب کو اہمیت حاصل ہوگی۔

Marfat.com

مقدمہ

امروہہ شمالی ہندوستان میں ایک چھوٹا سا خوبصورت شہر ہے جو عہد قدیم سے ہی شعراء، ادباء، علماء، اطباء، حکماء اور دیگر مشاہیر کا معدن و مرکز رہا ہے۔ جیسا کہ مولوی حبیب احمد افق کاظمی اپنی ایک نظم میں کہتے ہیں۔

یہ معدن عالموں کا ہے، یہ مخزن ہے حکیموں کا
مقام اولیائے نامور ہے شہر امروہہ

یہاں صوفی، یہاں واعظ، یہاں ناظم یہاں ناثر
غرض ہر فن کے استادوں کا گھر ہے شہر امروہہ

مگر افسوس امروہہ کا ماضی، زمانہ گذشتہ علمی و ادبی اعتبار سے جس قدر شاندار اور روشن تابناک تھا۔ حال اسی قدر پس ماندہ اور تاریک ہے۔ افق کاظمی صاحب اسی نظم ''توصیف امروہہ'' میں ''تصویر کا دوسرا رخ'' کے عنوان میں کہتے ہیں۔

یہ تم نے سن لیا خوش ہو کے اب کچھ اور بھی سن لو
کہ ان اوصاف سے اب دور تر ہے شہر امروہہ

یہ تھے اسلاف کے جوہر مگر اخلاف ہیں بدتر
بس اب وجہل و نادانی کا گھر ہے شہر امروہہ

بہر حال اس وقت میرا موضوع زمانہ گذشتہ ہی ہے۔ تذکرہ ہذا میں اسی کی ایک جھلک پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

مراد آباد سرکاری گزیٹیر کے مطابق امروہہ کی بنیاد چار سو چہتر سال (۴۷۴) قبل مسیح یعنی ڈھائی ہزار سال پہلے رکھی گئی۔ (تاریخ امروہہ)

تقریباً ۱۳۴۰ء میں مشہور سیاح ابن بطوطہ امروہہ آیا اس نے اپنے سفرنامے میں امروہہ کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

Marfat.com

''ثم وصلنا الیٰ امروہہ وھی بلدۃ صغیرۃ حسنۃ''

ترجمہ:- پھر ہم امروہہ پہنچے جو ایک چھوٹا سا خوبصورت شہر ہے۔

پروفیسر خلیق احمد نظامی امروہہ کے بارے میں لکھتے ہیں؛

''امروہہ کا یہ حسن اس کے محل وقوع یا جغرافیائی خصوصیات کے باعث نہیں بلکہ علماء، مشائخ اصحاب ذکر وفکر کے ان خانوادوں کے جمال وکمال کا پرتو تھا جس نے یہاں کی مختصر آبادی میں وہ دل کشی پیدا کر دی تھی کہ ایک غیر ملکی سیاح بھی اس کو محسوس کیے بغیر نہ رہ سکا''

(تذکرۂ بدر چشت از خورشید مصطفیٰ رضوی)

امروہہ کی علم دوستی اور ادب نوازی مسلمانوں کی آمد ہی سے مشہور رہی ہے۔ یعنی یہاں ابتدا ہی سے علم وادب کا چرچا رہا ہے۔

امروہہ نہ صرف اردو زبان وادب کی گراں قدر خدمات میں شانِ امتیاز رکھتا ہے بلکہ عربی، فارسی، سنسکرت وغیرہ زبان وادب میں بھی اس سرزمین نے مشہور زمانہ شخصیات پیدا کیں۔ مسیح اللہ خاں عطاؔ امروہوی مرتب 'نظم شبیر' لکھتے ہیں۔

''امروہہ کی مردم خیز سرزمین نے جہاں اور متفرق کسب وہنر میں کامل واکمل ہستیاں پیدا کیں وہاں فن شاعری میں بھی سیکڑوں شاعرِ شیریں مقال وناظمِ باکمال اور استادِ زمانہ انسان پیدا کیے۔''

(نظم شبیر حصہ دوم)

ایک اور جگہ اپنی تالیف ''نگاہِ فقر'' میں پروفیسر خلیق احمد نظامی مرحوم لکھتے ہیں؛

''یہاں گیسوئے اردو سنوارے گئے لکھنؤ دبستان کے عظیم شاعروں ناسخؔ اور آتشؔ کو اس سرزمین نے استاد فراہم کیا۔ سعادت امروہوی نے میرؔ، شہنشاہِ متغزلین کو اردو شعر کہنے پر راغب کیا۔ مرزا عبد

Marfat.com

القادر بیدل نے امروہہ ہی کے ایک شاگرد عطا کو اپنا قلم دان بخشا۔''

(نگاہِ فقر ص ۳۹)

عربی و فارسی علماءِ امروہہ کی کوئی تاریخ ابھی تک مرتب نہیں ہوسکی۔ اور نا ہی ان کے کارنامے منظر عام پر آئے اب اکثر دست بردِ زمانہ کی نذر ہو گئے۔ البتہ اردو زبان وادب کے تعلق سے امروہہ میں خاصہ مواد موجود و محفوظ ہیں۔ اردو شعراء کے دواوین قلمی اور مطبوعہ صورت میں آج بھی کہیں کہیں دیکھنے کو مل جاتے ہیں۔ اگر اہل امروہہ نے ان کی طرف بھی کوئی خاص توجہ نہیں دی تو یہ بھی جلد ہی ناپید ہو جائیں گے۔ امروہہ میں اردو زبان وادب سے متعلق خدمات کے بارے میں پروفیسر نثار احمد صاحب فاروقی لکھتے ہیں:

''اردو ادب کی تاریخ میں امروہہ کا نام ہر دور میں نمایاں اور روشن رہا ہے۔ قدیم زمانے سے اس کا سراغ ملتا ہے کہ امروہے کے اہل قلم نے زبان وادب کے فروغ وارتقاء میں اہم حصہ لیا۔''

(امروہہ کے افسانہ نگار از مصباح احمد صدیقی)

احقر کے دل میں ایک عرصہ سے یہ تمنا رہی ہے کہ امروہہ کی ادبی تاریخ مرتب کی جائے اور یہاں کے عربی فارسی اردو ادباء و شعراء کے منظوم و نثری کارناموں کا ایک مکمل تحقیقی و تنقیدی جائزہ لیا جائے۔ لیکن یہ کام بڑے ادارہ کا کام ہے کہ وہ اُس کے الگ الگ موضوعات مقرر کر کے ان پر مکمل تحقیقی کام کرائے۔ میں نے اپنی پہلی کتاب ''تحفۃ الانساب'' مطبوعہ ۱۹۹۲ء کی تالیف کے دوران بغیر کسی ارادے کے شعراء امروہہ کے کلام و سوانحی کوائف کو جمع کرنا شروع کیا تھا۔ پھر شعرائے امروہہ کی ایک نامکمل سی فہرست ترتیب دی تو وہ تقریباً ایک ہزار شعراء پر محیط رہی۔ اب میرے

Marfat.com

پاس تقریباً ایک ہزار شعرائے امروہہ کے اسماء گرامی محفوظ ہیں جن میں کچھ کے حالات نہیں ملتے اور جن کے حالات دستیاب ہو گئے ان کا کلام نہیں مل سکا۔ بعض کے بارے میں امروہہ کی مختلف تاریخوں میں لکھا ہے کہ وہ اچھے شاعر تھے۔ اور فلاں سے اصلاح لیتے تھے۔ بس۔ اس سلسلہ میں میرا تحقیقی سفر برابر جاری ہے اور حتی المقدور اس سنگلاخ اور دشوار گزار وادی سے گزرنے کا حوصلہ بھی ہے۔ اسی سلسلہ کی پہلی کاوش ''تذکرہ شعرائے امروہہ'' کے نام سے ایک جلد (ابتداء سے سنہ دو ہزار تک کے مرحوم شعراء پر مشتمل) آپ کی خدمت میں پیش ہے۔ جو میری دس بارہ سال کی محنت و تلاش اور سعی و کاوش کا نتیجہ ہے۔ اس میں ۲۰۷ شعراء کے حالات و کلام مستند تاریخی حوالوں اور ثقہ حضرات کی روایات اور یادداشتوں سے ماخوذ ہیں۔ اس میں ان تمام شعراء کو چھوڑ دیا گیا ہے جن کے تحقیقی حالات، یا کسی مستند ماخذ سے ان کا کلام نہیں مل سکا ہے۔ وہ بھی ان شاءاللہ عنقریب مکمل کر کے آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی سعی کروں گا جو ابتداء ہی سے شروع ہو گی ہے اور تمام موجود شعراء حضرات بھی اس میں شامل ہوں گے۔

میں اپنے ان تمام مخلصین حضرات کا تہ دل سے ممنون و مشکور ہوں جنھوں نے اس کار نیک میں میری مدد فرمائی یا زبانی طور پر میری حوصلہ افزائی کی ہے۔ بالخصوص پروفیسر نثار احمد صاحب فاروقی کے لیے میں دعا گو ہوں کہ اللہ رب العزت تا دیر اس عظیم الشان علمی و ادبی شخصیت کا سایہ نہ صرف میرے اوپر بلکہ اہل امروہہ پر قائم رکھے۔ جو ہر موڑ پر میری مدد فرما کر مجھے کام کرنے کا ایک نیا حوصلہ عطا فرماتے ہیں اور ہر مقام پر میری ہمت افزائی اور رہنمائی فرماتے ہیں۔

Marfat.com

دوسری ایک عظیم المرتبت شخصیت ڈاکٹر وقارالحسن صاحب او۔ایس۔ڈی۔رام پور رضا لائبریری رام پور کی ہے جو میرے بڑے مشفق کرم فرما اور محسن و مربی ہیں۔ قدم قدم پر دامے درمے سخنے میری حوصلہ افزائی فرماتے ہیں۔مجھ پر ہی نہیں بلکہ اہل امروہہ پر ان کا بڑا احسان یہ ہے کہ انھوں ''تذکرہ شعرائے امروہہ'' کی اشاعت رضا لائبریری سے کرانے کی منظوری دے کر اس کاوش کو منصۂ شہود پر آنے میں مدد فرمائی۔ میں اکرم فاروقی مرحوم کے لیے دعائے مغفرت کرتا ہوں جنھوں نے میری حوصلہ افزائی کے لیے اس پر اپنی رائے مرحمت فرمائی تھی۔ میں جناب توفیق احمد قادری کا بھی ممنون ہوں جن کے کتب خانے سے مجھے بھرپور استفادے کا موقع ملا۔

جناب خورشید مصطفےٰ رضوی مرحوم کے لیے بھی میں دعا گو ہوں جنھوں نے خلوص نیت کے ساتھ مواد کی فراہمی میں میری بھرپور معاونت کی۔ جناب انیس احمد فاروقی کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے کمپوزنگ شدہ اوراق کی پروف ریڈنگ پوری توجہ اور ذمہ داری کے ساتھ کی اور تصحیح کے دشوار کن کام میں میری مدد فرمائی۔

آخر میں اپنے تمام مخلصین و قارئین سے التماس گذار ہوں کہ اس میں جو خامی نظر آئے اس سے دوستانہ انداز میں مجھے باخبر فرمائیں تاکہ آئندہ اس کی اصلاح ہو سکے۔

مصباح احمد صدیقی

Marfat.com

مصباح احمد صدیقی

مؤلف تذکرہ ہذا

Marfat.com

حرفِ آغاز

عالیجناب اکرام الدین اکرم فاروقی مرحوم (ریٹائرڈ پرنسپل جواہر نواودے ودیالیہ)

قابلِ ذکر ہستیوں کا تذکرہ آئندہ لوگوں کے لئے یادگار ہوتا ہے نہ صرف یادگار بلکہ چراغِ راہ بھی ثابت ہوتا ہے۔ تذکرہ نگار کا مقصد شخصیات کے حالاتِ زندگی اور ان کے کارناموں کا ذکر ہوتا ہے لیکن چاہے ان چاہے اُن کے ذکر میں ان کے عہد کی ثقافت کے نقوش بھی در آتے ہیں۔ تاریخی جزئیات بھی تذکروں میں محفوظ ہو جاتی ہیں جو تاریخی پس منظر کو سمجھنے میں معاون اور مددگار ہوتی ہیں۔ اس لئے تاریخ سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے یہ بڑی قابل قدر چیزیں ہیں۔ مورخین انھیں اپنا اہم ماخذ تسلیم کرتے ہیں۔

تاریخی کتب میں بادشاہوں اور خاص امیروں کا ذکر ملتا ہے لیکن تذکرے اپنے موضوع پر تمام باکمال ہستیوں کا احاطہ کرتے ہیں۔ اس لئے جزوی معلومات کا بہترین ذریعہ ہوتے ہیں۔

عربی اور فارسی میں شخصیات کے تراجم کی روایت قدیم ہے۔ صحابہ کرامؓ راویانِ حدیث، علماء، مشائخ، شعراء وادباء اور دیگر مصنفین وغیرہ کے تذکرے اہم علمی اور ثقافتی سرمایہ ہیں۔

اردو میں تذکرہ نگاری کا آغاز اس کے آغازِ جوانی ہی سے نظر آتا ہے اردو چونکہ شاعروں کی پروردہ ہے اس لئے اس دور کے مزاج کے موافق ابتداء میں تذکرے شعراء ہی کے لکھے گئے بعض تذکرہ جواب الجواب بھی لکھے

Marfat.com

گئے اس لئے بھی ان کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔

میرؔ، قائمؔ، مصحفیؔ، شورشؔ، شیفتہؔ اور مولوی کریم الدین وغیرہ نے اپنے اپنے عہد تک تمام معلوم شعراء کا احاطہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان کے علاوہ بعض علاقائی تذکرے بھی لکھے گئے ہیں مثلاً رام پور، کانپور، مرادآباد، فرخ آباد، مظفرنگر، بدایوں وغیرہ کے شعراء کے تذکرے راقم الحروف کی نظر سے گزرے ہیں۔ یہ اور چھوٹی سے چھوٹی معلومات کو گرفت میں لینے کی کوشش ہے جو بہرحال قابلِ ستائش ہے۔

اُستاد الشعراء مصحفیؔ کا وطن امروہہ جہاں ہر دور میں شاعروں کا جمِ غفیر رہا ہے ان میں بعض نامور اور نمائندہ شاعر بھی ہوتے رہے ہیں۔ عام شاعروں کے یہاں بھی بھلے ہی ندرتِ فکر اور بلندیٔ تخیل نہ سہی لیکن زبان کا چٹخارا ضرور ہوتا ہے۔ محاورے کی چستی اور روزمرہ کی دُرستی ہاتھ سے نہیں جاتی، ساتھ ہی ''زبان لکھنؤ میں رنگِ دہلی کی نموُد'' یہاں کی خصوصیات میں سے ہے۔ فن کی باریکیوں اور اس کی نزاکتوں پر نگاہ رکھنا بھی اہلِ امروہہ کا خاص مزاج رہا ہے۔ غالباً اسی لئے محشرؔ لکھنوی نے کہا تھا۔

امروہہ درحقیقت ایوانِ شاعری ہے\
مولد ہے مصحفیؔ کا محشرؔ ذرا سنبھل کے

یہ ایوانِ شاعری ایک زمانے سے اس بات کا تقاضا کر رہا تھا کہ یہاں کوئی مصحفیؔ کی روایت کی پاسداری کرنے والا ہو جو مصحفیؔ کے معنوی وَرثہ کی دیرپا یادگار قائم کرے۔ کئی لوگوں نے اس کام کا بیڑا اُٹھایا لیکن انجام تک نہیں پہنچ سکے........ اور تقریباً ایک ہزار اسماء کی فہرست کو انجام تک پہنچانا صبر آزما کام بھی تو ہے۔ سنا تھا کہ غیور حسن صاحب مرحوم امروہہ کے شعراء کا تذکرہ

Marfat.com

لکھ رہے ہیں لیکن انھیں اجل نے مہلت نہیں دی ۔ غالباً ۲۹، ۱۹۲۸ء میں مولانا اُفق کاظمی نے اپنے رسالہ ''شاعر امروہہ'' میں تذکرۂ شعراء کا سلسلہ شروع کیا تھا لیکن وہ بھی نا تمام رہا ۔ کئی بزرگوں سے سنا ہے کہ مؤرخ امروہہ محمود احمد عباسی نے تذکرۂ شعرائے امروہہ ترتیب دیا تھا لیکن تاریخِ امروہہ سے متعلق اپنی تین کتابوں کے اندازِ پذیرائی اور اہلِ وطن کے طرزِ حوصلہ افزائی سے بددل ہو کر اسے زینتِ طاقِ نسیاں بنا دیا سنا ہے کہ اس کا مسودہ کراچی میں ان کے نواسے جناب سبطِ محمود فاروقی کے پاس محفوظ تھا جو کسی صاحب نے دیکھنے کے لئے مانگا اور پھر واپس نہیں کیا ۔ اس ذیل میں عباسی صاحب جیسے فاضل بزرگ کی معلومات بیش قیمت ہونے میں کوئی شک نہیں اور ان کی یہ کاوش اگر ضائع ہوگئی ہے تو اہلِ امروہہ کا نا قابلِ تلافی نقصان ہوا ہے ۔ کیونکہ انھوں نے اب سے ۸۰ / سال پہلے بچشمِ خود ملاحظہ کئے ہوئے اور اس وقت کے ۸۰ سالہ بزرگوں کے سنائے ہوئے چشم دید حالات قلم بند کئے ہوں گے جواب کسی طرح ممکن نہیں ہیں ۔

مقامِ مسرت ہے کہ ایک جواں سال قلم کار مصباح احمد صدیقی نے اس نقصان کی تلافی کا علَم بلند کیا ہے ۔ دس سال کی کدو کاوش کے بعد وہ ''تذکرۂ شعراء امروہہ'' کی پہلی جلد پیش کر رہے ہیں ۔ انھیں تذکرہ نگاری سے خاص لگاؤ ہے ان کی پہلی کتاب ''تحفۃ الانساب'' جو امروہہ کے انساب پر ہے وہ بھی ایک اچھا خاصا تذکرہ ہے ۔ انھوں نے ''تذکرۂ علماء امروہہ'' (غیر مطبوعہ) اور ''امروہہ کے منتخب افسانہ نگار'' بھی (مطبوعہ) مرتب کئے ہیں ۔ بقول ان کے ''تذکرہ اطبائے امروہہ'' بھی زیر ترتیب ہے ۔ ''امروہہ کے غیر مسلم شعراء'' وہ الگ سے ترتیب دے چکے ہیں ۔ ان کے کام کو دیکھ کر اندازہ ہوتا

Marfat.com

ہے کہ وہ بڑی محنت لگن اور دیانت داری سے اپنے کام کو انجام دیتے ہیں۔

مصحفی کے بعد مصباح احمد صدیقی امروہہ کے دوسرے شخص ہیں جنھوں نے شعراء کے تذکرے کی طرف توجہ دی ہے اور بڑی تحقیق و تلاش کے بعد اس کو مرتب کرنے کا عزم کیا ہے۔ معروف حضرات کا علم تو عام لوگوں کو ہوتا ہی ہے لیکن غیر معروف شخصیات کو روشناس کرانا یا بھولے بسرے ہوئے چہروں کو سامنے لانا ہی ایک صاحبِ تحقیق تذکرہ نگار کا نمایاں وصف ہے۔ مصباح احمد صدیقی نے ایسے تمام ناموں کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے جنھیں وقت کی دھول نے گمنامی کی تہ میں چھپا دیا تھا اور وہ اپنی اس کوشش میں پوری طرح کامیاب ہیں۔ میں انھیں دلی مبارکباد دیتا ہوں۔

اکرم فاروقی

(ریٹائرڈ پرنسپل نواودے ودیالیہ)

چلہ امروہہ

Marfat.com

دخل در معقولات

از سید خورشید مصطفیٰ رضوی مرحوم

کسی تصنیف میں ''حرفِ آغاز'' یا ''مقدمہ'' و تعارف اب ایک ضروری سا امر قرار پا گیا ہے۔ یہ تعارف میدانِ علم و ادب کے کسی شہسوار یا کسی نمایاں شخصیت اور استاد ٹائپ حضرات کی طرف سے ہوتا ہے اور یہ لوگ عام طور سے تصنیف دیکھے بغیر ٹکے بندھے الفاظ میں مصنف کی صلاحیتوں کی تعریف اور نفسِ مضمون یعنی موضوع کی اہمیت کو واضح کر کے کتاب کی مقبولیت کی امید کرتے ہوئے بات ختم کر دیتے ہیں گویا بقول شخصے 'طرحی غزل' ہوتی ہے لیکن اس کتاب کے ناظرین مطمئن رہیں کہ اس خاکسار راقم الحروف نے کسی ایسے میدان کی شہسواری تو کجا، کوئی چھوٹا موٹا تیر بھی نہیں چلایا ہے۔ اس کے باوجود یہ تعارف لکھنے کا موقع ملا ہے------ یہ خوش نصیبی نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ پھر، یہ بھی واضح رہے کہ ورق اُلٹ پلٹ کر 'طرحی غزل' نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ پوری طرح جائزہ لے کر ہی کچھ عرض کرنے کی جرأت کر رہا ہوں .... تصنیف کے لئے بھی اور مصنف کے بارے میں بھی۔

کتاب یا اہل کتاب کے بارے میں جو کچھ لکھنے جا رہا ہوں اس کی کیفیت 'دخل در معقولات' کی سی ہے اور یقین کیجئے کہ کتاب کے مرتب کو یہ پتہ نہیں کہ اسکی ذات و صفات سے ایک ایسا ناکارہ شخص پردہ اٹھا رہا ہے

Marfat.com

جسے اس پردہ کشائی کا سلیقہ بھی نہیں ۔ لیکن یہ خدمت اس لئے انجام دے رہا ہوں کہ عام طور پر آج کے مصنف کی خود اپنی شخصیت تصنیف میں سامنے نہیں آتی اور علم و ادب کے متوالوں کو سر کھپانے کے باوجود مایوسیوں کا ہی سامنا ہوتا ہے۔ اس لئے بہتر ہے کہ تصنیف پر کچھ کہنے سے پہلے مصنف (یا مرتب) کے بارے میں کچھ عرض کر دوں۔

اس کتاب کے مرتب مصباح احمد صدیقی سے شناسائی ایک عرصہ سے تھی ...... کم از کم بیس سال سمجھ لیجیے ...... ملاقاتیں بھی متعدد ہوئیں مگر صرف 'دید' کی حد تک ۔ شُنید کی تو نوبت ہی نہ آئی کیونکہ ہر دم مُہر بہ لب دیکھا ، نہ یہ خود کھلے نہ ان کے جوہر کھلے ۔ کبھی بر سرِ راہ نظر آئے تو نگاہیں جُھکا کر یا چُرا کر نکل گئے ...... برس گذر گئے ...... آخر گذشتہ سال اپنی بعض تحریروں اور خصوصاً اس کتاب ''تذکرہ شعرائے امروہہ'' کی بدولت قُرب حاصل ہوا ۔ میں نے جب سنا کہ یہ شعرائے امروہہ کا تذکرہ لکھ رہے ہیں تو دل میں سوچا کہ یہ کام بھلا یہ کیا کر سکیں گے ۔ بہر حال ، ایک دن وقت نکال کر پہلی بار اُن کے گھر پہنچا تو انھوں نے مسوّدہ سامنے رکھ دیا کہ میں اسے دیکھوں اور پھر ہر ملاقات پر یہ اصرار کہ کچھ لکھوں بھی ...... یہ یگانگت کی انتہا تھی کیونکہ ظاہر ہے کہ مسوّدہ ان کے لئے دل و جان جیسا عزیز تھا ...... اس کے بعد ملاقاتیں اکثر ہوتی رہیں ، اس قدر محبت سے پیش آئے کہ کیا بتاؤں .... میں نہ شاعر ہوں ، نہ یہ میرا میدان مگر ان کے اصرار نے کچھ لکھنے پر مجبور کر دیا اور مسوّدہ دیکھا تو حیران و ششدر رہ گیا کہ کیسا پہاڑ سر پر اُٹھایا اور کس خوبی سے اُٹھایا ہے ۔ نہ صرف دل سے تحسین و آفریں بلکہ دعائیں بھی بے اختیار نہ جانے کتنی

Marfat.com

نکلیں .... میں اب ان سے اتنا قریب ہوں کہ یہ اندازہ کرسکتا ہوں کہ کیا غضب کی محنت شاقہ اور جدو جہد انھوں نے کی ہے اور کس طرح امروہہ کی شخصیتوں اور ان کے حالات کو کھود نکالا ہے ۔ جتنا جتنا مسودہ دیکھا حیرت میں اضافہ ہوتا گیا ...... خیر، یہ ذکر تو بعد میں کروں گا پہلے ان کے بارے میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ بیان کردوں ۔

اب سے کوئی چالیس یا بیالیس سال قبل محلّہ گھیر مناف میں جناب استجاب احمد صدیقی (ولد اخلاق احمد صاحب مرحوم) کے گھر میں انھوں نے آنکھ کھولی ۔ ذہین وفہیم ہمیشہ رہے، حافظِ قرآن ہوئے، تجوید و قرأت کا کورس کیا، درسِ نظامی تک نہ پہنچے تھے کہ زندگی کا نظام بدل گیا، اردو اور فارسی ادب میں ایم ۔اے ۔کر کے درس و تدریس کو شغل بنایا اور اسی پر قانع ہوگئے ۔ ان کی غالباً دو کتابیں بھی شائع ہو چکی ہیں ۔ غیر مطبوعہ کتابوں میں '' امروہہ کے ہندو شعراء اور ادیب '' کے علاوہ '' تذکرہ علمائے امروہہ'' بھی طباعت کے لئے تیار ہیں ۔ '' قوۃ الکلام '' (مرتبہ) پریس میں ہے ۔

نسبی تعلق ان کا امروہہ کے بڑے نامی گرامی صدیقی خاندان سے ہے جو معزز اور مستند خاندان رہا ہے اور '' مناف پوتہ '' کر کے مشہور ہے[1]۔ انھیں ' آلِ محمد ' ہونے کا فخر حاصل ہے ۔ یعنی سلسلہ نسب ملتا ہے حضرت

---

[1] موجودہ گھیر مناف ان ہی کے اجداد میں حضرت شیخ ابو المنافؒ کے نام پر ہے۔ جنھوں نے احاطہ بنا کر پرُشکوہ رہائشی عمارتیں اور مسجد ۹۸۵ھ میں بنوائی تھی

(تاریخ امروہہ جلد اول ۱۲۹)

Marfat.com

محمد بن ابو بکرؓ سے ..... اللہ اکبر ..... وہ حضرت محمد بن ابو بکرؓ جن کو فرزندی کا شرف حاصل ہے جانشین رسول علیہ کی ..... یعنی حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ .....

جو بعد از انبیاء ہیں سب سے برتر

یہی کیا کچھ کم ہے ..... پھر، جن کو نام اور کام میں مشابہت ہے آقائے دو عالمؐ سے اور جن کی فدا کاریاں اور جاں نثاریاں اُس ہستی اقدس (حضرت علی کرم اللہ وجہہ) کے لئے تھیں جنھیں سرکارِ دو عالمؐ نے ''من کنت مولا فعلی مولا'' فرمایا ہے۔

خاندان مناف پوتہ میں بڑی ذی علم اور نامور ہستیاں پیدا ہوئی ہیں۔ مثلاً ان کے پردادا حکیم محمد اسحاق پروینؔ کے علاوہ خلیفہ نوروز علی فضل حسین بسملؔ، شمس الدین واثقؔ وغیرہ۔ ان سب بلند و بالا ہستیوں کے اخلاق، کردار اور علم و عمل کا عکس جمیل ہیں مصباح صاحب جن کی اداؤں میں کچھ عجب دل آویزیاں ہیں ..... نہایت کم سخن، آہستہ گو، بلا کے متین اور سنجیدہ۔ قد موزوں اور درمیانہ، اعضا متناسب، جامعہ زیبی الگ سے ہے، مروت اور خلوص ہے کہ آنکھوں ہی سے ٹپکا پڑتا ہے۔ سنجیدگی، کم گوئی متانت، تہذیب و شائستگی، بُردباری یہ سب آئیں اپنی حدوں سے آگے اگر نہیں تو حدوں پر پہنچ ضرور چکے ہیں۔ تحمل و بردباری عادت ثانیہ، خودستائی اور خودنمائی سے گریزاں، قلب کے رفیق، نظر کے دقیق، مکروہاتِ زمانہ سے بے نیاز، پرسکون انداز میں گفتگو سراپا تکلف اور ہر آن ہمہ تن شائستگی .....

اب کچھ اس 'کوہ کنی' کی بابت بھی عرض کردوں جس کا امروہہ کے اس 'فرہاد' نے بیڑا اُٹھایا ہے۔ دراصل تذکرہ نگاری ایک مفید اور کارآمد

Marfat.com

آرٹ ہے۔ جس سے علم وادب کے روز و شب اور تاریخ کی گراں قدر معلومات حاصل ہوتی ہے۔ یہ ریسرچ کرنے والوں اور علم و ادب کے شیدائیوں کے لئے مآخذ ہیں اور نوع بہ نوع افراد سے تعارف کا ذریعہ بنتے ہیں۔ تذکروں کی محفل میں مختلف قماش کے افراد نظر آتے ہیں جن سے صرف تعارف اور قُرب ہی حاصل نہیں ہوتا بلکہ سارے نظام معاشرت کا تصور سامنے آتا ہے۔ تذکرے کا ایک فائدہ یہ ہے کہ عصری آگہی ہوتی ہے اور جس دور کے شعراء کا ذکر ہوتا ہے اس عہد کے تمام نقوش کی کم و بیش ترجمانی ہو جاتی ہے۔ تذکرے میں ماہ و سال کی وضاحت سے تاریخ مرتب کرنے میں مدد اور سہولت ملتی ہے۔ اگر مختلف زمانوں میں یہ ادبی تذکرے نہ لکھے جاتے رہیں تو شاعروں اور ادیبوں کے کارنامے گم ہو جائیں۔ ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ تذکرہ نگاری ایک کمپوزٹ آرٹ ہے جس سے علم و ادب کے کئی سرچشمے پھوٹ نکلتے ہیں۔ لسانیات، عمرانیات، تاریخ ادب، تنقید و تحقیق، سوانح و خاکہ جیسے اصناف کے علاوہ مختلف زمانوں کی تحریکات اور دوسرے پہلو بھی نظر آتے ہیں۔ زمانۂ ماضی میں ادب کی تاریخ و تحقیق کے لئے تذکروں سے بہتر کوئی ذریعہ نہیں۔ تذکرے نہ لکھے جاتے تو نہ صرف تاریخی نسل کی کڑیاں گُم ہو جاتیں بلکہ مشاہیر ادب کے خط و خال بھی ماند پڑ جاتے۔

فارسی شعراء کے متعدد تذکرے لکھے گئے، اُن کی دیکھا دیکھی اردو میں یہ روایت چلی اور اب کافی پرانی ہو چکی ہے، پہلے انھیں ریختہ گو' یا ہندی (ہندوی) گویان' کا نام دیا جاتا تھا۔ کہا یہ جاتا ہے کہ اردو شعراء کا پہلا تذکرہ دکن میں لکھا گیا مگر مرزا افضل بیگ قاقشال کا '' تحفۃ الشعرا ''

Marfat.com

بنیادی طور پر فارسی تذکرہ ہے۔ البتہ خواجہ حمید خاں کے ' گلشنِ گفتار ' (۵۲-۱۷۵۱ء، ۱۱۶۵ھ) کو پہلا تذکرہ تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ شعرائے اردو کے جس قدر تذکرے اب تک دستیاب ہیں ان میں بہ اعتبار قدامت میر کے '' نکات الشعراء '' سید فتح علی گرویزی کے '' تذکرہ ریختہ گویان '' ، حمید اورنگ آبادی کے '' گلشنِ گفتار '' قائم چاند پوری کے '' مخزنِ نکات '' اور عنایت اللہ قدرت کے '' ریاضِ حسنی [1] '' کو سرِ فہرست رکھا جاتا ہے۔ ان تقریباً تمام تذکروں کے مؤلفین نے یہ ظاہر کیا ہے کہ وہ اس فن کے بانی ہیں اور اُن کا تذکرہ ریختہ گویان کا پہلا تذکرہ ہے۔ مولوی کریم الدین (۱۸۷۹-۱۸۲۱ء) نے متعدد کتابیں تالیف کیں۔ انھوں نے ادبی زندگی تذکرہ نگاری سے شروع کی مگر زیادہ شہرت '' طبقات الشعرائے ہند '' (۱۸۴۸ء) کو حاصل ہوئی۔ جس زمانے میں اردو کا چلن عام نہ تھا اور فارسی علمی زبان کی حیثیت سے چھائی ہوئی تھی، فارسی شعراء کے بکثرت تذکرے لکھے گئے ہیں۔ جن لوگوں نے اردو میں بھی شعر کہے ان کا تذکرہ بھی ضمنی طور پر کر دیا جاتا تھا اگرچہ وہ اصلاً فارسی کے شاعر تھے۔ رفتہ رفتہ جب اردو شاعری قبولیت کے درجے میں آئی تو اردو شاعروں کے الگ تذکرے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ شعرائے ریختہ کے اولین تذکرے منظرِ عام پر آنے کے وقت شعرائے فارسی کے کئی تذکرے لکھے

---

[1] ریاضِ حسنی (قلمی) سینٹرل ریکارڈ آفس حیدر آباد دکن کے کتب خانے میں محفوظ ہے، ۱۱۶۶ ہجری کے کچھ بعد کی تصنیف ہے۔

Marfat.com

جا چکے تھے۔ ایسے تذکروں میں بندرابن خوشگو، کا ''سفینۂ خوشگو'' عظمت اللہ بے خبر، کا ''سفینۂ بے خبر'' میر غلام علی آزاد کا ''سروِ آزاد'' سراج الدین آرزو کا ''مجمع النفائس'' وغیرہ معروف ہیں۔

فارسی تذکرہ نگاری کا اثر اردو تذکرہ نگاری پر نمایاں رہا چنانچہ ''نکات الشعراء'' (۱۱۶۵ھ) سے ''بہارِ بے خزاں'' (۱۲۶۱ھ) کے تمام تذکرے فارسی میں مرتب ہوئے اور اس سو سال کی مدت میں صرف ''گلشنِ ہند'' (۱۲۱۵ھ، ۱۸۰۱ء) واحد تذکرہ ہے جو اردو میں مرتب ہوا۔ اردو تذکرہ لکھنے کا سلسلہ فورٹ ولیم کالج سے شروع ہوا جہاں ایک ہی زمانے میں دو تذکرے لکھے گئے اور دونوں کا نام ''گلشنِ ہند'' ہوا۔ فرق یہ رہا کہ حیدر بخش حیدری کے ''گلشنِ ہند'' کو خود انہی کی تصنیف بتایا گیا اور مرزا علی لطف کا ''گلشنِ ہند'' علی ابراہیم خلیل[۱] کے تذکرے

---

[۱] علی ابراہیم متخلص بہ علی مشہور ادیب اور مؤرخ، پٹنہ کے ساکن بنارس میں مجسٹریٹ اور گورنر رہے۔ (بہ عہد کارنوانس)، ۱۲۰۸ھ میں انتقال ہوا۔ تصانیف میں (۱) تذکرہ شعرائے اردو (۱۷۸۴ء - ۱۱۹۸ھ) لکھا جس پر میرزا علی لطف نے ''تذکرہ گلشنِ ہند'' کی بنیاد رکھی۔ (۲) خلاصۃ الکلام اور صحف ابراہیم دونوں فارسی کے تذکرے ہیں۔ (۳) وقائع جنگ مرہٹہ (۱۲۰۱ھ)۔ (۴) راجہ چیت سنگھ کی بغاوت کے حالات لکھے۔ (۵) خطوط جو برٹش میوزیم کی لائبریری میں محفوظ ہیں۔ ''تذکرہ گلزارِ ابراہیم'' (۱۱۹۸ھ - ۱۷۸۴ء) میں مکمل ہوا اور ترجمہ ''گلشنِ ہند'' ۱۸۰۱ء میں لکھا گیا۔

Marfat.com

'' گلزارِ ابراہیم'' کا ترجمہ کچھ اضافے کے ساتھ ہے۔ ان تذکروں کے بعد اردو تذکرے لکھنے کا رواج زیادہ ہو گیا۔

لکھنؤ کی عیش پرور فضاؤں نے علم و ادب کو نئی وسعتوں سے ہم کنار کیا اور تذکرہ نویسی کے بھی نئے انداز نظر آنے لگے مثلاً سعادت علی ناصر نے '' خوش معرکۂ زیبا'' مرتب کیا تو محسن علی موسوی نے '' سراپا سخن'' (۱۸۵۲ء-۱۲۶۹ھ) اور عبدالغفور نسّاخ نے '' قطعۂ منتخب'' (۱۸۵۲ء) اور سخن شعراء'' کے نام سے مرتب کیا۔ محمد حسین شاہ جہاں پوری کا '' ریاض الفردوس'' (۱۸۶۷ء) کے علاوہ '' گلشنِ ہند'' میں میر غلام حسین شورشؔ عظیم آبادی (م ۱۱۹۵ھ) کے ایک تذکرے کا ذکر ہے کہ :

> '' ایک تذکرہ شعرائے ہند کا زبانِ ریختہ میں انھوں نے لکھا ہے'' (ص ۱۲۱)

علاوہ ازیں '' انتخاب یادگار'' از امیر مینائی '' تذکرہ طورِ کلیم'' از نورالحسن خاں (۱۲۹۸ھ) وغیرہ۔ اس کے بعد مختلف زبانوں، علاقوں اور فرقوں کے شعراء پر لکھے گئے۔ دیبی پرشاد بشاشؔ جے پوری کا '' آثار الشعرائے ہنود'' (۱۸۸۵ء) [1] حکیم فصیح الدین رنجؔ کا '' بہارستانِ ناز'' (۱۸۶۸ء)۔

---

۱ ہندو شعراء پر جو تذکرے لکھے گئے ہیں یا ہندو شعراء نے لکھے اُن میں قابلِ ذکر '' اردو کے نان مسلم شعراء اور ادیب'' از جگدیش مہتہ دردؔ (۱۹۷۶ء) دو جلدوں میں۔ '' موجِ گنگ'' از بدھ پرکاش جوہرؔ دیو بندی۔ '' آبشار'' از سریندر پرکاش گوہر سہارن پوری۔ تذکرہ شعرائے فرخ آباد'' از شگفتہ اوج (۱۹۵۸ء)، '' امروہہ کے ہندو شعراء اور ادیب'' از مصباح احمد صدیقی (زیرِ طبع)، '' اردو ادب میں سکھوں کا حصہ'' از امام مرتضیٰ نقوی امروہوی، '' ہندو شعراء'' از عشرتؔ لکھنوی، '' ہند منتخب ہندو شعراء'' از عبدالشکور بریلوی

Marfat.com

پنڈت برج کشن کول بے خبر کا ''بہارِ گلشنِ کشمیر'' (۱۹۳۱ء) وغیرہ اس زمرے میں آتے ہیں۔ سب سے زیادہ ضخیم ''خم خانۂ جاوید'' تھا جس کا منصوبہ لالہ سری رام دہلوی نے بنایا لیکن چار جلدیں شائع کر سکے پانچویں جلد پنڈت برج موہن کیفی نے شائع کی۔ بہرحال، تذکروں کی تاریخی، ادبی اور علمی حیثیت بڑی اہم ہے اور آج بھی ادب وشعر کی دنیا میں ہی نہیں بلکہ تاریخ اور سوانح نگاری میں بھی قابلِ فخر سرمایہ ہے۔

شعرائے ریختہ کے تذکروں کا سرسری مطالعہ یہ حقیقت سامنے لاتا ہے کہ تذکرہ نگاری نے تین راستے اختیار کیے۔ میؔر کے ''نکات الشعراء'' میں تنقید پر زور دیا گیا، قدرت اللہ شوق نے شعراء کو مختلف طبقات میں تقسیم کر کے تاریخ نگاری کا رجحان بخشا، علی ابراہیم خلیؔل نے ''گلزارِ ابراہیم'' میں تاریخی اور سوانحی مواد پر زور دیا۔ آگے چل کر جتنے تذکرے لکھے گئے ان میں انہی تینوں مذکورہ مؤلفوں کی پیروی نمایاں ملتی ہے۔ میؔر نے جو تنقید کی راہ اختیار کی اُسے شیفتؔہ نے ''گلشنِ بے خار'' میں کشادہ کیا۔ شوؔق نے جس سمت میں قدم اُٹھایا اس کی منزل ''آبِ حیات'' میں نظر آئی اور تاریخ ادب کا وجود ہوا۔ خلیؔل نے جو انداز اپنایا اس کی پیروی بھی شروع ہوگئی جس میں سوانحی معلومات پر روشنی ڈالی گئی اور ادب میں سوانح نگاری کی ابتدا ہوئی۔ حال ہی میں جو تذکرے لکھے گئے ان کا مختصر بیان بھی طوالت کا موجب ہوگا، میری تحریر پہلے ہی کافی طویل ہو چکی ہے۔ مالک رام کی ''تذکرۂ معاصرین'' کے علاوہ ان حالیہ تذکروں میں سب سے اہم عرفان عباسی کی ''تذکرہ شعرائے اتر پردیش'' ہے دوسری کوشش ''تذکرہ شعرائے روہیلکھنڈ'' مرتبہ شایاں بریلوی اور اس طرح ''تذکرہ مزاحیہ

Marfat.com

شعرائے روہیلکھنڈ'' از خان فہیم، ''مغربی بنگال کے شعراء'' مرتبہ مشتاق احمد وغیرہ ہیں۔ بہر حال، ان تذکروں کی بدولت ہمارے ادب کا بڑا سرمایہ ضائع ہونے سے بچ گیا اور آج بھی ان کی افادیت اپنی جگہ قائم ہے۔ جن قدیم شعراء پر آج ریسرچ ہو رہی ہے ان کے بنیادی حقائق اور حالات کا ذریعہ یہی تذکرے ہیں۔

زیر نظر کتاب مرتب کرنا جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا، پہاڑ سر پر اُٹھانا ہے کیونکہ امروہہ کے معروف شعراء کی تعداد سب ملا کر ہزار آٹھ سو سے کم نہ ہوگی۔ ایسی کوہ پیائی کے لئے ایک ادارے کے وسائل کی ضرورت ہوتی کیونکہ ان میں سے ہر ایک پر پوری تحقیق وتفتیش، حالات، اولاد اور نمونۂ کلام وغیرہ کا جمع کر لینا کوئی ہنسی کھیل نہیں ہے لیکن اس کتاب کے مصنف نے شعراء کے متعلق تمام ضروری اور بنیادی حقائق پوری صحت کے ساتھ قلم بند کر دیئے ہیں۔ اس تذکرے کی حیثیت اگرچہ مقامی تذکرے کی ہے مگر آیندہ کے لئے اہم ادبی دستاویز کی حیثیت ہوگی۔ وقت گذرنے کے ساتھ اس کی اہمیت اور افادیت میں اضافہ ہوتا جائے گا اور آنے والی نسلوں کو مستند حوالے اور معلومات حاصل ہوسکیں گی۔ امروہہ کی جن شخصیتوں پر آیندہ زمانے میں کچھ کام یا تحقیق اور ریسرچ کی جائے گی اُس کی بنیاد یہی تذکرہ فراہم کرے گا۔ اس تذکرے میں یہ بھی کوشش کی گئی ہے کہ قدیم تذکروں کی تشنگی اور کمی کو دور کیا جائے جن سے ہمیں اکثر شعراء کے بنیادی حقائق اور حالات معلوم نہیں ہو پاتے اور ان تذکروں کا اختصار اہل علم کے لئے اُلجھنیں پیدا کرتا ہے۔ چنانچہ اس میں اتنی معلومات انھوں نے مہیا کر دی ہیں کہ ایک نظر میں شاعر کے متعلق سب کچھ سامنے آ جاتا ہے۔

136931

Marfat.com

کاش کہ شعراء کے فوٹو کے علاوہ دستخط (آٹوگراف) یا عکس تحریر بھی شامل ہو سکتا تو اہمیت مزید بڑھ جاتی ۔

انھوں نے صرف غزل پر ہی توجہ نہیں دی ہے بلکہ تمام اصنافِ سخن کو گرفت میں لیا ہے اور شعراء کی نثری تخلیقات کی طرف بھی اشارے کیے ہیں ۔ پھر یہ کہ اہم شخصیتوں پر جو کتابیں لکھی گئیں یا مجموعہ کلام شائع ہوئے یا مختلف کتابوں میں اُن کا تذکرہ اگر کہیں ہے تو اسے بھی حوالے کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے ۔ یہ سارا کام انھوں نے تنِ تنہا کیا ہے اور اب بھی کر رہے ہیں اور مجھے یہ اندازہ ہے کہ اس میں انھیں کیسے پاپڑ بیلنے پڑے ہیں ۔ کیونکہ بعض موقعوں پر مجھے بھی ان کی ہمراہی نصیب ہوئی ہے ۔ متعدد چکّر لگائے تب کہیں تھوڑی بہت معلومات ہاتھ آئی ۔ میرے پاس جو کچھ مال مسالہ تھا وہ بھی ان کے آگے لا ڈالا ۔ میں نے اس کتاب پر دیدہ ریزی کی ہے اور اسی لئے بلا خوفِ تردید کہہ سکتا ہوں کہ اب تک جتنے شعراء کے تذکرے میری نظر سے گذرے ہیں ان میں اس کا پلڑا بھاری نظر آتا ہے ۔ ان کا اندازِ تحریر بڑا سُلجھا ہوا ہے ۔ مگر بعض جگہ ان کے قلم نے عقیدت و ارادات کی رنگینیاں بکھیری ہیں ۔ اس کے دفاع میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ کسی حد تک یہ فطری جذبے کی عکاسی ہے اور بعض اہلِ قلم حضرات کے یہاں اپنے محبانِ مکرم کی شان میں ایسی جولانیاں مل بھی جائیں گی ۔ بہر حال ، اس سلسلہ میں مجھے کچھ اور کہنا نہیں ہے ۔

کتاب کا مسودہ دیکھ کر میں ذہانت کے علاوہ سلیقے اور حُسنِ ترتیب و تحقیق کا بھی معترف ہو گیا کیونکہ بعض ایسے بزرگوں کے اشعار اور حالات انھوں نے کھوج نکالے ہیں ۔ جو بظاہر شاعروں کے دائرے میں کھینچ تان کر

Marfat.com

ہی لائے جاسکتے ہیں ورنہ کسی اور میدان کے شہسوار ہیں۔

بلاشبہ یہ ایک عظیم کارنامہ ہے جو امروہہ کے مصباح احمد صدیقی نام کے اس فرہاد نے کر دکھایا ہے۔ اس جوئے شیر لانے پر ان کو جس قدر داد و تحسین سے نوازا جائے کم ہے۔

"اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ"

خاکسار
خورشید مصطفیٰ رضوی
علی جان منزل، امروہہ
(۲۴ رمئی ۲۰۰۱ء)

Marfat.com

نور عالم ملّا نورؔی صدیقی

نور عالم ملّا نورؔی ابن شیخ محمد صالح صدیقی ساکن محلہ گھیر مناف برادرزادۂ شیخ ابوالمناف صدیقیؒ منصب دار عہدِ اکبری۔

ملا نوری عہدِ اکبری کے قادرالکلام اور نازک خیال شاعر تھے۔ قائمؔ چاند پوری نے اپنے تذکرہ ''مخزن نکات'' میں ان کا ذکر کیا ہے لیکن ان کا وطن اعظم پور لکھا ہے۔ اگرچہ یہ ان کا قدیم وطن ہے۔ یہ گھرانہ عہدِ اکبری میں قصبہ اعظم پور باسٹہ کی سکونت ترک کر کے امروہہ آکر آباد ہو گیا تھا۔ جیسا کہ تمام تواریخ امروہہ کا بیان ہے۔ صاحبِ تاریخِ اصغری مولوی اصغر حسین نے تو ترک سکونت کی وجہ بھی بیان کی ہے وہ لکھتے ہیں۔

''شیخ ابوالمناف بادشاہی منصب دار تھے اور اعظم پور باسٹہ میں ان کی سکونت اور ریاست تھی۔ عہدِ اکبر بادشاہ میں ایک سال اس بستی کی آب و ہوا ایسی بگڑی اور اس قدر وبا پھیلی کہ صدہا آدمی بیماری کی کثرت سے مرنے لگے اور کئی روز وہاں کی زمین کو ایسا زلزلہ رہا کہ سیکڑوں آدمی بخوفِ جان سکونت اس جگہ کی چھوڑ کر بھاگے اور متفرق مقامات میں مثل سنبھل و مرادآباد، بریلی و بچھرایوں کے جابسے ازاں جملہ شیخ ابوالمناف مذکور

Marfat.com

امروہہ میں وارد ہوئے[1]۔

قائم چاندپوری نے ملا نوری کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے۔

''جامع فضائل معنوی وصوری حقیقت آگاہ ملا نوری از قاضی زادہ ہائے قصبہ اعظم پور است و درفن بدیع و معما سر آمد روزگار خود بود و شعر فارسی بسیار برتبہ می گفت، چنانچہ قصائد طویل الذیل از وے یادگار ست گویند وقتے کہ از ابوالفیض فیضی مثنوی ''نل و دمن'' تصنیف می کرد چوں بایں مصرع رسید

''موئے شدہ ام زِ ناتوانی''

بجہت تمام معنی بند افتاد و مضمون مصرع ثانی بخاطرش نمی رسید ملائے مذکور بسابقہ معرفت کہ داشت برائے ملاقات وے رفتہ بود بحقیقت حال وارسیدہ مصرع بداہتہً گفت

''موبرتنِ من کند گرانی''

فیضی بر لطف طبیعش آفریں کرد و ازاں باز اورا بسیار دوست می داشت۔ دو سہ غزل ریختہ بطور قدماء از وے مسموع است امابالفعل سوائے ایں یک بیت مقطع چیزے درخاطر نیست۔

ہرکس کہ خیانت کند البتہ بترسد
بیچارۂ نوریؔ نہ کرے ہے نہ ڈرے ہے[2]

---

[1] تاریخ اصغری صفحہ ۱۸۳ مولفہ مولوی اصغر حسین نقوی [2] مخزن نکات صفحہ ۱۱ مولفہ قائم چاندپوری

Marfat.com

ترجمہ: جامع فضائل معنوی وصوری حقیقت آگاہ ملا نوریؔ قصبہ اعظم پور کے قاضی زادوں میں سے ہیں (تھے) بدیع اور معما کے فن میں اپنے وقت کے خاتم تھے اور فارسی میں اعلیٰ پائے کے شعر کہتے تھے۔ جیسا کہ لمبے لمبے قصیدے ان کی یاد گار ہیں۔

کہتے ہیں ابوالفیض فیضیؔ جس وقت مثنوی ''نل دومن'' لکھ رہے تھے جب اس مصرع پر پہنچے

''موئے شدہ ام زِ ناتوانی''

تو کسی طرح مصرع ثانی خاطر خواہ موزوں نہیں ہوتا تھا۔ ملا مذکور (یعنی ملا نوریؔ) پرانی جان پہچان کی وجہ سے فیضیؔ سے ملاقات کے لئے گئے۔ جب ان پر حقیقت حال کھلی تو انھوں نے فی البدیہہ گرہ لگائی۔

''مو بر تنِ من کند گرانی''

فیضیؔ نے ان کی طبیعت کی نزاکت پر رشک کیا اس کے بعد ان سے قریبی تعلقات رکھے۔ دو تین اردو غزلیں قدماء کے طرز پر ان کی مشہور ہیں۔ لیکن اس وقت سوائے اس مقطع کے شعر کے کچھ یاد نہیں۔

ہر کس کے خیانت کند البتہ بترسد بیچارہؔ نوریؔ نہ کرے ہے نہ ڈرے ہے

افسوس راقم الحروف کو بہت تلاش کے بعد بھی آپ کا کچھ کلام نہیں مل سکا۔ قائم چاندپوری نے آپ کے جن طویل قصائد اور دو تین غزلوں کا ذکر کیا ہے اس کا کوئی حوالہ نہیں لکھا کہ انھوں نے آپ کا یہ کلام کس کتاب میں دیکھا تھا۔ البتہ آپ کا ایک قطعہ تاریخ جو شیخ ابوالمناف کی وفات پر لکھا گیا تھا وہ احقر کو دستیاب ہوا تھا جو میں نے اپنی پہلی کتاب ''تحفۃ الانساب'' میں نقل بھی کیا ہے وہ حسب ذیل ہے۔

Marfat.com

ابوالمنافؒ امیر و نصیر دولت و دیں | زشاہِ وقت بدریافت منصبِ بالا
بزرگوارِ جہاں بود عمِ مخدومم | بخیر رفت زِ دنیا برتبہ والا

☆

نوشت بندۂ نوری بمرگِ اوزیبا ۲۰
ابوالمناف درآمد بجنتِ اعلیٰ
۲۰+۱۰۲۶+۱۰۴۶ھ

ایک اور قطعہ تاریخ شیخ ابوالمناف کی تعمیر کردہ مسجد اور حویلیات پر کندہ ہے۔ غالب قیاس یہ ہے کہ یہ قطعہ بھی انھیں کا لکھا ہوا ہے کیوں کہ نہ صرف دونوں قطعوں کا وزن و بحر ایک ہیں بلکہ اندازِ بیان بھی یکساں ہے۔ لیکن اس میں کسی شاعر کا نام یا تخلص نہیں ہے۔ قطعہ تاریخ یہ ہے؛

ابو المناف دو کانات و مسجدِ بالا | بساخت باب مکانش فلک نشاں دارد
حویلیاتِ درون وحصارِ مستحکم | نہ راہ دزد کہ یک راہ پاسباں دارد
بُدم بفکرت تاریخ باب ہاتف گفت | کہ ”دراحاطۂ اعلیٰ بلند شاں دارد“
۹۸۵ھ

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

میاں ولی محمد ولی نخشبیؒ

میاں ولی محمد ولی ابن شیخ ابو محمد چشتی ساکن محلہ نخشی امروہہ (از اولاد مولانا شاہ عبدالملک حقانیؒ) میاں ولی محمد علوم متداولہ کے فارغ اور ایک گوشہ نشیں بزرگ عہد تھے۔ مدد معاش کے لئے اسلامی حکومت سے دو سو بیگہ زمین ملی ہوئی تھی۔ محی الدین اورنگ زیب عالم گیر کے فرمان مورخہ پنجم شہر شوال سنہ

Marfat.com

بست وہشت جلوسِ مقدس میں آپ کا نامِ نامی اس طرح تحریر ہے۔

''سیادت مآب حقایق آگاہ سید ولی محمد گوشہ نشیں''[۱]

مؤرخ امروہہ محمود احمد عباسیؒ لکھتے ہیں:

''میاں ولی محمد نے علوم ظاہری و باطنی کا سرمایہ پدر بزرگوار سے حاصل کیا۔ حضرت شیخ عبد المجید علوی سے نسبتِ بیعت درست کی لیکن زیادہ فیض صحبتِ حضرت شاہ گھاسیؒ سے پایا۔ موزوں طبع تھے شعر کا بھی ذوق تھا، خط بہت پاکیزہ تھا۔[۲]''

آپ نے شیخ عبد المجید علویؒ سے خلافت پائی تھی۔ تاریخ وفات کا کوئی علم نہیں ہو سکا البتہ ۱۰۹۹ھ تک بقید حیات تھے۔ نمونۂ کلام میں دو قطعات تاریخ ملاحظہ ہوں۔ اپنے پیر و مرشد حضرت شاہ عبد المجید علویؒ کی وفات پر حسب ذیل قطعۂ تاریخ لکھا ہے۔

خاتم اولیائے ذوالعرفاں — شیخ عبدالمجید قطب زماں
بود کامل خلیفہ شیخ نظام[۳] — شہر امروہہ داشت وطن و مقام
درحقیقت یگانہ بودہ و فرد — سرموئے خلاف شرع نہ کرد
عالم و عامل و مدقق بود — عارف و کامل و محقق بود
در مقامات واقف لاہوت — در کرامات کاشفِ جبروت
خارق او بروں ز احصی بود — برہمہ خلق خوانِ یغما بود
چند کس را رساند او بخدا — بعد او مہتدی شدند و ہُدیٰ

۱۔ نخبۃ التواریخ صفحہ ۳۴ مولفہ مولانا آل حسن نخشیؒ

۲۔ تذکرۃ الکرام صفحہ ۹۲ مولفہ علامہ محمود احمد عباسی

۳۔ حضرت شیخ نظام الدین نارنولی م ۹۹۷ھ شاہ عبد المجید علوی کے استاد اور پیر طریقت تھے۔

Marfat.com

شیخ فیض اللہ[۱] جانشینش بود
اَخ نسبی و ہم قرینش بود

بودش اول خلیفہ صافی
شاہ عبد الحکیم عارف جی[۲]

شیخ گھاسی[۳] خلیفہٴ ثانی
عاشقِ مصطفیٰ بود فانی

کمترین خادماں در گاہش
وَلی خستہ خاکِ درگاہش

چوں سفر کرد پیرِ ما زجہاں
بُد ہزارو چہل و شش ہجراں

سال تاریخ عارف آگاہ
قطب الاقطاب رفت سوئے الٰہ[۴] ۱۰۴۶ھ

ایک قطعہٴ تاریخ حضرت شاہ گھاسیؒ جیو کی وفات پر لکھا تھا جو حسبِ ذیل ہے۔

اے دریغا کہ مرشد کامل
کر درحلت بعالم مطلق

شیخ گھاسی کہ روز و شب بودے
در حضور خدائے مستغرق

داشت از فیض عام او ہردم
شہرِ امروہہ مسکن و رونق

سالِ تاریخش از وَلی بشنو
عاشق مصطفیٰ رسیدہ بہ حق[۵]

****

۱۔ شیخ فیض اللہ علوی (م ۱۷ جمادی الاول ۱۰۸۰ھ) آپ کے برادرِ حقیقی مرید و خلیفہ اور سجادہ نشیں تھے۔

۲۔ حضرت شیخ عبدالحکیم بن عبدالصمد نبیرہ گانِ حضرت شاہ شرف الدین شاہ ولایت امروہہ کے مرتاض و ناموراو اکابر مشائخ میں سے تھے۔ آپ نے ۲۷/ ذی الحجہ یومِ جمعہ ۱۰۷۱ھ کو وفات پائی۔ ان کی تمام معاصر تاریخوں نے انھیں غیر معقب لکھا ہے۔ لیکن بعض حضرات ان کی نسل سے ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔

۳۔ حضرت شاہ گھاسیؒ جیو (م ۱۹/ رمضان المبارک ۱۰۹۹ھ) امروہہ کے مشائخ صوفیاء کرام میں سے تھے۔ آپ کے مریدین وارادت مندوں کی تعداد کثیر تھی۔

۴۔ تذکرۃ الکرام صفحہ ۹۷/۹۶ مولفہ محمود احمد عباسی۔

۵۔ ایضاً صفحہ ۹۵

Marfat.com

شاہ الونیا فاضلؒ

شیخ فاضل محمد المعروف بہ شاہ الونیا فاضل خلف شیخ عبداللہ آپ کو حضرت شاہ عبدالمجید علویؒ سے شرف بیعت اور اعزازِ خلافت حاصل تھا۔ بقول محمود احمد عباسی ''صاحب حال و صاحبِ صلاح و تقویٰ تھے۔'' (تذکرۃ الکرام) آپ شاہ الونیا فاضل کے عرف سے مشہور تھے۔ جس کی وضاحت صاحبِ اسراریہ محمد کمال بن لعل نے اس طرح کی ہے:

''دراثنائے ریاضت تا دوازدہ سال نمکے کہ بہ ہندی لون گویند نہ خوردہ نظر برآں 'الونیا فاضل' مذکور شدہ''

محفل سماع سے خاص ذوق تھا۔ بعض مرتبہ خود شعر موزوں کر کے قوال کو دیتے تھے۔ حسب ذیل ایک شعر اُن کا یادگار ہے۔

از قضا غافل مشو تو یک زماں تا بیابی در دلت حق رانشاں

آپ نے محلہ ملّانہ میں ایک خوبصورت مسجد تعمیر کرائی تھی۔ جو آپ کے نام سے اب تک مشہور ہے۔

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

غلام محمد نقشبندی

غلام محمد نقشبندی ابن الہ یار نقشبندی حسینیؒ علومِ متداولہ سے بہرہ مند اور راہِ طریقت میں حضرت خواجہ عبداللہ المعروف بہ بخواجہ کلاں کے دست

Marfat.com

گرفتہ نیز اپنے وقت کے معروف بزرگ اور عالم دین تھے۔ محمود احمد عباسی لکھتے ہیں۔

''عالم فاضل، متقی و پرہیزگار باپ کے صحیح جانشین تھے
عربی اور فارسی دونوں زبانوں میں شعر کہتے تھے''۔[1]

نمونۂ کلام:

گرچہ بے صورت است بیچوں لیک — اوست پیدا بصورت چو نہا
ہرچہ پوشیدہ خلعتے ہستی — لیس غیراً لذاۃ الاعلیٰ
ذات ہائے من وتو ذات وَیست — صفت او صفات ماو شما
اوست دانا بدانش من و تو — دانش اوست جملہ دانش ما
او ہمیشہ بچشم ما ظاہر — اوست دایم بگوشِ ما شنوا
لیس فی الکون غیرہ ازلاً — لیس فی الدھر غیرہ ابدا
کل مانی الوجود موجود'' — کل مانی الشھود قد شھدا
کشف ایں راز گریہ ہائے گفت — در حقیقت خوداست حق گویا[2]

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

اسمٰعیل امروہوی

میر اسمٰعیل ابن ابراہیم از نبیرہ گان حضرت شاہ ولایت، ساکن کٹرہ غلام علی، تعلیم وتربیت کے بعد خاندانی روایات کے مطابق عالم گیر کے عہد میں

---

[1] تذکرۃ الکرام صفحہ ۹۹

[2] یہ اشعار تذکرۃ الکرام صفحہ ۱۰۰ مولفہ محمود احمد عباسی سے نقل ہیں۔

Marfat.com

دامن شاہی سے وابستہ ہو کر دکن چلے گئے۔ آپ کا شمار امروہہ کے قدیم شعراء میں ہوتا ہے۔ جناب عظیم امروہوی نے اپنی تالیف ''مرثیہ نگارانِ امروہہ'' میں ۱۰۵۵ھ سے ۱۱۲۳ھ تک آپ کے زمانہ کا تعین کیا ہے۔ آپ کی ایک مثنوی ''وفات نامہ بی بی فاطمہؓ'' ہے۔ جو شمالی ہندوستان کی قدیم مثنویوں میں شمار ہوتی ہے۔ اسی مثنوی سے چند حمد و نعت اور مناقب خلفاء اربعہ کے اشعار بطور نمونہ درج ذیل ہیں۔

کہوں نعت اب میں محمدؐ رسول — دو عالم کریں صدق دل سے کی جیو قبول
محمد نبی ہیں گے دُرِ یتیم — ازل سے ابد تک ہوئے مستقیم
سبھی پر جو سردار ہیں مصطفیؐ — شفیع دن قیامت کے ہیں مجتبیٰؐ
ہمارے بخت کیا ہیں روشن سدا — نبی آدمیاں بیچ کہتا خدا
نبی کی صفت بہوت ہے بے شمار — سکت کیا دھروں، وتنے بولوں بچار
بڑھیا نعت جو میں کہیا دل کے زور — نبی آل اوپر پاک بولوں درود
دنی بیچ دھج ہیں کریم اور سخی — سفینہ انوں کو ہے کہتا نبیؐ
سلام اب کہوں پاک اصحابؓ پے — علوم اور حکمت کے بھی باب پے
چہار یار ہیں پاک روشن جہاں — ابو بکرؓ دوجے عمرؓ ہیں پچھاں
بھئی عثماں ہیں گے علی مرتضیٰؓ — یو دونوں، جو داماد ہیں مصطفیؐ کے

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

Marfat.com

خواجہ عطاء اللہ عطاؔء

خواجہ محمد عطاء اللہ عطاء، خاندانِ نخشی کے چشم و چراغ تھے۔ ہندی اور فارسی میں شعر کہتے تھے۔ ہزل میں بھی اچھے شعر کہتے اور خود کو جعفر زٹلی کے مقابلہ میں اٹلی کہتے تھے۔ آنند رام مخلص کے توسط سے محمد شاہ کے دربار سے ''خان'' کا خطاب ملا تھا۔ مرزا عبدالقادر بیدلؔ کے خاص شاگردوں میں سے تھے۔ انھوں نے اپنے منتخب اشعا ایک بیاض اور اپنا قلم دان انھیں عطا کیا تھا۔ اس کے شکریہ میں آپ نے یہ رباعی کہی تھی؛

بیدلؔ شہ اقلیم کمالِ ہر فن — از گوشۂ چشم تا نظر داشت بمن
ازروی عنایت قلمدان و بیاض — فرمود مرا وزارتِ ملک سخن

ڈاکٹر نور الحسن ہاشمی آپ کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ[1]

کسی جرم پر بادشاہ عالم گیر نے انھیں محبوس کر دیا تھا۔ اتفاقاً ایک روز بادشاہ نے ایک مصرع موزوں کیا اس پر کسی سے دوسرا مصرع اچھا نہ لگتا تھا۔ ہوتے ہوتے یہ خبر خواجہ عطاؔ کو قید خانہ میں پہنچی انھوں نے کہلا بھیجا کہ اگر مجھے چھوڑ دیں تو میں مصرع کہہ دوں، بادشاہ نے بلا کر کہا کہ میرا مصرعہ یہ ہے؛

''بسترم خاک وخشت بالین است''

عطاؔ نے کہا قربانت شوم

''یکے از سرگذشتِ من این است''!

---

[1] دلی کا دبستانِ شاعری صفحہ ۱۶۱ مولفہ ڈاکٹر نور الحسن ہاشمی

Marfat.com

اردو فارسی کے اکثر تذکروں میں آپ کا ذکر ملتا ہے۔ عطا نے ۱۱۳۵ھ میں وفات پائی۔ آخیر عمر میں اوباشی اور مسخرگی ترک کر دی تھی۔ نمونۂ کلام ملاحظہ ہو۔

اے در نبرد حسن تو کشتہ بچار چشم　　زیر مژہ نہفتہ چو آہو بجھاڑ چشم
امشب بہ کوئے دوست عطا پھر بہار ہے　　تو بھی کھسڑ پسڑ کہیں در پر نکھار چشم

☆

بر فلک شب نمی طپد انجم　　دل گردوں زبیم می دھڑکد
دست و پای زند عدو در رن　　ہمچو پڈڑی کہ در قفس پھڑکد

☆

کاٹ جو ابروے خم دار میں تیرے ہے میاں　　خنجر و تیغ کا کیا اس کے تئیں کاٹ لگے[1]

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

شیخ واصل فریدیؒ

حضرت شیخ واصل فریدیؒ ابن شیخ غوث محمدؒ (نبیرہ گان قدوۃ العارفین حضرت شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر فاروقیؒ) اپنے وقت کے صاحب مرتبت اولیاء اللہ میں سے تھے۔ ابتدا اورنگ زیب عالم گیر کی فوج میں ملازم تھے۔ بادشاہ کے ساتھ جنگوں میں شریک رہے۔ گول کنڈہ کی فتح کے بعد اپنے والد کی طلبی پر گھر آئے اور ان سے خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ ان کی وفات کے بعد پھر دکن گئے اور مرہٹوں کے مقابلے میں جو معرکے ہوئے ان میں شریک رہے۔ اورنگ زیب عالم گیر کی وفات کے بعد اپنے وطن واپس آ کر عبادت و ریاضت میں مشغول ہوئے۔ بہادر شاہ اوّل نے مدد معاش میں سو بیگہ زمین دی تھی۔ فرمان کے تصحیحہ بہ عہد محمد شاہ میں آپ کا نام نامی اس طرح تحریر ہے۔

---

[1] از عمدہ منتخبہ صفحہ ۴۳۰

Marfat.com

''مشیخت پناہ معارف آگاہ بندگی شیخ واصل ولد شیخ غوث
محمد نبیرہ قدوۃ العارفین بندگی شیخ فرید گنج شکرؒ''

اس سے آپ کے مرتبہ اور فضیلت کا اندازہ ہوتا ہے۔ آپ ہمہ وقت قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول رہتے اور فرماتے تھے

''قرآن از ہمہ مرشداں بہتر مرشد است''

طبیعت میں انکسار بہت تھا۔ آپ کے فرمودات میں ہے۔

''تواضع مردم را محبوب دلہا سازد و تکبر از نگاہ مردمان اندازد''

آپ نے ۱۱۴۷ھ میں وفات پائی ''بحق شیخ واصل'' مادۂ تاریخ وفات ہے۔ آپ کے ایک صاحب زادے مولانا وجاہت اللہ عرف جیون اپنے وقت کے معروف علماء اور مقتدائے وقت تھے۔ جن کے نبیرہ گان میں حافظ مظہر الدین مظہر فریدی ساکن محلہ چلہ تھے۔ ان کے حالات تذکرہ ھذا میں بحیثیت شاعر جداگانہ تحریر ہیں۔ نمونہ کلام ملاحظہ کیجیئے

با تکبر دل نیا ساید پسر — از رہِ کبرو رعونت کن حذر
کبر خاک آلودہ ذلت کند — دولتِ اکرام راغارت کند
قلب رادر عاجزی قوت ہمہ — روح رادر عاجزی فرحت ہمہ
عاجزاں را کبریا عزت دہد — دردو عالم عشرت و راحت دہد
در تواضع مرد را حسن و جمال — خاکساراں یافتند از وے کمال

ستم اے مہرباں روا داری — مہرِ تست آنکہ جاں! روا داری
لعب تیغ وسناں روا داری — کشتنِ دوستاں روا داری
اے بایں کفر دعوئ ایماں — جور بر مُسلماں روا داری
پیہم از چشم سُرمہ ساں بدلاں — نوکِ تیغ رواں روا داری

Marfat.com

خونِ مردم بکعبۂ گیسو الاماں الاماں رواداری
پاسبائی و نازِ کج کلہی دزدیٔ دل چساں رواداری؟
چہ کنی با شگوفۂ دلِ من غارتِ گلستاں رواداری
ستمِ غمزہ و جفائے ادا برمنِ ناتواں رواداری
باردِہ صابران، دریں را تا کجا امتحاں رواداری
حق پرست و مؤحدی واصلؔ سرِ پائے بُتاں رواداری

****

سعادت علی سعادت

سعادت علی سعادت امروہوی ابن امیر علی (از اولاد شاہ شرف الدین حسن شاہِ ولایتؒ) ولادت تقریباً ۱۱۱۰ھ/ ۱۶۹۸ء کو امروہہ میں ہوئی۔ سعادت ان خوش نصیب شعراء میں سے ہیں کہ ان کے بعد لکھے جانے والے تمام اردو فارسی تذکروں میں ان کا ذکر موجود ہے۔ آپ خدائے سخن میر تقی میرؔ کے ہم عصر تھے اور بقول میران سے بہت تعلق رکھتے تھے۔ جیسا کہ میر تقی میرؔ نے اپنے تذکرہ ''نکات الشعراء'' صفحہ ۲۷ پر لکھا ہے:

''از ساداتِ امروہہ بود سلیم الطبع، کم سخن، متواضع
سعادت تخلص کردنی الجملہ چاشنی درویشی داشت شعرِ او
خالی از لطف نیست بابندہ رار بط بسیار داشت''

یعنی امروہہ کے سادات سے تھے۔ سلیم الطبع، کم سخن، متواضع، سعادت تخلص کرتے درویشانہ مزاج رکھتے ہیں ان کے شعر مزے سے خالی نہیں ہیں۔ بندے کے ساتھ بہت ربط رکھتے ہیں۔ امروہہ کے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ سعادت

Marfat.com

میر کے استاد تھے۔ لیکن یہ روایت معتبر نہیں کیونکہ خود میر اور سعادت کے کسی معاصر مؤرخ نے یہ بات نہیں لکھی ہے۔ اگرچہ مع میر کے سبھی نے ان کی شاعرانہ عظمت نیز شاعری میں استادانہ صلاحیتوں کا اعتراف کیا ہے۔ بہرحال سعادت اردو شاعری میں دورِ اوّل کے شعراء میں سے تھے۔ جنھوں نے غزلیات و مناقب کے علاوہ ایک مثنوی ''لیلی مجنوں'' بھی لکھی (تذکرۂ شعرائے اردو مصنفہ میر حسن) مولوی محمد سیادت صاحب نقوی نے اپنے مقالے ''علی نظر، حیات اور شاعری'' میں سعادت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ؛

> ''چند غزلوں کے متفرق اشعار جن کی مجموعی تعداد تیرہ ہوتی ہے اب تک دریافت ہو سکے ہیں۔ یہی سعادت کے سلسلے میں کل کائنات ہے جو آج تک ادبی دنیا کو دستیاب ہوسکی ہے۔''

لیکن پروفیسر نثار احمد صاحب فاروقی نے اپنے ایک مقالہ ''سید سعادت علی''[۱] میں سعادت امروہوی کے سترہ اشعار نقل کئے ہیں کیونکہ ان کے پیش نظر دو قلمی ماخذ ''بیاضِ ذخیرہ سلیمان'' اور ''عیارالشعراء'' بھی ہیں۔

نمونہ کلام؛

واللہ جو سرِ لوح ترا نام نہ ہوتا — ہرگز کسی آغاز کا انجام نہ ہوتا

کس سے پوچھوں دل مرا چوری گیا زلفوں میں رات — ایک جو شانہ ہے سو وہ تیل میں ڈالے ہے بات

ہوش کھو دیتی ہیں میرا اس کی انکھیاں مے پرست — بسکہ ہوں کم ظرف دو پیالوں میں ہوجاتا ہوں مست[۲]

۱۔ دلی کالج اردو میگزین ۱۹۶۲ء مرتبہ ڈاکٹر نثار احمد فاروقی

۲۔ یہ شعر میر حسن نے اس طرح نقل کیا ہے؛-

بسکہ ہوں کم ظرف ہوجاتا ہوں دو پیالوں میں مست
ہوش کھو دیتی ہیں میرا اس کی آنکھیاں مے پرست

Marfat.com

مثل آئینہ سادہ رویوں کی
منھ ہی دیکھے کی آشنائی ہے

شیخ تو جاتا ہے کیوں تسبیح کا واں دام لے
وہ صنم کب رام ہوتا ہے خدا کا نام لے

مت دکھا اس طرح کی آن مجھے
کوئی دم جیو نے دے جان مجھے

پپیہے کی طرح دارو کے شیشے
زبان حال سے کہتے ہیں پی پی

نہیں تجھ ہجر میں پیتے شراب ارغوانی ہم
ارے ساقی ترے مارے نہیں مانگیں گے پانی ہم

لکھا چاہے ہے تیرے قد کی تعریف
الٔس کو کیا تراشا ہے قلم نے

یہ دانا ہیں دوانے جو مجھے زنجیر کرتے ہیں
مرا کے دم میں جی نکلے ہے یہ تدبیر کرتے ہیں

یارب سے جو رقیب لڑتے ہیں
یہ ہمارے نصیب لڑتے ہیں

کیا صید آہوے دل، آ سواری سے میاں تم نے
کمر کی ذاب نہیں کھولی گویا چیتے کی ڈوری تھی

سعادت کو کبھی ہنس کر جو فرماتے ہو رونے کو
تمہارے امر کو پیارے بجالاتا ہے آنکھوں سے

نہ تو ملنے کے اب قابل رہا ہے
نہ وہ مجھ کو دماغ و دل رہا ہے

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

محمد زماںؔ امروہوی

محمد زماں زماںؔ ابن عبدالواحد ساکن محلہ دربار کلاں امروہہ (از اولاد حضرت شاہ ولایتؒ) ولادت تقریباً ۱۱۲۰ھ میں ہوئی۔ زماںؔ ان نامور شعراء میں سے ہیں جن کا تذکرہ امروہہ کی تمام کتب کے علاوہ اردو شعراء کے

Marfat.com

سبھی تذکروں میں ملتا ہے۔ شیخ غلام ہمدانی مصحفی امروہوی نے ان کی شعر گوئی کی تعریف کی ہے وہ لکھتے ہیں:

''.........اگرچہ چندا بخیال شعر سروکار نداشت امّا اگر گاہے چیزے موزوں می کرد بسیار سنجیدہ چنانچہ ایں مطلعش دلیل بزکاوت طبع اوست

عارض ہے گُل کا صاف ولیکن جھلک نہیں
نرگس کی چشم ہے پہ کٹیلی پلک نہیں [۱] ''

قدرت اللہ شوق نے ان کا ایک اور حسب ذیل شعر نقل کیا ہے:

نسبت نہ دو گہر کو مرے آنسوؤں کے ساتھ ☆ ہر چند آبدار ہے، ایسی ڈھلک نہیں

÷÷÷÷÷÷÷

گردھاری لال طرزؔ

گردھاری لال طرز امروہوی، امروہہ کے ان باکمال اور خوش نصیب شعراء میں سے ہیں جن کا ذکر اردو شعراء کے اکثر تذکروں میں ملتا ہے۔ آپ امروہہ کے ذی علم خاندانِ کائستھ کے چشم و چراغ تھے۔ جو عہدِ اکبری میں شاہ جہاں آباد (دہلی) سے ترک سکونت کر کے امروہہ آکر آباد ہو گیا تھا۔ گردھاری لال طرز محمد قیام الدین قائمؔ چاند پوری صاحبِ ''مخزنِ نکات'' کے ممتاز تلامذہ میں سے تھے، طرزؔ کے تمام تذکرہ نگاروں نے انھیں ایک صاحبِ طرز شاعر لکھا ہے۔ لیکن افسوس ایک رباعی اور دو شعروں کے علاوہ

---

[۱] تذکرۂ ہندی صفحہ ۱۱۰

Marfat.com

آپ کا کلام نہیں ملتا۔ حاصل شدہ کلام حسبِ ذیل ہے۔

کھا زلف میں بل جو گو شوارا ٹوٹا کیا جانیے کس کا دل بیچارا ٹوٹا
دھڑکے ہے مرا جی کہ خدا خیر کرے اس رات میں بے طرح ستارا ٹوٹا

نہ سلجھا شانے کے ہاتھوں بھی زُلف سے تیری نپٹ کو پیچ پڑا ہے معاملہ دل کا
آہ اس شوخ نے احوال نہ پوچھا ہرگز لڑ چکا، روٹھ رہا، بیٹھ رہا، مل دیکھا

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

شاہ عضدالدین محمد جعفری عضدیؒ

حضرت شاہ عضدالدین محمد جعفری ابن شیخ حامد ہرگامیؒ ساکن محلہ نوگزہ امروہہ کی ذاتِ والا صفات ایک نادر روزگار شخصیات میں سے ہے جو بیک وقت بلند پایہ فارسی ادیب اور قادرالکلام شاعر نیز جید الاستعداد عالمِ دین اور صاحب نسبت و صاحب کرامت بزرگ تھے۔ آپ کی ولادت ۲۴؍رجب ۱۰۷۷ھ، ۱۰؍جنوری ۱۶۶۷ء میں ہوئی۔ تمام اسلامی علوم و فنون میں دست گاہِ کامل رکھتے تھے۔ عربی، فارسی، ہندی، سنسکرت کے عالم و فاضل نیز ان زبانوں میں صاحب تصنیف تھے۔ آپ تفسیر و حدیث، منطق و فلسفہ، علمِ کلام، علمِ ریاضی، جفر و رمل، علمِ نجوم، فنِ تعبیر رویا، فنِ طب، تصوف اور شعر و ادب وغیرہ پر اچھی دسترس رکھتے تھے۔ درس و تدریس شغل تھا۔ ہزاروں تشنگانِ علوم کو فیوض علمی سے سیراب کیا۔ علوم و فنون سے شغف کے علاوہ راہِ طریقت کے بھی شہسوار تھے۔ اپنے عم بزرگوار حضرت شاہ محمدی فیاضؒ (م ۱۱۰۷ھ/۱۶۹۶ء) سے نسبتِ بیعت حاصل کی تھی۔ انھیں سے خرقۂ خلافت

Marfat.com

پایا تھا۔ بعد وفاتِ پیر و مرشد انھیں کے سجادہ پر متمکن ہوئے اور سینکڑوں تشنگانِ معرفت کو فیضاب کیا۔ جن میں اپنے فرزند حضرت شاہ معزالدین میاں موجؔ (م ۱۲۱۴ھ) اور حضرت شاہ عبدالہادی صدیقی (م ۱۱۹۰ھ) کو خرقۂ خلافت سے سرفراز کیا۔ تصنیف و تالیف سے بھی شغف تھا۔ فنِ تصوف میں ایک معرکتہ آلارا کتاب ''مقاصد العارفین'' لکھی جس کو ۱۹۸۴ء میں فاضل گرامی محترم پروفیسر نثار احمد فاروقی نے مرتب کر کے شائع کیا۔ دوسری ایک اہم تصنیف ''ستیہ سرود'' (بحرالحق) ہے، جو ایک مختصر رسالہ کی صورت میں فارسی رسمِ خط اور سنسکرت زبان میں لکھا گیا ہے۔ لیکن افسوس یہ رسالہ اب ناپید ہے۔ کچھ عرصہ پہلے پروفیسر نثار احمد فاروقی نے کراچی میں کسی صاحب کے پاس دیکھا تھا۔ اگر کراچی میں کسی صاحب کے پاس یہ محفوظ ہو تو اس کی نشاندہی فرمائیں۔ تیسری تصنیف ''قوۃ الکلام'' ہے، جو عربی، فارسی، ہندی نیز ترکی الفاظ کی ایک لغت ہے۔

اس کا ایک نسخہ رضا لائبریری رام پور میں محفوظ تھا۔ اس کو راقم الحروف نے رضا لائبریری کے ایک اشاعتی پروگرام کے تحت مرتب (ایڈٹ) کیا ہے۔ جو عنقریب شائع ہونے والا ہے۔

عربی، فارسی، ہندی زبانوں میں شعر بھی کہتے تھے۔ ''دیوانِ عضدیؔ'' کے نام سے ایک دیوان بھی مرتب کیا تھا، جو علامہ محمود احمد عباسی کی نظر سے گذرا تھا۔ لیکن اب معدوم ہے۔ آپ کا اکثر فارسی کلام ملتا ہے جس کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ فارسی کے قادر الکلام شاعر تھے۔ محمود احمد عباسی اس دیوان اور آپ کی شاعرانہ عظمت کے بارے میں لکھتے ہیں؛

''موزونی طبع خدا دادتھی۔ عضدیؔ تخلص تھا۔ دیوانِ عضدیؔ

Marfat.com

حقائق و معارف اور رموزِ تصوف پر مشتمل ہے۔ غزلیات و رباعیات ہر صنف کلام میں طبع آزمائی کی ہے۔ حمد و نعت میں طویل قصائد ہیں۔ ۱؎ ''

آپ نے طویل عمر پاکر ۲۷ ر رجب ۱۱۷۲ھ / ۲۷ ر مارچ ۱۷۵۹ء کو وفات پائی۔ قطعۂ تاریخ وفات یہ ہے

کرد رحلت چو شاہ عضدالدین — بست و ہفتم رجب زدارِ فنا
سالِ تاریخ او چو پر سیدم — گفت ہاتف کہ شد بامر خدا
۱۱۷۲ھ

نمونہ کلام :

غریبم، عاجزم، مسکیں شکستہ پا بہ راہِ دل — دوائے جز لقائے تو دریں دردم نمی بینم
کریما بس گہنہ گارم، گناہِ بے عدد دارم — شفیعِ مذنباں جز تو دریں عالم نمی بینم

☆

آبِ دریا از فرق تا پائے بوس عرش تو — دائما در نالہا با دیدۂ گریاں خوش است
از منِ مسکیں اگر چہ صد گنہ آمد پدید — از تو ستاری و عفو و رحمت و غفراں خوش است
دردمندم خستہ ام ترساں و بس زار و نزار — دستِ افضالت بفرق بے سرو ساں خوش است
بندۂ مسکین گنہ گارے بتو دارد اُمید — بارشِ فیضِ عمیمت بر گنہ گاراں خوش است
توبہ ام بپذیر و جرم عفو کن از محضِ جود — اے کہ جُود ت برغنی و بر تہی دستاں خوش است
گرچہ عمرت گشت ضائع اے عضد با گریہ ساز — مفلساں را مایہ، دُرِ اشک بر داماں خوش است

☆

اے زخوبیٔ رُخ تو شور و غوغا ہر طرف — عاشقانت بے عدد پر سوز و سودا ہر طرف
چوں بباغ آری قدم، بہر لبِ نازک سرشت — جامِ گُل، صد لالہ بر کف کردہ بالا ہر طرف

۱؎ تذکرۃ الکرام صفحہ ۱۲۲ مولفہ محمود احمد عباسی

Marfat.com

اے زعشقت در جہاں خلقے پریشاں ہرطرف — در ہوائے مہر تو ہر ذرہ گرداں ہرطرف
تاجرِ عشقِ ترا سودائے زلفت در خیال — طے کند بے توشہ منزل در بیاباں ہرطرف

☆

دو چشم نرگس شہلا دوزلف سُنبلِ رعنا — عذارِ ارغوانِ او بہارِ بوستاں دارد

☆

زینت ہر دو جہاں از رُخ جانا نم باد — سایۂ سروِ قدش بر سرو سا مانم باد
زاں زمینے کہ براہِ قدمش نقش فتد — جامۂ خاکِ رہش برتنِ عریا نم باد

☆

صبا بوے دل آویز زلف یار آمد — دلِ خزاں زدہ را عشرتِ بہار آمد
صباح در سرِ گوشم زغیب ہاتف گفت — بہوش باش کہ خورشید روز گا ر آمد

÷÷÷÷÷÷÷÷÷

شاہ معزؒ الدین میاں موجؒ

حضرت شاہ معزالدین میاں موجؒ ابن حضرت شاہ عضد الدین محمد عضدیؔ جعفری متوکل امروہویؒ ساکن محلّہ نوگزہ۔ علوم شریعت و طریقت میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ سالک مجذوب تھے۔ آپ کے بہت سے خوارق و کرامات مشہور ہیں۔ ہندی میں شعر کہتے تھے۔ محمود احمد عباسی لکھتے ہیں:

''طبیعت موزوں پائی تھی، بعض ہندی نظمیں آپ سے منسوب ہیں جوقوال گاتے ہیں۔[1]''

آپ نے ۱۷ رشوال ۱۲۱۴ھ/ ۱۳ مارچ ۱۸۰۰ء کو امروہہ میں وفات

---

[1] تذکرۃ الکرام صفحہ ۱۴۹ مولفہ محمود احمد عباسی

Marfat.com

پائی ۔ پروفیسر نثار احمد فاروقی نے عطاء اللہ غمیںؔ رامپوری شاگرد قدرت اللہ بلیغ الدنی کے قلمی دیوان سے حسب ذیل قطعۂ تاریخ وفات ''مقاصد العارفین'' کے مقدمہ میں صفحہ ۳۰ پر نقل کیا ہے ؛

معزالدین کہ عرش شاہ موجؔ است — زطاعت بود دائم شمع ایوانش
قدم از تنگنا ے دھر بیروں — نہادہ مغفرت ہا باد بر جانش
سنینِ رحلتش ہاتف ادا کرد — ربودہ جلد موجؔ بحر عرفانش
۱۲۱۴ھ

اولاد ذکور میں دو صاحبزادے شاہ مسیح الدین مجذوب سالک اور شاہ بدرالدین عارف کامل اور عالم تھے ۔

نمونہ کلام ؛

بھجن

جگ درشن کا میلا ہے میاں جگ درشن کا میلا ہے — کہیں گرو بنا کہیں چیلا ہے میاں جگ درشن کا میلا ہے
کہیں باپ بنا کہیں بیٹا ہے کہیں دادا صاحب کی دنیا ہے — نہ جھگڑا ہے نہ جھمیلا ہے میاں جگ درشن کا میلا ہے
بوندیں سب اوس دریا کی موجؔ سے آمل جاویں گی

☆

سن یورے بیر کہارو بیگ میری ڈلیا سنوارو — دیور جیٹھ سب لینے کو آئے یاد کرے پیا پیارو
بیگ میری ڈلیا سنوارو
کرکا کنگن دوں کی اپنے موجؔ سے ات گن مانو تمہارو — جہاں بست مورے پیا کی نگریا وہیں جائے اوتارو
بیگ میری ڈلیا سنوارو

جب آپ کے فرزند شاہ بدرالدین پیدا ہوئے تو آپ زنانہ مکاں میں تشریف لے گئے اور انھیں گود میں لیکر جھلاتے رہے اور یہ بول پڑھتے رہے ۔

نوٹ :- میاں موجؔ کا یہ ہندی کلام حضرت شاہ سلیمان احمد ہادوی چشتیؒ سجادہ نشین حضرت شاہ عبدالہادی امروہویؒ نے کھائی کھیڑا ضلع بریلی کے ساکن احمد حسین صاحب سے حاصل کیا تھا ۔

Marfat.com

تم کون ہو میاں کہاں کے ہو جو ایسی نگری جھانکے ہو
ہندو ہو یا مسلماں ہو کون روپ میں رہتے ہو
جو آکے ترنت روے ہو کیا لائے تھے جو کھو یا گیا
کس سوچ میں ہو کس فکر میں ہو کیوں، دونوں نیناں ڈھانپے ہو
کون روپ میں گرو تمہارا ترچھے ہو یا بانکے ہو
جو اس نگری میں آئے ہو موج پیا کی سکھ دیکھو
پڑرتے رہیو یاد رکھو کوئی ایسی کرنی مت کی جیو
جو یہاں کے ہو نہ وہاں کے ہو تم کون ہو میاں کہاں کے ہو

بہاری مل

بہاری مل اصلاً شاہ جہان آباد (دہلی) کے ساکن تھے۔ لیکن ایک عرصہ امروہہ میں رہے، امروہہ کو وطن ثانی بنایا۔ یہ بات تحقیق نہ ہو سکی کہ امروہہ میں آپ کی جائے سکونت کس محلہ مین تھی اور کس تعلق سے آپ امروہہ میں مقیم ہوئے۔ بعض تذکروں میں آپ کا ذکر موجود ہے۔ آپ کو فنِ شعرگوئی میں قائم چاندپوری صاحب ''مخزن نکات'' سے تلمذ تھا۔ ''کلیات قائم'' جلد اول صفحہ ۶۷ مرتبہ اقتدار حسن (مطبوعہ مجلس ترقی ادب لاہور) میں تحریر ہے کہ:

بہاری مل نام، قوم کائستھ، متوطن شاہ جہان آباد از مدتے در بلدۂ امروہہ اقامت گرفتہ۔ طبع رسا و فکر بجا دارد، از شاگردانِ محمد قائم موصوف است''

Marfat.com

ترجمہ :- بہاری مل نام، قوم کائستھ، شاہ جہان آباد کے ساکن (تھے) ایک مدت سے شہرامروہہ میں قیام ہے۔ بلند طبیعت اور درست فکر رکھتے ہیں محمد قائم (چاندپوری) کے شاگردوں میں ہیں۔

یہی عبارت تذکرہ ''طبقات الشعراء'' مولفہ قدرت اللہ شوق کے صفحہ ۳۴۷ مطبوعہ مجلس ترقی ادب لاہور میں درج ہے۔ ''طبقات الشعراء'' کی عبارت ملاحظہ ہو؛

> ''پہاڑی مل (بہاری مل)، قوم کائستھ، متوطن شاہ جہان آباد از مدتے در بلدۂ امروہہ وطن، اقامت گرفتہ (۱۴۵ ب) طبع رسا و فکر بجادارد از شاگردانِ محمد قایم موصوف است، یک رباعی متزاد او بہم رسیدہ ازوست''

ترجمہ :- بہاری مل قوم کائستھ، ساکن شاہجہان آباد (دہلی) ایک مدت سے امروہہ میں رہتے ہیں۔ بلند طبع اور اچھی فکر رکھتے ہیں۔ محمد قایم (قایم چاندپوری) کے شاگردوں میں ہیں۔ (ان کی) ایک متزاد [۱] رباعی ہمیں دستیاب ہوئی۔ نمونہ کلام ملاحظہ فرمائیں؛

آیا نظر اک طفلِ فرنگی گورا — سنگین نگاہ
پلٹن سے مژہ کی قلب دل کو توڑا — بے جرم و گناہ
میں نے کہا ظالم کہیں صاحب سے تو ڈر — اس پہرے میں
شرما کے لگا کہنے ہوں تھوڑا تھوڑا — ویل کیا پرواہ

---

[۱] مخزن نکات مولفہ قائم چاندپوری

Marfat.com

میر عبدالرسول نثارؔ

میر عبدالرسول قادری نثارؔ، اکبر آباد آگرہ کے خاندانِ سادات سے تھے۔ ان کے اجداد عہد فرخ سیر میں شاہی منصب دار تھے۔ عبدالرسول نثارؔ بھی شاہی فوج میں ملازم تھے۔ شعر و شاعری کا ذوق بچپن سے تھا۔ میر تقی میرؔ کے شاگرد تھے اور سلسلہ قادریہ میں بیعت تھے۔ عمر کا آخری دور زہد و عبادت میں گزارا۔ دہلی کے قیام کے زمانے میں سید ابدال محمد بن سید منور ساکن محلّہ لکڑہ سے تعلق کی بنا پر امروہہ تشریف لائے اور یہیں کے ہو گئے۔ قائم چاندپوری نے لکھا ہے کہ؛

''دریں ایام سابقہ آشنائی ساداتِ آنجا بطرف امروہہ رفت''[1]

سید ابدال محمد کو آپ سے بہت زیادہ عقیدت تھی۔ انھوں نے موضع دہرہ ان کے مصارف کے لیے انھیں نذر کیا تھا۔ مصحفیؔ امروہوی اپنے عہد جوانی میں اکثر ہفتہ دس دن میں ان سے ملاقات کرنے جاتے تھے۔ خود مصحفیؔ لکھتے ہیں؛

میر عبدالرسول از اکبر آباد در ابتدائے شاعری در قصبۂ امروہہ دیدہ بود اکثر بعد ہفتہ عشرہ ملاقات می شد

---

1. مخزن نکات مؤلفہ قائم چاندپوری

Marfat.com

و تذکرۂ شعر بمیان آمد ۔'' ۱؎

یعنی میر عبد الرسول نثار کو میں نے اپنی شاعری کے ابتدائی زمانے میں امروہہ میں دیکھا تھا ۔ اکثر ہفتہ دس دن میں ان سے ملاقات ہوتی اور شاعری پر گفتگو بھی ۔

میر عبد الرسول نثار کی صحیح تاریخ وفات معلوم نہیں ۔ سید ابدال محمد کی معمرہ مسجد واقع محلہ لکڑہ کے صحن میں آپ کا مزار ہے ۔ ۹ ررمضان المبارک کو آپ کا عرس بھی ہوتا تھا ۔ مجردانہ زندگی بسر کی کوئی اولاد نہیں تھی ۔

نمونۂ کلام :

ٹک دیکھ تو چمن کا کیسا ہے ڈھنگ تجھ بن　　منھ سے اُڑا ہے گل کے گلشن میں رنگ تجھ بن
وہاں گل رکھے پھرے ہے دستار پر تو اپنے　　یاں عاشقوں کے سر پر پڑتے ہیں سنگ تجھ بن
ہر سمت صد تمنا تڑپے ہیں خاک وخوں میں　　ہے صحن خانہ میرا میدان جنگ تجھ بن

اکثر ہیں دلفگار و لیکن نہ اس قدر　　ہم بھی ہیں بے قرار و لیکن نہ اس قدر
سونپا ہے تو نے قتل میرا غیر کے تئیں　　ہوں تو گناہ گار و لیکن نہ اس قدر
گھر بار جان و مال میں اس پر لٹا دیا　　کرتے تو ہیں نثار و لیکن نہ اس قدر

ہاتھ سے ان جامہ زیبوں کے نکل جاویں گے ہم　　یہ گریباں دامنِ صحرا کو دکھلاویں گے ہم ۲؎

۱؎ ''تذکرۂ ہندی'' مؤلفہ غلام ہمدانی مصحفی امروہوی

۲؎ مندرجہ بالا تمام اشعار ''تذکرۃ الکرام'' مؤلفہ محمود احمد عباسی سے ماخوذ ہیں ۔

Marfat.com

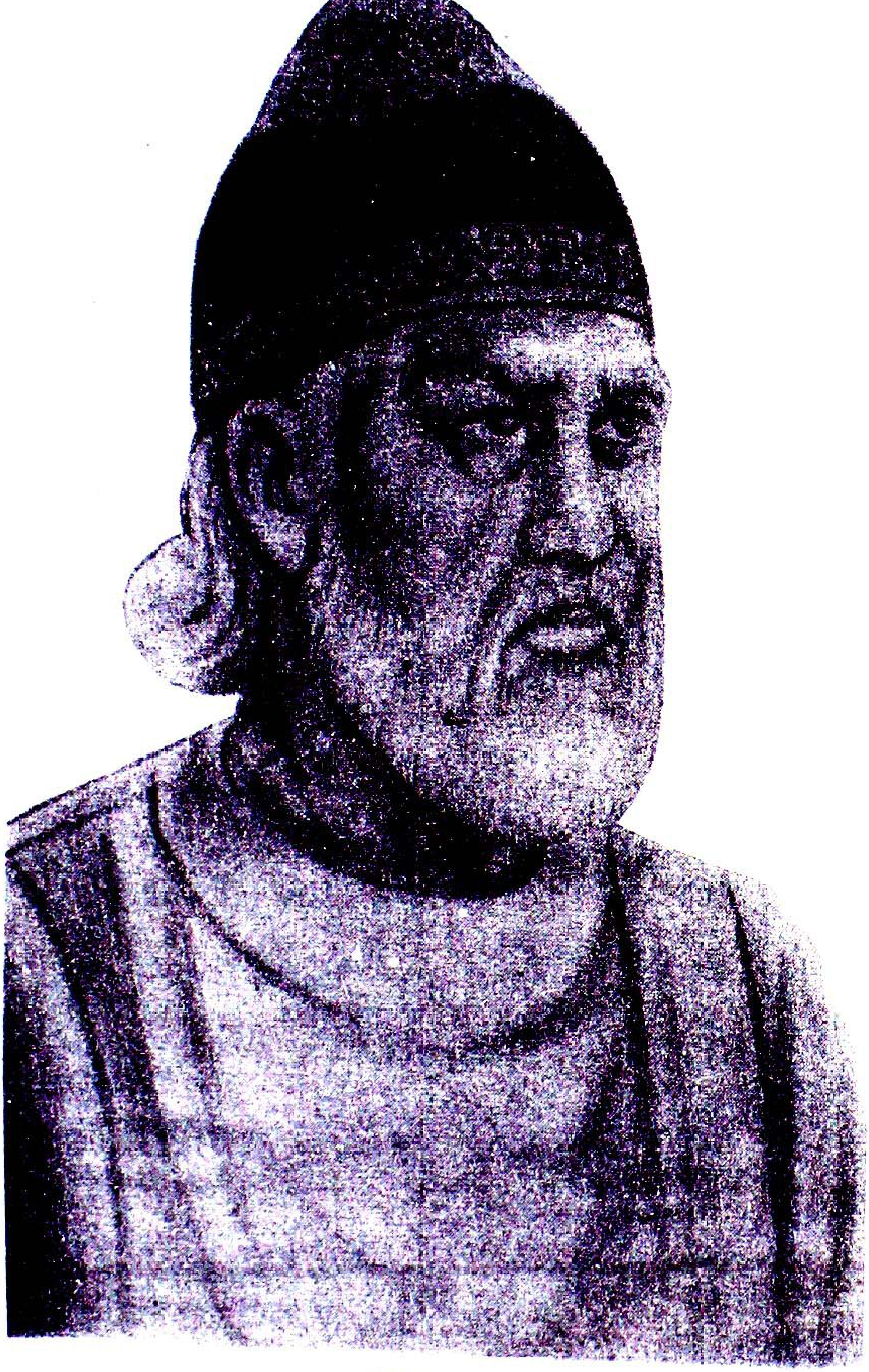

غلام ہمدانی مصحفی امروہوی

Marfat.com

ماہ رو کی جو مہربانی ہے یہ مدد ہم پہ آسمانی ہے
اس کا رخسار دیکھ جیتا ہوں عارضی میری زندگانی ہے

اس کے تئیں ہماری نہ کچھ یاد ہی رہی اور اپنے تئیں نہ طاقت فریاد ہی رہی
اس بلبل اسیر کو کیا گل سے راہ و رسم جو زیرِ دام منت صیاد ہی رہی
چوں گرد و بار ساکن یکجا نہ ہو سکی اپنی ہرزہ زندگی برباد ہی رہی
دنیا کو جائے عیش سن آئے تھے اے نثار
سو اپنے جینے تک تو غم آباد ہی رہی[1]

☆☆☆☆

غلام ہمدانی مصحفی امروہوی

استاد الاساتذہ شیخ غلام ہمدانی مصحفی امروہوی ابن شیخ ولی محمد ساکن محلہ کالی پگڑی، مصحفی کا سال ولادت بڑی تحقیق و جستجو کے بعد منظور احمد افسر امروہوی نے ''مصحفی، حیات و کلام'' میں ۱۱۶۱ھ قرار دیا ہے۔

---

[1] یہ تمام اشعار ''تذکرۂ ہندی'' مؤلفہ غلام ہمدانی مصحفی امروہوی سے ماخوذ ہیں۔

Marfat.com

مصحفی کے وطن ، سنہ ولادت اور تعلیم و تربیت کے بارے میں بڑے اختلافات ہیں ۔ اس لئے ہم بخوف طوالت سب باتوں کو نظر انداز کر کے اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ مصحفی امروہہ کے ساکن تھے ۔ یہیں انھوں نے اخذ علم کیا اور یہیں ان کی شاعری پروان چڑھی ۔

مصحفی عربی ، فارسی کے جید عالم اور تینوں زبانوں میں شعر کہنے کی قدرت کاملہ رکھتے تھے ۔ انھوں نے ایک دیوان عربی زبان میں بھی تیار کیا تھا جو تلف ہو گیا ۔ اردو کے آٹھ دیوان اور فارسی کے تین دیوان آج بھی ان کی یادگار ہیں ۔ اس کے علاوہ نثر نگاری میں بھی اچھی دسترس رکھتے تھے ۔ اردو فارسی شعراء کے حالات پر مشتمل انھوں نے تین تذکرے '' عقدِ ثریا '' ، '' تذکرہ ہندی گویاں '' اور '' ریاض الفصحا '' لکھے ۔ ایک کتاب اپنے خاندانی حالات پر مشتمل موسوم بہ '' مجمع الفوائد '' فارسی میں لکھی ۔ دوسرے کئی رسائل نثر '' ہفت تصویر '' ، '' خطبہ نشاط باغ '' ، '' رسالہ در فضیلت انسان و بعضے جانوران '' ، '' مکتوبات بہ طور ملا ظہوری '' ، '' خلاصۃ العروض '' اور '' مفید الشعراء '' وغیرہ آپ کی نثری تالیفات ہیں ۔

مصحفی کے تلامذہ کی تعداد بھی کثیر تھی اردو فارسی کے کسی شاعر کے اتنے شاگرد نہیں ہوئے جتنے مصحفی کے تھے ۔ جناب منظور احمد افسر صدیقی نے '' تلامذہ مصحفی '' میں ان کے ایک سو تینتالیس شاگردوں کے حالات تحریر کئے ہیں ممکن ہیں کہ ان کے علاوہ بھی کچھ گمنام شاگرد اور رہوں ،

مصحفی امروہوی نے ۱۲۴۰ء میں لکھنؤ میں انتقال کیا نمونہ کلام فارسی

گل چہرہ بتے کم نگہے جانِ جہانے — دردا کہ دو چارم شدہ یار آفت جانے

خود بیں صنمے کافرِ زنار میانے — صاحب نظرے آئینۂ ناز بدستے

Marfat.com

از بہر گرفتاریٔ ما دام بدوشے — وز بہر پریشانیٔ جاں طرہ فشانے
چوں مصحفی خستہ روانند ہزاراں — دنبالِ چنیں حور وشے زمزمہ خوانے

ہرگز بہ وقتِ ضعف کسے یاریم نہ کرد — یک آشنا خیالِ مددگاریم نہ کرد
من کارِ خود حوالۂ لطف خدا کنم — چوں چارہ گر نگاہ بہ ناچاریم نہ کرد
اندیشہ گر نہ بود ز بدنامیٔ خودش — عیسیٰ چرا علاجِ دل افگاریم نہ کرد
رسوائے خلق ساخت مرا عشق دلبری — کو دل ز من ربودہ دلداریم نہ کرد
از دیگراں چہ شکوہ کنم در فراقِ او — ہمسایہ ہم عیادتِ بیماریم نہ کرد

نمونہ کلام اردو

دل نذر کر چکے ہیں پری وش کے ہو سو ہو — اے مصحفی اب آگے مقدر ہے اور ہم
مصحفی دل کوئی ہرجائی کو دیتا ہے میاں — جان اور بوجھ کے نادان نہ ہوا اتنا بھی
مصحفی ہم تو یہ سمجھتے تھے کہ ہوگا کوئی زخم — تیرے دل میں تو بڑا کام رفو کا نکلا
مرضِ عشق کی صحت کے نہیں ہیں خواہاں — ہم ہیں عاشق ہمیں آرام اس آزار میں ہے
کام کر جاتی ہیں تیری آنکھیں — چپکے چپکے ہزار آنکھوں میں
شیشۂ مے کی طرح اے ساقی — چھیڑ مت ہم کو، بھرے بیٹھے ہیں
قتل کا کس کے ارادہ ہے جو آپ — ہاتھ قبضہ پہ دھرے بیٹھے ہیں
مصحفی یار کے گھر کے آگے — ہم سے کتنے نکھرے بیٹھے ہیں
اٹھنے لگے وہ جب مری بالیں سے وقت نزع — نکلا یہی زباں سے آہستہ، کیا چلے
سادگی دیکھ کے بوسے کی ہوس رکھتا ہوں — جن لبوں سے کہ میسر نہیں دشنام مجھے
شاہد رہیو تو اے شب ہجر — جھپکی نہیں آنکھ مصحفی کی
ترے کوچے اس بہانے مجھے دن سے رات کرنا — کبھی اس سے بات کرنا کبھی اس سے بات کرنا

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

Marfat.com

علی نظر نظرؔ نقوی

علی نظر نظرؔ ابن بھیکا (بھیکن) ساکن محلہ حقانی (از اولادِ شاہ ولایتؒ) علی نظر کی پیدائش ۱۱۳۰ھ میں ہوئی مختلف اساتذہ سے تعلیم حاصل کی ۱۱۵۰ھ میں اپنے والد کے ساتھ دہلی گئے جہاں انھوں نے نظرؔ کو فوج میں ایک معمولی سپاہی کی حیثیت سے ملازم کرا دیا۔ بعد میں نواب صفدر جنگ کی سفارش پر احمد شاہ نے انھیں پانصدی ذات کے منصب سے نوازا۔ ڈاکٹر محمد سیادت نقوی لکھتے ہیں۔

''احمد شاہ نے صفدر جنگ کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے ۱۱۶۲ھ میں علی نظر کے لئے پانصدی ذات کا فرمان جاری کر دیا۔''[1]

نظرؔ شاعری میں سعادت امروہوی کے شاگرد تھے ان کے بعد ولیؔ[2] دہلوی سے تلمذ حاصل کیا۔ اردو فارسی دونوں زبانوں میں شعر کہتے تھے اور صاحبِ دیوان شاعر تھے لیکن ان کے عہد اور بعد کے تذکرہ نویسوں نے ان کا کوئی خاص ذکر نہیں کیا۔ علی نظر نے کب وفات پائی یہ بھی تحقیق نہیں لیکن محمد سیادت نقوی صاحب کی تحقیق کے مطابق وہ ۱۲۴۰ھ تک بقید حیات تھے۔

نمونہ کلام :-

بے سبب نہیں ہے مری جان لگانا دل کا　　میں مقرر کیا تجھ دل سے ملانا دل کا
کیا خوش آیا ہے تجھے اے مرے جی کے دشمن　　خاک میں دیدہ و دانست ملانا دل کا
اسی حسرت میں مرا جاتا ہوں اے مایۂ حسن　　ہائے کچھ درد والم تو نے نہ جانا دل کا

۱۔ علی نظر حیات اور شاعری، صفحہ ۴۵ مولفہ ڈاکٹر محمد سیادت نقوی

۲۔ مرزا محمد ولی، ولی دہلوی ثم مرشد آبادی آپ مرزا محمد رفیع سودا کے ہمعصر اور دہلی کے نامور شعراء میں سے تھے۔

Marfat.com

مول میں وصل کی تیرے دو جہاں ٹھیرا کر　　دے چکا ہوں میں میاں پہلے بیانا دل کا

☆

حالِ دل خواہ مخواہ مت پوچھو　　دل کا دل ہے تباہ مت پوچھو

☆

اس طرح گھر سے وہ نکلتا ہے　　مہر جیوں صبح گاہ نکلے ہے
ماہ رویوں میں ماہ رو میرا　　جیسے لشکر میں شاہ نکلے ہے
دیکھ کر اس کی سرمگیں آنکھیں　　اشک سُرخ اب سیاہ نکلے ہے

☆

ہاتھ اس بے وفا و بدخو کے　　دیکھتی آنکھوں جی دیا نہ گیا

چند فارسی اشعار:-

دریک نگہت چہ کام کردی　　کز شاہ مرا غلام کردی
ازرویت و زلف عنبرینت　　گہ صبح و گاہ شام کردی
اے یار برائے صید دِلہا　　از گیسوئے خویش دام کردی
چوں بوسہ گرفتم از لبانت　　خوش بر لبم انتقام کردی
خوبانِ جہان گرد خوبِ اند　　خوبی بخود اختتام کردی
آں روز فلک غلام شد　　روزیکہ بما سلام کردی
بادے ہوسِ کلام داری　　اے دل چہ خیالِ خام داری

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

غلام نبی نسیم

غلام نبی نسیم امروہہ کے مشہور و معروف حسنی خاندان کے فرد تھے۔ جو بڑے شوخ طبع اور ظریف تھے۔ فن شاعری میں سراج الدین علی خاں آرزو سے تلمذ تھا۔ خاں آرزو لکھتے ہیں:

Marfat.com

''بہر حال دقت طبع بسیار داشت و خیلے ظریف و شوخ طبیعت، بسبب سودائے مراقی کہ دارد اُورا دماغ سخن گفتن نیست[۱]''

خان آرزو نے آپ کے دو شعر اور ایک رباعی نقل کی ہے جو بطور نمونہ کلام یہاں نقل کی جاتی ہے۔

رباعی

ہر مشک بوی تو بگلزار دَوَدُ ہر نالۂ بشوق تو بکہسار دَوَدُ
سوی تو بیای مژہ چشم بنگاہ مانند عنکبوت بہر تار دَوَدُ

☆

پہلو تہی زخویش نظامی کہ کردہ شیخ در پردہ چوں ہلال تمام از خودی پُر است
ہر جائی خویش سفلہ بود صاحب آبرو تا ہست در دہان تو دنداں بہ از دست

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

صوفی

علیم اللہ صوفی

صوفی علیم اللہ صوفی ساکن محلہ کالی پگڑی، راقم الحروف کو آپ کے بارے میں کچھ معلومات فراہم نہیں ہوسکیں البتہ حبیب احمد اتقی کاظمی نے آپ کے بارے میں جو کچھ تحریر کیا ہے وہ یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

''پڑھے لکھے اور جراحی و خوش نویسی میں یگانۂ روزگار تھے عرصہ تک بادشاہانِ دہلی کی قدر دانیوں کے بھروسے دہلی میں مقیم رہے اور وہیں خاقانی ہند حضرت ذوق دہلوی مرحوم

۱۔ مجمع النفائس صفحہ ۸۱ مولفہ سراج الدین علی خاں آرزو

Marfat.com

سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ آخر زمانہ میں امروہہ چلے آئے اور بہت بڑی عمر پا کر ــــــہ میں فوت ہوئے۔ غزلیں رنگ قدیم کے موافق کہا کرتے تھے اور مناسبتِ لفظی کا اتنا ہی خیال رکھتے تھے جتنا قدمانے کیا ہے۔ کلام سے پختگی اور واقفیت فن کا پتہ چلتا ہے۔''[1]

نمونہ کلام :-

پھر جو بولے تو یہ بولے مرگیا اچھا ہوا ☆ سن کے مرنے کو وہ میرے دیر تک تو چپ رہے

رشک سے لعلِ یمن کا رنگ کیوں پھیکا ہوا ☆ پان کھایا تھا صنم نے سرخروئی کے لئے

عارف علی عارفؔ

عارف علی عارفؔ ابن غلام رسول سیّد ساکن محلہ صدو[2] (از اولاد

---

[1] ماہ نامہ شاعر امروہہ جولائی ۱۹۲۸ء صفحہ ۱۰

[2] یہ محلہ شیخ المشائخ حضرت شیخ صدرالدین محمد یعقوب خلفِ اصغر حضرت شیخ الاسلام شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر فاروقی علیہ الرحمہ کے نام نامی سے منسوب ہے۔ جن کا مزار مبارک محلہ شیخ زادگان المعروف بہ جھنڈا شہید پر واقع ہے۔ شیخ صدرالدین محمد یعقوب امروہہ آنے والے سب سے پہلے بزرگ ہیں اور حضرت شیخ فریدالدین مسعود گنج شکرؒ کے صاحب زادے ہونے کے سبب امروہہ کے تمام مشائخ صوفیاء کرام پر فضیلت رکھتے ہیں۔ تفصیلات کے لئے دیکھیے ''حضرت شیخ صدرالدین محمد یعقوب جھنڈہ شہید'' مقالہ پروفیسر نثار احمد فاروقی۔ رضا لائبریری رام پور جرنل ۴، ۵

Marfat.com

حضرت شاہ ولایتؒ) علوم متداولہ کی تحصیل مولوی امام الدین نخشیؒ سے کی۔ عربی فارسی میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ ذی استعداد عالم اور اچھے خطیب تھے۔ صاحب نخبۃ التواریخ مولانا آلِ حسن نخشیؒ نے لکھا ہے کہ؛

''ملا مستعد خوش طبع بود در مناظرہ مذہبی کہ با اکابر شیعان میداشت ثانی نمی داشت'' (نخبۃ التواریخ صفحہ ۴۹)

حبیب احمد اُفق کاظمی لکھتے ہیں؛

''علم عربی و فارسی کے ماہر، سلیم الطبع اور خوش خلق بزرگ تھے .... حنفی المذہب تھے اور مناظرۂ مذہبی میں عدیم المثال تھے۔ اکثر اکابر مذہب شیعہ سے مقابل رہتے تھے۔''[1]

شاعری میں غلام ہمدانی مصحفیؔ کے شاگرد تھے۔ فن شعرگوئی اور عروض و قافیہ میں خاص مہارت رکھتے تھے۔ آخر عمر میں شعرگوئی چھوڑ کر پند و نصیحت کا راستہ اختیار کیا اور امروہہ سے ترک سکونت کر کے مرادآباد جا بسے تھے۔ منظور احمد افسر صدیقی ''تلامذہ مصحفی'' میں لکھتے ہیں کہ؛

''آخر عمر میں شعر و شاعری سے طبیعت ہٹ گئی تھی اور وعظ و نصیحت سے خلق اللہ کی ہدایت میں منہمک ہو گئے تھے اور امروہہ کی سکونت بھی چھوڑ دی تھی اور مرادآباد چلے گئے تھے۔

عارف علی عارفؔ امروہہ کے ان خوش نصیب شعراء میں سے ہیں کہ ان کے بعد لکھے گئے تمام تذکروں میں ان کا ذکر ملتا ہے مثلاً ''ریاض الفصحا'' (مصحفی)، ''مجموعہ نغز اول''، ''عمدۂ منتخبہ''، ''طبقات الشعراء''

---

[1] شاعر امروہہ صفحہ ۹ جولائی ۱۹۲۸ء

Marfat.com

کریم الدین)، ''سخن شعراء'' اور ''نخبۃ التواریخ'' (مولانا آلِ حسن نخشیؔ امروہوی ۱۹۰۰ئ) وغیرہ۔

۱۲۲۴ھ میں وفات پائی۔ منشی انوار حسین تسلیم سہوانی نے حسب ذیل قطعۂ تاریخ وفات لکھا۔

مرد چوں عارف علی استاد عذب البیان ☆ گفت ہاتف فکر تاریخِ غم و رنج و الم
از بکاہ آہ و گریہ دیگر از حیف و ملال ☆ گیر سہ الفاظ و در الفاظ فارس کن رقم

اولاد میں ایک صاحبزادے نیاز علی نیازؔ تھے۔ جن کا ذکر علاحدہ تذکرہ ہٰذا میں شامل ہے۔ نمونہ کلام حسب ذیل ہے:

جن کو ہم دل سے آشنا سمجھے وہ ہمیں آپ سے جدا سمجھے
میرے جاتے ہی ہوگیا در بند بد نصیبی تجھے خدا سمجھے
کوئی کیا جانے خار کی لذت اس مزے کو برہنہ پا سمجھے
کیا دوا ہوگی درد کی اس کے درد الفت کو جو دوا سمجھے
کوئی پوچھے کہ میر عارفؔ تم آپ کو اپنے جی کیا سمجھے

☆

آہ میں کس کا آستاں بھولا یوں جو اک دم میں جہاں بھولا
بے خبریاں تلک کہ یاد نہیں آپ کو میں کہاں کہاں بھولا
یوں مٹا ڈالا اس نے تربت کو فاتحہ خواں مرا نشاں بھولا

بت پرستی چھوڑ کر خوفِ خدا میں پڑ گئے ہم مصیبت سے چھٹے تھے پھر بلا میں پڑ گئے
مخلصی دل کی نہ ٹھہری ناخن شانہ سے بھی اور نئی عقدے وہاں زلف رسا میں پڑ گئے
ہے شمع یہ عالم مری شوریدہ سری کا پروانہ سبق سیکھے ہے بے بال و پری کا
دے خضر کو وہ زہر کہ پھر مانگے نہ پانی اک دم میں تصور تری پوشاکِ ہری کا

Marfat.com

رات ساری مجھے دونوں کی تسلی میں کٹی ہاتھ دل پر سے اٹھایا تو جگر پر رکھا
☆
وہیں پھر آن کر تلوار بیٹھی جہاں چاک گریباں پر رفو تھا
☆
رنگی یاں بھی آب کی سی ہے واں جو آمد شباب کی سی ہے
نقش بر آب ہے نہ پھول اس پر زندگانی سراب کی سی ہے
طرز قاصد سے ہو گیا معلوم کچھ علامت جواب کی سی ہے
آتش غم سے جل گیا شاید دل میں کچھ بو شراب کی سی ہے
میر عارف کی اِن دنوں پھر کچھ شکل خانہ خراب کی سی ہے
☆
عقدے میں دونوں مشکل کیسی گرہ کشائی ہچکی مرے گلے میں لکنت ترے سخن میں
☆
ہاتھ سے مفت گیا دل جس کا ایک مدت میں نگہبان رہا

÷÷÷÷÷÷÷

میراں حاتم علی چشتی

میراں حاتم علی چشتی ابن قربان علی کا آبائی وطن ہزارہ صوبہ سرحد تھا۔ بیس اکیس سال کی عمر میں تحصیل علم کی غرض سے دہلی آئے اور مولانا فخرالدین محمد نظامی سے پانچ سال تک حدیث وتفسیر وفقہ کی تعلیم حاصل کی۔ فراغت کے بعد وطن، گئے اور درس تدریس میں مشغول ہوئے کچھ عرصہ بعد پا پیادہ (پیدل) مکہ معظمہ حج کی غرض سے تشریف لے گئے اور عرصہ تک وہاں مقیم رہ کر وطن

Marfat.com

لوٹے ۔ مدت تک درس و تدریس اور اصلاحِ عوام میں مشغول رہے ۔ بعد میں مرشد کامل کی تلاش میں نکلے اور مختلف مقامات کی سیر کے بعد امروہہ تشریف لائے اور حضرت شاہ عبدالباری صدیقیؒ سے شرف بیعت حاصل کیا اگرچہ آپ پہلے مولانا فخرالدین محمد نظامی کے مرید و مجازِ طریقت تھے ۔ حضرت شاہ دوست محمدؒ نے بھی آپ کو خرقہ خلافت سے نوازا ۔ مرشد کی وفات کے بعد امروہہ کو ہی وطنِ ثانی قرار دیا اور بعد وفات ۲۹/رجب ۱۲۴۴ھ، ۱۲ جنوری ۱۸۲۰ء پیرو مرشد کے پائین مزار دفن ہوئے ۔ مرشد کی تلاش میں جو مختلف مقامات کی سیر کی اس سے متعلق چند شعر کہے جو حسبِ ذیل ہیں ؛

پھرا میں بہت جا بجا ہند میں　　اڑیسہ و بنگال اور سند میں
دکن اور مدراس، ملک میواڑ　　اودھ گونڈوانہ کمایوں پہاڑ
غرض جا بجا میں نے کی گشت و سیر　　نہ پایا کہیں ایسا ماوائے خیر
نہ دیکھا کوئی ایسا پنجاب میں　　نہ ملک بلوچاں نہ دوآب میں

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

علی احسن خاں احسنؔ

علی احسن خاں احسنؔ ابن امان علی خاں ابن محمد اعظم معروف بہ علی اعظم خاں ساکن محلہ گذری ، پیدائش تقریباً ۱۲۲۹ھ اردو فارسی کے اچھے شاعر تھے ۔ علم معقول و منقول ، طب ، موسیقی میں اچھی مہارت رکھتے تھے ۔ مولوی اصغر حسین کی روایت کے مطابق ؛

"علمِ معقول میں دستگاہ معقول تھی ۔ فطانت اور متانت ان

Marfat.com

کی سب کے نزدیک مقبول تھی، علم طب بھی پڑھے ہوئے تھے
مگر مطب نہ کرتے تھے۔ موسیقی بھی خوب سمجھتے تھے۔ شعر
فارسی واردو اچھا کہتے تھے۔ احسنؔ تخلص تھا''۔[۱]

شاعری میں باقاعدہ کسی سے اصلاح نہیں لی، ایک قصیدہ ذکی مرادآبادی کی خدمت میں بغرض اصلاح پیش کیا تھا۔ انھوں نے قصیدہ پڑھ کر یہ کہتے ہوئے واپس کر دیا کہ؛

''سبحان اللہ آپ بے مثل شاعر ہیں اور آپ کی طبیعتِ
موزوں خود استاد ہے''۔[۲]

آپ نے بعمر ۳۵ رسال ۱۲۶۴ھ، ۱۸۴۸ء میں وفات پائی۔ خلیفہ الٰہی بخش صدیقیؔ نے ''رنج اعظم'' سے تاریخِ وفات نکالی۔ اولاد میں ایک فرزند علی اسلم خاں نے عہد طفولیت ہی میں انتقال کیا۔ اب ان کی اولاد میں کوئی نہیں ہے۔ ''شاعر امروہہ'' (جولائی ۱۹۲۸ء) میں آپ کا فارسی کلام درج ہے نموتاً چند شعر ملاحظہ ہوں؛

جز خونِ ما بہ ساغرِ جاناں شراب نیست — دربزمِ او بغیر دلِ ما کباب نیست
ویراں شداست عالمے از سیل گریہ ام — در حیرتم کہ خانۂ غم چوں خراب نیست

☆

ہر چند جور پیشہ کنی من وفا کنم — شاید کہ رفتہ رفتہ ترا آشنا کنم
ہر ہرزہ گرد محرمِ اسرارِ عشق نیست — کے شکوہ ہائے زلف ترا با صبا کنم

۱۔ تاریخ اصغری صفحہ ۱۵۱ مولفہ مولوی اصغر حسین نقوی

۲۔ ''شاعر امروہہ'' جولائی ۱۹۲۸ء صفحہ ۸

Marfat.com

بیا بہ میکدہ اعجازِ مے تماشا کن | بہ شکر بادہ پرستی سجود مینا کن
کشاد کار بہر مُویَت از ازل داند | نما اشارۂ ابرو و فتح دلہا کن
کسے بہ دردِ دلِ احسنؔ نمی رسد امروز | دوائے دل ز مسیح الزّماں تمنا کن
بسینہ سوختہ ام، داغ آں قدر احسنؔ | کہ داغ لالہ کُجا در شمار می آید

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

شاہ محمد امین غازی رضوی

شاہ محمد امین غازی ابن شاہ غلام فرید ساکن محلہ پیر زادہ امروہہ (از اولاد حضرت شاہ ابن بدرِ چشتؒ) ولادت ۱۱۹۵ھ، فارسی اور عربی درسیات میں اچھی مہارت رکھتے تھے۔ اسلامی حمیت و غیرت بہت زیادہ تھی۔ صاحب سیف وقلم تھے۔ آپ کو انگریز حکومت سے نفرت تھی اور ہندوستان کو آزاد کرانے کی خواہش دل میں موجزن رہتی تھی۔ عوام کی اخلاقی پستی کا ذمہ دار حاکمانِ وقت کی بیدینی کو سمجھتے تھے۔ اسی لئے حضرت مولانا سید احمد شہیدؒ اور مولانا محمد اسماعیل شہید فاروقیؒ کے لشکر میں شریک ہو کر جنگ میں شریک ہوئے۔ مولانا سید احمد شہیدؒ رائے بریلویؒ اور حضرت مولانا محمد اسماعیل شہید فاروقیؒ نیز دیگر مجاہدین کے کارناموں کا تذکرہ منظوم فارسی زبان میں ''فیروزی نامہ'' کے نام سے تحریر کیا جس کا قلمی نسخہ راقم الحروف نے پروفیسر خلیق احمد صاحب نظامی مرحوم کے کتب خانہ میں دیکھا تھا۔ اس کے مطالعہ سے آپ کی قادر الکلامی اور شاعرانہ فن کاری کے ساتھ ساتھ حمیت

Marfat.com

اسلامی اور قومی جذبات کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

آپ ایک عابد وزاہد بزرگ تھے۔ آخیر عمر میں میر بھاون کی مسجد (واقع محلہ پیرزادہ) میں عبادت وریاضت میں مصروف رہتے تھے۔ صاحب ''نخبۃ التوارخ'' مولانا آلِ حسن نخشبیؒ لکھتے ہیں؛

''پیر محمد امین رضائے خود را تابع رضائے خدا کردہ بودہ و متوکل وراسخ العمل بودہ در فارسی استعداد کامل داشت''

آپ نے ۱۲۸۵ھ م ۱۸٦۸ء میں وفات پائی۔ عبدالو...یہ صاحب وحید رضوی نے حسب ذیل تاریخ وفات کہی؛

ہیہات از جہاں شد عالی ہمم بجنت ☆ شاہ امین محمد رضوی کہ بود غازی

ہاتف بگفت با من چوں دید مرقدِ او ☆ آرامگہ غازی، بنویس سال ہجری

۱۲۸۵ھ

اولاد ذکور میں اکلوتے فرزند مولوی روح الامین ہوئے۔ جن کے لائق فرزند مولانا احمد امین تھے جن کی اولاد پاکستان میں آباد ہے۔

نمونۂ کلام:-

ثنا ہا ہمہ قادرِ پاک را بسر تاج لولاک نہ خاک را

خداوندِ خشک و خداوند تر خداوندِ بحرو خداوندِ بر

بنام خدا احسن الخالقین کہ او آفریں است روح الامین

چناں خواہم از پاک پروردگار کہ روح الامین راکنی بختیار

بہ علم و عمل بہرہ مندی دہی زتاجِ ادب سر بلندی دہی

مجاہد چنانش کن اندر غزا کزو تارسد بر نصاریٰ سزا

Marfat.com

بنا روئے اسلامیاں زورِدہ کہ شد از سگان شہر ہاکوردہ
زبد دینئ حاکمان زمن نشانِ حیا نیست در مردوزن
زبد دینئ حاکمان زمن حیا روئے پوشید و رفت از جہاں
بہ جاں آمدیم از تعدیٔ شاں بسے الاماں المدد الاماں

یعقوب علی معجز نقوی

یعقوب علی معجز ابن سعادت اللہ ساکن محلہ گذری (از اولاد حضرت شاہ ولایتؒ) آپ کی صحیح تاریخ ولادت کا علم نہیں۔ آپ امروہہ کے معروف شعراء میں سے تھے۔ مہدی حسن ذکی مرادآبادی سے اس فن میں تلمذ تھا اور ذکی مرادآبادی نے انھیں اپنا جانشین مقرر کیا تھا۔ صاحب تاریخ ''واسطیہ'' مولوی عبدالرحیم برتر کا بیان ہے کہ:

''ذکی صاحب نے ایک اجازت نامہ مورخہ ۲۷، ربیع الثانی ۱۲۸۰ھ اپنی مہر ملک الشعرائی ثبت کر کے آپ کو دیا تھا اور تمام شاگردوں میں لائق و فائق گردان کر اپنی حیات میں اپنا جانشین مقرر کیا تھا۔'' (تاریخ واسطیہ)

مولوی اصغر حسین نے آپ کے بارے میں لکھا ہے کہ:

''یعقوب علی لاولد، معجز تخلص مشہور شاعر تھے۔ کئی دیوان بڑے بڑے اور ایک کتاب نثر موسوم بہ ''افسانۂ دل کشا'' ایک کتاب نثر موسوم بہ ''چار چمن عشق''، ایک مثنوی اور بہت مرثیے ان کی تصنیفات سے ہیں اور بہت تصانیف گم

Marfat.com

ہوگئیں۔''[1]

یعقوب علی معجز نے ۱۲۹۰ھ میں لاولد انتقال کیا اور افسوس اب اُن کی کوئی تصنیف محفوظ نہیں۔ کلام بھی زیادہ نہیں ملتا۔ نمونۂ کلام کے لئے چند متفرق اشعار پیشِ خدمت ہیں ؛

مجرئی ہو درشہ تک جو رسائی میری ۔۔۔ شرف سلطنت جم ہو گدائی میری
پکڑی اس ہاتھ سے تھی آپکے گھوڑے کی لگام ۔۔۔ کاٹئے تیغ عدالت سے کلائی میری
بولے سجاد کہ سب خورد و کلاں مارے گئے ۔۔۔ سخت جاں ہوں اجل افسوس نہ آئی میری
تم مرے قتل کے درپے ہو میں کرتا ہوں دعا ۔۔۔ کج ادائی یہ تمہاری یہ بھلائی میری
بس تمنا ہے یہی دل کی مرے اے معجز ۔۔۔ یعنی شبیر کے در تک ہو رسائی میری[2]

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

مولوی رمضان علی ناطق

مولوی رمضان علی ناطق ابن مولوی بشارت علی ساکن محلہ قاضی زادہ (از اولاد حضرت شاہ ولایتؒ) مولوی رمضان علی ایک ذی استعداد عالم اور فن عروض و قوافی کے استاد تھے۔ درس و تدریس سے شغل تھا۔ شاعری میں غلام ہمدانی مصحفی امروہوی سے تلمذ تھا۔ جناب افسر صدیقی مرحوم تلامذہ مصحفی میں

---

[1] تاریخ اصغری صفحہ ۱۵۶ مولفہ اصغر حسین

[2] مندرجہ بالا اشعار حضرت حسینؓ ابن حضرت علیؓ نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ہیں جو ماہ نامہ ''شاعر امروہہ'' اگست ۱۹۲۸ء سے ماخوذ ہیں

Marfat.com

لکھتے ہیں؛

''مولوی ناطق......... عربی و فارسی کے جید عالم اور علم عروض و قوافی کے لاثانی استاد تھے۔ ایک سرکاری اسکول میں درس و تدریس کے فرائض انجام دیتے تھے۔ شہر میں ان کے علم و فضل کی شہرت تھی۔ سینکڑوں طلبہ علم ان کے مائدۂ فیض کی زلہ کشی سے مستفید ہوئے'' [۱]

مولوی رمضان علی ناطق نے ۱۲۹۳ھ میں وفات پائی۔ آپ کے صاحبزادے مولوی علی اعظم اعظم نے قطعات تاریخ وفات لکھے۔ جن میں ایک یہاں نقل ہے۔

کرد چوں مولوی رمضان علی زیں جا رحلت
فا دخل الباب بفرمود مقیم جنت

زاہد و متقی و عابد بے رو و ریا
بود انسان و لے داشت فرشتہ سیرت

شاعر و نکتہ رس و عالم و عامل ہم بود
ہر یکے وصف چو گفتم ہمہ دارد شہرت

فیض بخش طلبہ، خلق مجسم سید
مانَدش بر لحد پاک نزول رحمت

خوش برآمد دم افکار زناَمش اعظم
یعنی ''از مولوی رمضان علی'' سال رحلت [۲]
۱۲۹۳ھ

نمونہ کلام:-

وہ پھول سا رخسار دکھایا نہ کسو نے
یہ غنچۂ دل اپنا کھلایا نہ کسو نے

اس مطلع انوار نے جلباب خفا میں
جلوہ وہ دکھایا کہ دکھایا نہ کسو نے

جو کچھ کہ دیئے رنج جدائی نے صنم کی
اتنا دل مضطر کو ستایا نہ کسو نے

۱۔ تلامذہ مصحفی صفحہ ۳۴۷ مولفہ منظور احمد افسر صدیقی مطبوعہ ۱۹۷۹ء کراچی

۲۔ تلامذہ مصحفی صفحہ ۳۴۸ مولفہ منظور احمد افسر صدیقی مطبوعہ ۱۹۷۹ء کراچی

Marfat.com

گل کھائے وہ ہم نے کہ بدوں رشک چمن کے — اس طرح کا گلزار کھِلایا نہ کسو نے
گو شمس و قمر دونوں ہیں روشن کن عالم — پُر نور رُخِ یار سا پایا نہ کسو نے
میں ہجر میں ہیہات ہوا گور کنارے — پر اس کو مرا حال سنایا نہ کسو نے
اے غیرت گل آتش فرقت سے خدارا — اتنا نہ جَلا مجھکو جلایا نہ کسو نے
وہ طالع بیدار سرہانے مرے آیا — کیوں خواب سے غفلت کی جگایا نہ کسو نے
بخت اپنے کا اب کس سے گلا کیجیئے ناطقؔ
مجھ خستہ پہ کچھ رحم بھی کھایا نہ کسو نے[1]

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

نیاز علی نیازؔ امروہوی

نیاز علی نیازؔ میر عارف علی عارف تلمیذ شیخ غلام ہمدانی مصحفیؔ امروہوی کے فرزند تھے۔ محلّہ صدو میں آبائی مکان تھا۔ عربی فارسی کی استعداد معقول رکھتے تھے۔ صاحبِ نخبۃ التواریخ مولانا آلِ حسن نخشبیؒ نے لکھا ہے؛

''نیاز علی در فارسی دستے تمام می داشت''

عربی فارسی درسیات اور شاعری میں اپنے والد ہی کے شاگرد تھے۔ مولوی حبیب احمد اُفقؔ کاظمی لکھتے ہیں؛

''زبان فارسی میں جید استاد مانے جاتے تھے، سیکڑوں شاگرد کیئے جن میں سے دو چار اس وقت (۱۹۲۸ء

---

[1] یہ غزل ''شاعر امروہہ'' جولائی ۱۹۲۸ء سے نقل ہے۔

Marfat.com

تک) موجود ہیں ۔ مستعد، خوش وضع اور نیک طینت
تھے ۔''[1]

آپ نے ۱۲۹۷ھ، ۱۸۸۰ء میں وفات پائی ۔ دستیاب کلام حسب ذیل
ہے ۔

آہ پُر درد سے کر دیکھ حذر اے صیاد — خاطر بلبل ناشاد پہ بیداد نہ کر
وار اِک خنجر ابرو کا فقط کافی ہے — قتل ناحق مجھے تلوار سے جلاّد نہ کر
مانگتا ہے یہ دعا حق سے شب و روز نیازؔ — بزم جاناں سے الٰہی مجھے آزاد نہ کر

☆

ہے پریشاں جو دل مرا شاید — بال اس نے سنوارے آج کی شب
آوے وہ شوخ اے نیازؔ جویاں — دور ہوں رنج سارے آج کی شب

☆

کچھ رنج ہے کیا دل میں تمہارے کئی دن سے — صورت نہ دکھائی جو سدھارے کئی دن سے
صادر ہوئی کیا ایسی خطا جس کے سبب سے — تم مجھ سے دل آزردہ ہو پیارے کئی دن سے
دل میں ہے تصور ترے دانتوں کا یہاں ۔ — ہر شب میں گنا کرتا ہوں تارے کئی دن سے
کہیئے تو نیازؔ آپ کسی پر ہوئے عاشق — قابو میں نہیں دل جو تمہارے کئی دن سے[2]

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

---

[1] ماہنامہ ''شاعر امروہہ'' ماہ اگست ۱۹۲۸ء

[2] نیاز کے یہ تمام اشعار ماہنامہ ''شاعر امروہہ'' اگست ۱۹۲۸ء سے ماخوذ ہیں ۔

Marfat.com

نذرالحسن طپشؔ نقوی

نذرالحسن طپشؔ ابن ناصر علی ساکن محلہ گذری (از اولاد حضرت شاہ ولایتؒ) تقریباً ۱۲۴۲ھ میں ولادت ہوئی۔ امروہہ کے ذی علم اور ممتاز شعراء میں سے تھے۔ اردو عربی فارسی زبانوں کے ساتھ علم عروض وقوافی کے عالم تھے۔ صاحبِ تاریخ اصغری لکھتے ہیں؛

''نذرالحسن زبان اردو و فارسی کے شاعر نمودار بڑے نثار خوش گفتار ہیں۔ تخلص ان کا طپشؔ ہے۔ ایک انشاء گلزار فیض اور زلیخائے نثر موسوم بہ اخبار عشق زبان فارسی میں اور ایک رسالہ ریاض دانش علم اخلاق میں اور رسالہ تعلیم النساء اور قلزم فصاحت بزبان اردو علاوہ دیوان کے ان کی تصنیفات سے ہیں''[۱]

شاعری میں عشقؔ لکھنوی کے شاگرد تھے۔ حبیب احمد اُفقؔ لکھتے ہیں؛

''آٹھ سال متواتر محض فن شاعری کی باریکیوں اور لطافتوں سے ماہر ہونے کی غرض سے استاد کی خدمت میں لکھنؤ مقیم رہے۔''[۲]

۱۲۹۷ھ میں وفات پائی۔

---

[۱] تاریخ اصغری صفحہ ۱۵۸ مولفہ مولوی اصغر حسین

[۲] ''شاعر امروہہ'' ماہ جنوری ۱۹۲۹ء

Marfat.com

نمونہ کلام :-

اے گل خط خشبو ترے رخ پر نکل آیا | حیرت ہے کہ آئینہ سے عنبر نکل آیا
قطرے نہیں پھوٹے ترے چہرے پر اے گل | تازہ یہ رُخ حسن کو زیور نکل آیا
اس نے لب شیریں سے نکالا سخن سخت | ہے طرفہ مزا قند سے پتھر نکل آیا

☆

چہرے پہ خال، خال میں گیسو ہیں لالہ رو | گلشن میں دام، دام میں ڈالا ہے دانہ کیا
بسمل ہزاروں اس بت ابرو کمال کے ہیں | تیرِ نگاہ کا ہے طپش تو نشانہ کیا

☆

خط میں نہاں ہیں خال مرے گل عذار کا | گم ہو گیا ہے سبزہ میں ناقہ تتار کا
بے فائدہ ہے قصر کی تعمیر منعمو | پیک قضا کو خوف نہیں ہے حصار کا
راحت ہے جس کو رنج بھی ہوگا اُسے ضرور | لازم ہے بعد شرب کے ہونا خمار کا
مجھکو طپش جو خاک نشینی پسند ہے | ملبوس اس لئے ہے بدن پر غبار کا

☆

تمہارے ہجر میں داغوں سے تن آباد ہوتا ہے | نہالِ خشک پر تازہ چمن آباد ہوتا ہے
تمہارے لعل لب پر بال ہیں زلف پریشاں کے | تماشا ہے کہ سانپوں سے یمن آباد ہوتا ہے

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

صفدر علی ہاشمی

صفدر علی ہاشمی ابن حیدر علی ساکن محلہ قاضی زادہ، صاحب دیوان شاعر تھے۔ ریاست بھوپال میں ملازم تھے۔ جہاں نظامت وغیرہ کے عہدوں پر فائز رہے۔ صاحب ''تاریخ اصغری'' نے لکھا ہے کہ:

Marfat.com

''سید صفدر علی ولد سید حیدر علی شاعر ہاشمی تخلص صاحبِ
دیوان بمقام جے پور وغیرہ نمک کی پرمٹ میں اسسٹینٹ
پاترول رہے اور اب تخفیف میں آکر برخاست ہو گئے اور
پینشن پاتے ہیں۔''[1]

صاحبِ تذکرہ ''آثار الشعراء'' نے لکھا ہے کہ؛

''بھوپال میں آکر اوّل نائب ناظم ضلع شمال ہوئے پھر
عہدۂ مجسٹریٹی ریلوے پر مامور ہو کر چند عرصہ کے بعد پھر
نیابت نظامت ضلع مغرب پر تبدیل ہوئے۔''[2]

شعر گوئی میں شیخ محمد ابراہیم ذوقؔ دہلوی کے شاگرد تھے۔ ۱۹/صفر ۱۳۰۱ھ میں وفات پائی۔ آثار الشعراء کا بیان ہے کہ؛

''۱۳۰۱ھجری میں انتقال ہوا، احباب کو بدرجہا ملال ہوا''[3]

اولادِ ذکور میں دو صاحبزادے سبطِ نبی اور سبطِ احمد تھے۔ سبطِ احمد وکیل تھے ان کے ایک لڑکے سبطِ صفدر تھے۔ ان کے تین صاحبزادے تھے۔ سبطِ حیدر سبطِ اختر، سبطِ اصغر ہیں۔

نمونہ کلام:-

نہیں کمر میں ہے شک اس کے ایک مُو باقی — مگر دہن میں ہے البتہ گفتگو باقی
مرے گناہ تو مجکو ڈبو چکے تھے سب — رکھی ہے اشکِ ندامت نے آبرو باقی

---

[1] تاریخ اصغری صفحہ ۱۳۴ مولفہ مولوی اصغر حسین

[2] آثار الشعراء مولفہ حافظ ممتاز علی صفحہ ۲۲۷ مطبوعہ ۱۳۰۴ھ

[3] ایضاً

Marfat.com

حرم میں دیر میں دونوں جگہ نہیں پایا — مگر ہے دل میں ابھی اُس کی جستجو باقی
جو مجھ سے پوچھیں گے منکر نکیر کہدونگا — خدا کا بندہ ہوں بس اور روبرو باقی
صریح ظلم نہ کر محتسب خدا سے ڈر — ہمیشہ میں نہ رہونگا یہاں نہ تو باقی
خدا کے نام کئے میں نے خم کے خم خیرات — نہ چھین مجھ سے رہا ہے یہی سُبو باقی
ہزاروں حسرتیں کرتی ہیں روز دل کو خوں — جو ایک ہو تو کہوں ہے یہ آرزو باقی
وہ بدزباں ہے وہاں آپ سے ہوئی ہے تو' — اب ہاشمیؔ اُسے کہنا رہا ہے تو باقی

....

بیتابیٔ دل کا کہیں چرچا نہیں کرتے — ہم پردہ نشیں کو کبھی رسوا نہیں کرتے
اس حسن دوروزہ پہ تمہیں اتنا تکبر — ہم عشق کی دولت پہ بھی غرا نہیں کرتے
دل دے کے نہ کیوں خاک ترے کوچے کی چھانیں — کیا اپنے گئے مال کو ڈھونڈا نہیں کرتے
اس رُخ کے تصور میں ہے رونا مجھے لازم — خورشید کو بے پانی کے دیکھا نہیں کرتے
ایماں بھی دیا، دل بھی دیا، جان بھی کھوئی — یوں ہاشمیؔ دولت کو لٹایا نہیں کرتے [1]

....

آلِ محمد اقدسؔ نقوی

آلِ محمد اقدس نقوی ابن مولوی اصغر حسین ساکن محلہ گذری (از اولاد حضرت شاہ ولایتؒ) عربی فارسی زبانوں میں اچھی مہارت رکھتے تھے۔ فنِ طب بھی پڑھا تھا۔ آپ کے والد مولوی اصغر حسین لکھتے ہیں:

''سید آلِ محمد بڑا بیٹا مؤلف کا فارسی اور عربی اور کسی

---

[1] گلدستہ شعراء، جلد اول صفحہ ۳:

Marfat.com

قدر طب اور فقہ بھی پڑھا ہے۔ نظم و نثر سے بھی طبیعت کو
مناسبت ہے۔ ایک رسالہ ''اصل الاصول'' بہ زبانِ
عربی اور دوسرا رسالہ ''معارفِ فقہ'' بہ عبارت فارسی
اس کی تالیفات سے ہے۔[۱]''

کلام میں مذہبی رنگ غالب تھا۔ نعت اور مرثیہ کے شاعر تھے۔ ڈاکٹر عظیم حیدر نقوی صاحب نے ''مرثیہ نگارانِ امروہہ'' میں ان کی تاریخ وفات ۱۳۵۳ھ لکھی ہے۔ اولادِ ذکور میں تین صاحبزادے آلِ یٰسین، آلِ عمران آلِ ھاشم تھے۔ جن کی اولاد پاکستان میں آباد ہے۔

نمونہ کلام :-

ساقی مجھے شرابِ طہورہ کا جام دے	تلچھٹ نہ جس میں ہو وہ مئے سرخ فام دے
کاسے پہ کاسہ صبح سے تا وقت شام دے	وہ مے پلا کہ جو مجھے فرحت مُدام دے

عاشق ہوں میں جنابِ رسولؐ انام کا
دے بھر کے جام ساقیٔ کوثر کے نام کا

سرورِ کائنات حضورِ اکرم ﷺ کی پیدائش سے متعلق لکھتے ہیں :

ہر جا ہے رحمتِ غفار کا نزول	مسرور مؤمنین ہیں کفار ہیں ملول
ہوں گی دعائیں آج ہر شخص کی قبول	ہے آج روزِ عشرت و پیدائشِ رسولؐ

صف بستہ ہیں ملائکہ تعظیم کے لئے
ہر نخل ہے جھکا ہوا تسلیم کے لئے[۲]

÷÷÷÷÷÷

---

[۱] تاریخِ اصغری صفحہ ۱۶۳

[۲] ماخوذ از مرثیہ نگارانِ امروہہ مولفہ ڈاکٹر عظیم حیدر عظیم نقوی

Marfat.com

پنڈت جگل کشور

پنڈت جگل کشور ساکن محلہ منڈی چوب متصل بڑا بازار ، ایک اچھے اور مشہور طبیب تھے ۔ شعر گوئی سے خاص لگاؤ رکھتے تھے ۔ صاحبِ تاریخ اصغری لکھتے ہیں ۔

'' بعض برہمن قنوجی بھی اسی حصہ میں (منڈی چوب) ہیں ۔ جن میں .... جوگل کشور نامور طبیب تھے ۔ شعر ایسا کہتے تھے کہ بظاہر موزوں اور فصیح ہوتا تھا ۔ مگر مطلب خبط ۔ ایک شعر ان کا بطور نمونہ لکھا جاتا ہے ۔

اس کے غم میں مجکو اک رونا بہانا ہو گیا
اشک جو آنکھوں سے نکلا پنبہ دانہ ہو گیا

یہ مصرعہ بھی انھیں کا ہے ۔

ناقوس بن کے اُڑ گئی کوہِ قضا کی آنکھ [۱]

اس شعر سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید مزاح میں شعر کہتے ہوں گے ۔ مگر افسوس ان تین مصرعوں کے علاوہ آپ کا کلام دستیاب نہ ہو سکا ۔ محمود احمد عباسی آپ کے بارے میں لکھتے ہیں ؛

'' جگل کشور ساکن محلہ منڈی چوب ایام غدر ۱۸۵۷ء سے پہلے نامور طبیب تھے ۔ شعر وسخن سے بھی ذوق تھا ۔ '' [۲]

---

۱ تاریخ اصغری مولفہ مولوی اصغر حسین نقوی صفحہ ۶۴

۲ تاریخ امروہہ صفحہ ۱۵۶ مولفہ محمود احمد عباسی

Marfat.com

خلیفہ الٰہی بخش صدیقی

خلیفہ الٰہی بخش صدیقی ابن خلیفہ عبداللہ ساکن محلہ کٹکوئی، اپنے والد اور دیگر اساتذہ سے علوم کی تحصیل کی۔ فارسی ادبیات میں مہارت تمامہ رکھتے تھے۔ فارسی کے علاوہ علوم عربیہ اور دیگر فنون مثلاً جفر، رمل، اور نجوم بھی جانتے تھے۔ خط نسق و نستعلیق بھی اچھا لکھتے تھے۔ تاریخ اصغری کا بیان ہے کہ؛

''فارسی کے پڑھانے اور تاریخ گوئی اور سخن سنجی اور معما فہمی میں خوب دخل رکھتے ہیں۔''[۱]

طبیعت موزوں پائی تھی اردو فارسی دونوں زبانوں میں شعر کہتے تھے۔ محمود احمد عباسیؒ کی روایت کے مطابق ''تاریخ اور چیستان گوئی میں ید طولیٰ حاصل تھا۔''[۲]

امروہہ، ہوشنگ آباد (بھوپال) افضل گڑھ اور کانٹھ وغیرہ مقامات پر استاد رہے۔ ۱۳۰۱ھ م ۱۸۸۳ء میں وفات پائی۔ مولوی سراج الحسن ساکن محلہ شفاعت پوتہ نے تاریخ وفات کہی جس کا مادۂ تاریخ ہے۔

بجنت رفت از دنیائے دوں پاک
۱۳۰۱ھ

اولاد ذکور میں دو صاجزادے منظور احمد اور خلیفہ احمد بخش تھے۔ منظور احمد صاحب کے صاجزادے ظریف احمد تھے جن کے لائق فرزند علامہ شہباز

---

۱ تاریخ اصغری مولفہ اصغر حسین نقوی صفحہ ۱۴۴

۲ تذکرۃ الکرام

Marfat.com

امروہوی امروہہ کے معروف شعرا میں سے تھے۔

خلیفہ الٰہی بخش کو تاریخ گوئی میں بڑا ملکہ حاصل تھا۔ برجستہ تاریخی مادہ نکال دیتے تھے۔ اپنے فرزند منظور احمد کی تاریخ نکالی

بے سروپا شد زمرگِ آں پسر ☆ عقل و درک و نظم و صبر و ہم بصر ۱۲۹۶ھ

سماۃ سردار دولت دختر علی احسن احسنؔ زوجہ علی منتظم خاں کی تاریخ وفات کہی جس کے مصرعہ سے مختلف سنین نکلتے ہیں

ف ۱۲۷۸ غمے دل گزا آمدہ ناگہم — چوں سردار دولت بشد از جہاں ۱۲۸۷ھ

ع ۱۸۷۰ دعائے بتاریخ گفتم زکد — زخلد برینش خداوہ مکاں ۱۹۲۸سمت

الٰہی دہ ایں راتو جنت مکاں

اس کے علاوہ بھی محمود احمد عباسیؒ نے آپ کی کئی تاریخیں ''تذکرۃ الکرام'' میں نموتاً درج کی ہیں۔

÷÷÷÷÷÷

مولانا رافت علی حسینی

مولانا حاجی رافت علی رافتؔ ابن انعام علی ساکن دربار کلاں (از اولاد حضرت شاہ ولایتؒ) ذی استعداد اور صاحب تصانیف عالم تھے۔ مولوی محمد حسین جعفری وغیرہ سے کتب معقول اور دیگر فنون کی تحصیل کے بعد رامپور میں علوم دینیات کی تکمیل کی۔ متقی پرہیزگار عالم و بزرگ تھے۔ مختلف موضوعات پر تقریباً تیرہ تصانیف آپ سے یادگار ہیں۔ ۱۸۹۱ء م جمادی الثانی ۱۳۰۸ھ کو وفات پائی۔ اولاد میں مولوی عبداللہ، مولوی عبدالرؤف

Marfat.com

مولوی عبدالنور تین فرزند تھے۔ آپ باقاعدہ کوئی شاعر نہیں تھے۔ اپنے فرزند اکبر مولوی عبداللہ کی تعلیم کے لئے ''میزان الصرف'' فارسی میں منظوم کی۔ جس کے چند شعر علامہ محمود احمد عباسی نے نقل کئے ہیں وہی یہاں بطور نمونہ کلام درج ہیں!۱

اے کہ میزانِ صَرف را منظوم ۔ می کنم بہر طالبانِ علوم
عام مطلق و بالخصوص اے ماہ ۔ بہر حفظ محمد عبداللہ
قرۃ العین نیرِ لختِ جگر ۔ خلف ارشدم حمیدہ سیر

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

سراج الدین احمد سراج

سراج الدین احمد متخلص بہ سراؔج ابن نجیب الدین صفدؔر ساکن محلہ شفاعت پوتہ (از اولاد حضرت شاہ ولایتؒ)، پیدائش تقریباً ۱۸۰۵ء میں ہوئی۔ امروہہ کے ذی علم اور نامور شعراء میں سے تھے۔ ریاست بھوپال میں تحصیلدار اور تھانہ دار رہے۔ شاعری میں میر ببر علی انیؔس کے شاگرد تھے۔ نثر میں بھی کئی کتابیں یادگار ہیں۔ مثلاً ''سراج العاشقین''، تنبیہ پوروج'' ''سراج المومنین''، شمبھو پند، زادِ غریباں وغیرہ۔ ۱۸۹۵ء میں وفات پائی۔

ایک نعت کے چند شعر ملاحظہ ہوں:

اسی تمنا میں میرے مولا تمہارے در پر قیام ہوگا ۔ کبھی تو جاگے گی اپنی قسمت کبھی تو اپنا سلام ہوگا
سیاہ کاری میں عمر کاٹی نہیں ہے بخشش کی کوئی صورت ۔ اسی تصور میں جان دیں گے اسی میں قصہ تمام ہوگا
نظر عنایت کی مجھ پہ کرنا کہ ہوں گناہوں سے اپنے نادم ۔ تمہاری امت پہ جب خدا کی طرف سے مولا انعام ہوگا

---

۱ تذکرۃ الکرام صفحہ ۳۰۰ علامہ محمود احمد عباسی

Marfat.com

حبیب خالقؐ کے زلف و رُخ کی لکھی ہے مدح سراج تم نے
تمہارے مضمونِ نو کا چرچا جہاں میں ہر صبح و شام ہوگا

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

ناظر الحق سکوت عباسی

حکیم منشی ناظر الحق سکوت ابن مولوی عبد الرحمن متخلص بہ باقی ساکن محلہ ملاّنا۔ ولادت ۱۸۷۰ء، عربی و فارسی درسیات کی تحصیل کے بعد فن طب حاصل کیا۔ شاعری کا ذوق ورثہ میں پایا تھا۔ مولوی ابوالحسن ساکت امروہوی کے شاگرد اور ان کے ماموں زاد بھائی تھے۔ دو تین سال کی مشق سخن میں ایک دیوان مکمل کر لیا تھا۔ صاحب خم خانہ جاوید لالہ سری رام لکھتے ہیں:

"گو مرحوم نو مشق شاعر تھے، مگر کلام سے پختگی اور جودت طبع ذہن رسا کا ثبوت ملتا ہے۔ بندش کو خوبصورت بنانے الفاظ کو پلٹنے میں مہارت تھی۔ شعر میں دونوں برابر کے مصرعہ مزادے جاتے تھے۔"[۱]

آپ نے عین عالم شباب دورانِ طالب علمی ۲۵ برس کی عمر میں ۱۸۹۵ء میں انتقال کیا۔ پیام یار، جلوۂ یار اور امروہہ کے مختلف گلدستوں میں آپ کا کلام شائع ہوا ہے۔

نمونہ کلام:-

ٹھہرا جو وقت ذبح ذرا ہاتھ یار کا
ارماں مچل گیا دل امیدوار

☆

پردہ جو رُخ سے بزم میں اس نے اُٹھا دیا
آنکھوں کو شمع طور کا جلوہ دکھا دیا

۱۔ خم خانہ جاوید جلد چہارم صفحہ ۲۲۳ مولفہ لالہ سری رام

Marfat.com

حسرت مری حسرت ہے کہ پوری نہیں ہوتی
مطلب مرا مطلب ہے کہ حاصل نہیں ہوتا

☆

نہ کھلے بند قبائے بتِ بے پیر کے پیچ
سامنے آگئے میرے مری تقدیر کے پیچ

☆

تم سے کروں شکایت جور و ستم فضول
تم سے کہوں حکایت رنج و الم غلط
یہ مشغلہ شراب کا ہے صرف اس لئے
ہوتا ہے دو گھڑی کے لئے اس سے غم غلط

☆

شب وصال میں کس کے وہ ہائے نازک ہاتھ
پڑے رہے مری گردن میں ہار کی صورت

☆

ٹھہرو ٹھہرو ابھی افسانۂ غم باقی ہے
اور کہتا ہوں ذرا صبر تو آ لے دل کو

☆

جو میرے دل میں نہ آئے وہ برائی ان کی
جو مرے دل سے نہ جائے وہ خیال ان کا ہے

÷÷÷÷÷÷÷÷÷

احمد نذر احمد نقوی

احمد نذر ابن جعفر نذر ساکن محلہ سٹھی (از اولاد حضرت شاہ ولایتؒ) پہلے عرصہ تک محکمۂ منصفی مراد آباد میں نظارت کے عہدہ پر مقرر رہے۔ بعد میں ریاست رام پور میں ملازم ہوئے۔ شاعری میں امیر احمد امیر مینائی کے شاگرد تھے۔ امیر مینائی نے ان کے بارے میں لکھا ہے:

''طبیعت میں سلیقہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہے۔ کبھی کبھی جو

Marfat.com

موزوں فرماتے ہیں وہ اس ہیچ مداں کو دکھاتے ہیں۔''[1]

آپ نے ۱۲۱۰ھ میں وفات پائی۔ اولاد میں ایک فرزند باقر نذر تھے۔

نمونہ کلام:-

نگہِ مہر کہاں اے نگہِ قہر آلود — تجھ سے کچھ پڑتی ہے امیدِ ترحم مجھکو

ادھر سے بوسہ بازی ہو ادھر سے تیغ بازی ہو — ہمارا اور تمہارا اب اسی پر فیصلہ ٹھہرے

مزاج یار نازک ہے میں ڈرتا ہوں کہوں کیونکر — کہیں ایسا نہ ہو اظہارِ دردِ دل گلہ ٹھہرے

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

مولوی داد علی عباسی

مولوی حافظ داد علی عباسی ابن ہدایت علی (از اولاد مولانا پیر محمد نبیرہ مولانا بابن عباسی) ساکن محلہ ملانہ کی ولادت تقریباً ۱۲۴۰ھ میں ہوئی۔ رامپور میں مولوی غلام نبی رام پوری سے علومِ دینیہ اور حکیم محمد کفایت اللہ خاں صدیقی امروہوی سے فنِ طب کی تعلیم حاصل کی اور گوالیار میں مولانا ناصر خاں رامپوری سے دیگر علوم وفنون کی تحصیل کی۔ اخذ علوم کے بعد مہاراجہ گوالیار کے یہاں بحیثیت طبیب ملازم رہے۔ کچھ عرصہ حیدر آباد بھی رہے۔ وہاں مطب کے ساتھ ساتھ وکالت بھی کرتے تھے۔ حیدر آباد کے بہترین وکلاء میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ درس وتدریس کا بھی سلسلہ تھا۔ ذی علم طبیب، ذی استعداد عالم اور

---

[1] ''انتخاب یادگار'' صفحہ ۱۰ مولفہ امیر احمد امیر مینائی ۔سنہ تالیف ۱۲۹۰ء

Marfat.com

قادرالکلام شاعر تھے۔ محمود احمد عباسی لکھتے ہیں ؛

''مولوی سید داد علی کی موزونی طبع بھی خداداد تھی، شعر بامزا کہتے تھے۔'' (تذکرۃ الکرام)

۱۳۱۲ھ م ۱۸۹۵ء میں وفات پائی۔

نمونہ کلام :-

بہادر شاہ ظفرؔ کی مشہور غزل جس کا مطلع حسب ذیل ہے تضمین لکھی ؛

بات کرنا ہمیں مشکل کبھی ایسی تو نہ تھی ☆ جیسی اب ہے تری محفل کبھی ایسی تو نہ تھی

تضمین مولوی داد علی عباسی برغزل بہادر شاہ ظفرؔ

ہو افرہاد کا جا کر سرِ کہسار پہ خوں قیس بیچارہ ہوا دشت کے اندر مدفوں
غل ہے زنجیر کا کیوں شورِ قیامت سے فزوں پائے کوباں کوئی زنداں میں بنا ہے مجنوں
آئی آواز سلاسل کبھی ایسی تو نہ تھی

لاکھ معشوق ملے مجھکو سراپا جادو ایسے ایسے کہ جنھیں یاد تھے صدہا جادو
نہ چلا پر نہ چلا مجھ پہ کسی کا جادو تیری آنکھوں نے خدا جانے کیا کیا جادو
کہ طبیعت مری مائل کبھی ایسی تو نہ تھی

پوچھتا ہوں دل بیتاب سے میں یہ ہر بار کہ نہ تو برق نہ سیماب نہ شعلہ نہ شرار
پھر جو تو مضطرب اتنا ہے بتا تو اے یار لے گیا کون تیرا چھین کے اب صبر و قرار
بیقراری تجھے اے دل کبھی ایسی تو نہ تھی

ایک شعر اور ملاحظہ ہو ؛

برگ سمن پہ نقشہ کونین کھینچ دیں قدرت ہر اک طرح کی ہمارے سخن میں ہے

Marfat.com

شیخ محمد حنیف مضطرؔ

شیخ محمد حنیف مضطرؔ ابن محمد آصف ولادت ۱۲۴۹ھ، تعلیم سے فراغت کے بعد محکمۂ فوجداری چھاؤنی آگرہ میں سررشتہ دار رہے۔ شاعری میں محمد رضا معجزؔ اور مرزا حاتم علی بیگ مہرؔ کے شاگرد تھے۔ صاحب دیوان شاعر تھے۔ فن میں پختگی ہے۔ تذکرہ ''شعروسخن'' میں آپ کا ذکر ہے۔ آپ نے ایک غزل یکم اگست ۱۸۶۹ء میں آگرہ کے مشاعرہ میں پڑھی۔ جو ۲۷/اشعار پر مشتمل تھی۔ اس کے چند شعر بطور نمونہ کلام ملاحظہ ہوں۔

زکاتِ حُسن ہے بوسہ کوئی ہم کو بھی دے ڈالو
شہِ اقلیم خوبی آپ ٹھہرے ہم گدا ٹھہرے

سوال بوسہ پر جھنجلانے کے کہتے ہیں وہ عاشق سے
کہاں تک دے کوئی سائل کو لاکھوں ہی گدا ٹھہرے

رہا باقی گریباں اور نہ ہے اک تار دامن میں
مدداے دست وحشت اور کچھ اب مشغلا ٹھہرے

کفِ پا صانعِ قدرت نے خود رنگین بنائے ہیں
بھلا کیا اس کے آگے رتبۂ رنگِ حنا ٹھہرے

سیہ ہے نامۂ اعمال اے مضطرؔ تو کیا غم ہے
شفیع روزِ محشر جب محمدؐ مصطفیٰ ٹھہرے

Marfat.com

سمن لال راغبؔ

سمن لال راغبؔ امروہوی ایک قادرالکلام اور صاحب دیوان شاعر تھے۔ آپ کا کلام برٹش میوزیم لائبریری میں محفوظ ہے۔ جس میں طویل مثنوی بنام ''قصہ راجہ چتر مکٹ و رانی چندر کرن'' ہے اس کو راغبؔ نے اپنے مربی ''سرہینری ایلیٹ'' کے نام معنون کیا ہے۔ یہ مثنوی ۱۸۴۷ء میں لکھی گئی۔ تعظیم علی شایاں بریلوی لکھتے ہیں؛

''سمن لال راغبؔ امروہوی ہندوستان کے اس ہردل عزیز قصہ کو نظم کر کے راغبؔ نے اسے سرہنری ایلیٹ سے معنون کیا ہے جسے وہ اپنا مربی کہتا ہے اور جس کی شان میں چند قصیدے اس مثنوی میں شامل ہیں۔ ایک شعر میں اپنا تخلص یوں بیان کیا ہے؛

سمن لال معروف ہوں در جہاں ☆ تخلص ہے راغبؔ مراد وستاں

مثنوی میں چند اشعار امروہے کی تعریف میں بھی ہیں سن اختتام ۱۸۴۷ء ہے۔''[۱]

اس مثنوی اور راغبؔ کے بارے میں جناب احمد حسین صدیقی نے ''کشور اولیاء امروہہ'' میں اچھی تفاصیل پیش کیں ہیں۔ اہلِ ادب کی دل چسپی کے پیشِ نظر یہ معلومات من وعن نقل کی جاتیں ہیں۔

'' آپ پندرہ سال کی عمر میں روزگار کی تلاش میں گھر

---

[۱] تاریخ وتذکرہ شعرائے روہیلکھنڈ مولفہ تعظیم علی شایاں بریلوی ثم کراچی

Marfat.com

سے نکل پڑے تھے۔ معاشی حالت درست کرنے کے لئے مثنوی ''قصہ راجہ چتر مکٹ اور رانی چندر کرن'' بزبانِ اردو تصنیف کی جسے سرہنری ایلیٹ کے نام سے منسوب کیا ہے۔ یہ منظوم رومانی قصہ (مثنوی) ۲۰۳۷ سطروں پر مشتمل ہے۔

اس کے بعد مصنف اپنی تصنیف کے ان تمام حصوں کے مضامین بیان کرتا ہے۔ جو اس نے ۱۸۴۶ء میں چھ ماہ محنت کر کے مکمل کیئے۔ اس کتاب کو بھی سرہنری ایلیٹ کے نام سے ہی منسوب کیا۔ اس کتاب کا نام ''علم منجلی'' ہے جس میں پانچ باب ہیں۔ پہلے باب میں صحیفہ علم حساب ۲۵ فصلوں پر مشتمل ہے۔ دوسرے باب میں قانونی دستاویزات کے نمونے اور تعریفی جملوں کی فہرست کے ساتھ ایک مکتوب معلم دیا ہے، جو بیشتر فارسی میں ہے۔ فارسی زبان میں فلسفیانہ مصطلحات کی تعریف بیان کی گئی ہیں۔ تیسرے باب میں مرد اور عورتوں کے مختلف اقسام اور ان کے جنسی تعلقات کوک شاستر سے لیکر منظوم بزبان ہندی تالیف کیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اردو زبان میں وضاحت بھی کر دی ہے۔ اس میں اصول راگ، رقص اور دیگر تفصیلات بھی دی گئی ہیں، چوتھے باب میں ۱۱۶ لطیفے اور قصے ہیں اور پانچویں باب میں ایک چارٹ دیا ہے جس کے ذریعہ ۱ء سے ۱۳۰۷ء تک

Marfat.com

کسی بھی مہینے کا دن معلوم کیا جا سکتا ہے۔''[۱]
تعظیم علی شایاں بریلوی نے آپ کے تین شعر نقل کئے ہیں جو حسب ذیل ہیں:

کروں پہلے توحید حق کی بیان
کہ ہو جاں مری جس سے رطب اللساں

سمن لال معروف ہوں درجہاں
تخلص ہے راغب مرا دوستاں

کروں حمد اس کی جو ایزد بقا ہے
نہ ثانی کوئی اس کا اے باوفا ہے

÷÷÷÷÷÷÷÷÷

بھوکن سرن شبنمؔ

بھوکن سرن شبنمؔ خلف لالہ گوکل چند، آپ کے حالات نہیں مل سکے۔ اتنا معلوم ہے کہ امروہہ میں زردوزی کا کام کرتے تھے اور اس کا کارخانہ لگا رکھا تھا۔ صاحب تاریخ شعرائے روہیلکھنڈ تعظیم علی شایاں بریلوی نے معلوم نہیں کس حوالہ سے لکھا ہے کہ ''امروہہ کے رؤسا میں شمار ہوتے تھے۔''
شاعری میں جواد حسن شمیمؔ کے شاگرد تھے۔ آپ کا کلام اکثر گلدستوں مثلاً ''پیام عاشق'' وغیرہ میں شائع ہوتا تھا۔ نمونہ کلام:-

رخ ترا دیکھا تو حیرت ہوگئی
آئینہ کی اور صورت ہوگئی

عشق میں کس کے یہ حالت ہوگئی
مجھکو انسانوں سے نفرت ہوگئی

اسم فرضی رہ گیا نامِ وفا
خلق میں عنقا مروت ہوگئی

آئے جب وہ عید آئی میرے گھر
جب چلے برپا قیامت ہوگئی

••••••••••••

۱ کشور اولیاء امروہہ مولفہ جناب احمد حسین صدیقی کراچی

Marfat.com

مولوی ابوالحسن ساکتؔ

مولوی ابوالحسن ساکتؔ ابن مولوی حکیم عبدالصمد، ساکن محلّہ ملانہ امروہہ کی ولادت ۱۲۵۲ھ، ۱۸۳۶ء میں ہوئی۔ آپ شیخ داؤد بڑ پگہ کی اولاد میں سے تھے۔ مولوی ابوالحسن ساکتؔ امروہوی نے تمام علوم وفنون کی تحصیل کی اور اپنی ذہانت و فطانت سے ان میں ایک ملکہ اور عبور حاصل کیا تھا اور شعرگوئی میں تو اپنے عہد میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ صاحب خم خانہ جاوید لالہ سری رام لکھتے ہیں:

"ماہر رموز سخن دانی، واقف اسرار نکتہ دانی مولوی ابوالحسن صاحب ساکن امروہہ ضلع مرادآباد، امروہہ کے قدیم شرفاء میں تھے۔ آپ عربی اور فارسی دونوں زبانوں میں دستگاہ رکھتے تھے۔ فارسی اساتذۂ رامپور اور اپنے عم محترم حکیم سید محمد حسن مرحوم سے حاصل کی تھی۔ معانی، بیان، عروض وقوانی میں کامل تھے۔ حافظے کی یہ حالت تھی کہ کوئی مضمون ہو عرصہ تک سلسلہ کلام کو جاری رکھتے تھے اور ہر مسئلہ کے متعلق بیسیوں مثالیں نوک زبان تھیں۔ ان کی پھڑکتی ہوئی تقریر زندہ دلی اور ظرافت کی جان ہوتی تھی۔ دوست نواز اور وضع داری میں فرد تھے۔

آپ کسی رنگ میں بند نہ تھے۔ غزل، قصیدہ،

Marfat.com

مخمس، مسدس کے سوا ریختی بھی کہتے تھے۔ مگر ایسا کلام ہمیشہ دوسروں کو دیدیتے تھے۔ نہایت زود گو شاعر تھے۔ ہمیشہ معاصرین سے معرکہ آرائیاں رہیں۔ مگر پالا انھیں کے ہاتھ رہا۔ قانع اور متوکل شخص تھے۔ شاگردوں سے اصلاح کا معاوضہ نہ لیتے تھے۔ آپ نے والئی اودے پور کی شان میں قصائد لکھ کر بھیجے تھے، لیکن جب وہاں سے طلبی ہوئی تو امراء کے دربار میں قصیدہ گو کی حیثیت سے جانا اپنے عارض کمال پر بدنما داغ خیال کیا۔........ آپ فن سخن میں حضرت نظام رامپوری کے ارشد تلامذہ سے تھے اور استاد کا اندازِ بیان اختیار کرنے میں ان کو کامیابی حاصل تھی۔ مگر افسوس ہے کہ زمانہ کے انقلاب سے ہمیشہ زاویہ گمنامی میں رہے اور کلام کی شہرت نہ ہوئی۔ مرحوم غزل گوئی میں یکتا تھے۔ حُسن و عشق کی گھاتوں کو نہایت خوبی سے نظم کرتے۔ ادائے بیان بے تکلفانہ تھی۔ دلی واردات کو تخئیل کا جامہ پہناتے ہوئے مضمون کو بھی ہاتھ سے نہ کھوتے، میر کرامت علی خلش اجمیری، مولوی غلام نبی شاعر ابتداء میں آپ ہی کے شاگرد تھے۔ میر جواد حسین شمیم امروہوی کو بھی آپ سے فخر تلمذ حاصل تھا۔''[1]

آپ کے شاگردوں کی فہرست بہت طویل ہے۔ آپ نے ۱۳۱۴ھ،

---

[1] خم خانہ جاوید مولفہ لالہ سری رام صفحہ ۳۴،۳۵ جلد چہارم۔ بقیہ ص ۹۳ پر......

Marfat.com

۱۸۹۶ء میں وفات پائی۔ مصرعہ تاریخ وفات یہ ہے:

''سید ابوالحسن سوئے کوثر رواں ہوئے''

جس سے ۱۳۱۴ھ برآمد ہوتا ہے۔

نمونہ کلام :-

تمہارے حسن کا پھولوں بھرا سنگھار رہے — رہے جو ہاتھ میں گجرا گلے میں ہار رہے

ملے ہم ان سے نہ وہ ہم سے ہمکنار رہے — ہم ان کے چاہنے والوں میں اک شمار رہے

جو کوئے یار میں جا کر مرا غبار رہے — عدو کے نقش قدم کی نظر میں خار رہے

مجھے وصال کا لطف آگیا دمِ بسمل — وہ ذبح کر کے مرے سینے پر سوار رہے

انھیں وصال میں مجھ سے جو بدگمانی تھی — سنبھل سنبھل کے نشے میں وہ ہشیار رہے

الٰہی وہ بھی تو اک دن نصیب ہو مجھ کو — عدو کو میری طرح ان کا انتظار رہے

وہ چلتے وقت سحر کو یہ کہہ گئے مجھ سے — ہمارا آج کا ملنا بھی یادگار رہے

شب وصال میں لیٹے رہے وہ کروٹ سے — رہے کنار میں میری تو درکنار رہے

کہا یہ گریہ نے چشم پُر آب سے میری — جدا جدا مرے اشکوں کا تار تار رہے

یہ بُت بھی آپ سے مل جائیں حضرت ساکت — خدا کی ذات پر گر آپ کا مدار رہے

از گلشن سخن امروہہ ستمبر ۱۸۹۲ء

یہ دعا ہے کہ الٰہی یہ انھیں یاد رہے — وعدۂ وصل تو کرتے ہیں وہ مے نوشی میں

سر کٹا کر میں تقاضے سے اجل کے چھوٹا — خوب اب اپنی بسر ہوگی سبک دوشی میں

صفحہ ۹۲ کا بقیہ.........

لالہ سری رام نے آپ کا مکمل تعارف کرایا ہے اس لئے وہیں سے تمام حالات نقل کر دیئے گئے ہیں۔ اگرچہ آپ کے بارے میں راقم الحروف کے پاس پوری ایک کتاب کا مواد موجود ہے۔

Marfat.com

ایک چپ سو کو ہراتی ہے مثل ہے ساکتؔ فائدہ ہم نے یہی سوچا ہے خاموشی میں

گلشن سخن امروہہ ۱۸۹۳ء

دبے پاؤں وہ آئے فاتحہ خوانی کو مرقد پر چھوا پھر ناز سے میرا مزار آہستہ آہستہ

گیا ہے ہلکے ہلکے اس طرح عالم جوانی کا نشہ کا جیسے ہوتا ہے اُتار آہستہ آہستہ

وہ اس انداز سے آئے شب وعدہ میرے گھر پر چمن میں جیسے آتی ہے بہار آہستہ آہستہ

☆

واہ کیا بات تری لغزشِ گفتار کی ہے بات اقرار میں ملتی ہوئی انکار کی ہے

☆

مرا دِل لے کے مٹھی میں وہ بولے ہمارے ہاتھ میں بتلاؤ کیا ہے

☆

رنگ شوخی کے سبب کوئی ٹھہرتا ہی نہیں صفحۂ قرطاس پر کھینچوں تری میں تصویر کیا

☆

غیر جب بزم میں مختار بنے بیٹھے ہیں آپ کس بات پہ سرکار بنے بیٹھے ہیں

بال بکھرائے ہوئے حال پریشاں ساکتؔ اک تماشا سرِ بازار بنے بیٹھے ہیں

☆

خبر مرنے کی سن کر وہ یہ بولے کہ ساکتؔ مر گیا بیمار کیا تھا

آپ ریختی میں بھی شعر کہتے تھے اور بندیؔ تخلص کرتے تھے۔ دو شعر ریختی کے ملاحظہ ہوں :-

بندیؔ نے اس زمین میں بھی گل کھلا دیئے کہتے تھے مردوے کہ شگفتہ زمیں نہیں

☆

سوت کو ساتھ میں لائے ہیں جتانے کے لئے اور مجھ جلتی ہوئی کو وہ جلانے کے لئے

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

Marfat.com

محمد ایوب صابرؔ عباسی

محمد ایوب صابرؔ عباسی ابن مولوی علی محمد وکیل برادر خورد علامہ محمود احمد عباسی ، ساکن محلہ ملانہ (مولانا) پیدائش ۱۲۹۸ھ، عربی فارسی اردو تینوں زبانوں میں اچھی دسترس تھی ۔ مراد آباد میں اہلمد اسلحہ کلکٹری کی خدمت پر مامور تھے ۔ شاعری کا شوق ابتدا ہی سے تھا ۔ قاضی عبدالحئی بیچینؔ سے شرف تلمذ تھا ۔ عبدالحئی بے چینؔ داغؔ کے شاگرد تھے ۔ صابرؔ نثر بھی اچھی لکھتے تھے ۔ شاعری میں اچھا مذاق پیدا کیا تھا ۔ لالہ سری رام لکھتے ہیں ؛

'' طبیعت رنگ تغزل کی باریکیوں سے واقف تھی ، انداز بیاں دلکش ہے ۔ صاف اور سیدھے سادے شعر میں بھی بانکپن کی شان نکلتی ہے ۔ معاملہ نگاری میں حضرت نظامؔ رامپوری کے پیرو تھے ۔''[1]

مراد آباد میں سنبھلی دروازے کی سرائے کے قریب رہتے تھے ۔ ۱۸۹۸ء میں وفات پائی ۔ شادی نہیں کی تھی ، اس لئے کوئی اولاد بھی نہیں ۔

نمونہ کلام :-

ایک دل کمبخت کے جانے سے کیا جاتا رہا | بیٹھنے اٹھنے کا ہنسنے کا مزا جاتا رہا
مٹ گئیں ساری امیدیں حوصلہ جاتا رہا | دل گیا کیا درد اُلفت کا مزا جاتا رہا
حضرت صابرؔ اُٹھو ملکِ عدم کی راہ لو | آج کل دنیا میں رہنے کا مزا جاتا رہا
تمہاری تیغ نے چوما گلا جس دم تو حسرت سے | ہر اک عضو بدن کو رشک آیا میری گردن پر

---

[1] خم خانہ جاوید جلد پنجم صفحہ ۲۳۲

Marfat.com

ہم بھی چھپائیں گے نہ کسی سے تمہارا حال
تم نے ہماری باتیں رقیبوں سے گر کہیں

☆

پوچھتے ہیں وہ مرے چارہ گروں سے پس مرگ
ان کو کیا ہو گیا ایسے تو یہ بیمار نہ تھے

☆

کسی کا مجھ سے وہ انجان بن کے کہنا ہائے
یہ کیا ہوا تمہیں کیا اپنا حال کر بیٹھے

کلیجہ تھام کے اُٹھے کسی کی محفل سے
کسی کی بزم میں ہم دل سنبھال کر بیٹھے

وہ ان کا مجھ سے دم واپسیں یہ کہنا ہائے
ابھی سے قطع امید وصال کر بیٹھے

☆

شکوۂ جور پہ وہ کہتے ہیں
دل کہیں اور لگالے کوئی

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

اعظم علی اعظمؔ صدیقی

خلیفہ اعظم علی اعظمؔ صدیقی ابن غلام علی ساکن محلہ گھیر مناف (از اولاد شیخ ابوالمناف) درس نظامی کے فارغ علوم متداولہ اور انگریزی میں اچھی مہارت واستعداد رکھتے تھے۔ تحصیل امروہہ میں سب رجسٹرار کے عہدہ پر فائز رہے۔ اچھے شاعر اور ادیب تھے۔ صاحبِ نخبۃ التواریخ لکھتے ہیں؛

''منشی اعظم علی بسیار خوش خو، بامروت وصالح، با محبت و دراہلِ قلم معزز است'' (نخبۃ التواریخ صفحہ ۹۰)

ترجمہ:- یعنی منشی اعظم علی بہت خوش اخلاق، صاحبِ مروت، نیک و مخلص ہیں اور اہلِ قلم میں ممتاز ہیں۔

Marfat.com

خط بہت پاکیزہ تھا۔ افسوس آپ کا کلام نہیں مل سکا نخبۃ التواریخ میں آپ کی ایک تاریخ درج ہے۔

مولوی آلِ حسن نے جب لکھی عمدہ کتاب — یک زباں ہوکر لگے فرمانے احبابِ جمیع
تو بھی اس کی طبع کی تاریخ لکھ اعظم علی — دفعتاً آیا زباں پر ہے یہ تاریخ بدیع
۱۲۹۷ھ

آپ کے اکلوتے فرزند شیخ غلام مصطفیٰ (سب رجسٹرار بریلی) ذی علم عربی فارسی کے عالم تھے ۱۹۸۴ء میں پاکستان ہجرت کی اولاد وہیں آباد ہے۔

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

محمد داؤد عباسی

مولوی محمد داؤد عباسی ابن مولوی علی محمد ساکن محلہ مولانا (ملانہ) (از اولاد مولانا رکن الدین عباسی) ولادت ۲۷؍رمضان المبارک ۱۲۸۰ھ۔ آپ مؤرخ امروہہ جناب محمود احمد عباسی کے بھائی تھے۔ عربی فارسی درسیات کی تحصیل کے بعد بارہ سال کی عمر میں محمڈن کالج علی گڑھ (مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) میں داخلہ لیا اور ۲۴؍سال کی عمر میں بی۔اے۔ کی سند حاصل کی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد اسی کالج میں استاد رہے بعد میں نائب تحصیلدار مقرر ہوئے اور تحصیل اترولی، آگرہ، کاسگنج، مین پوری وغیرہ میں نائب تحصیلدار کے عہدے پر فائز رہے اور جلد ہی فتح آباد ضلع آگرہ میں تحصیلدار کے عہدہ پر فائز ہوئے۔

زمانہ طالب علمی سے ہی شعر و شاعری کا ذوق تھا۔ تھوڑی سی مشق سے

Marfat.com

ایک قادر الکلام شاعر بن گئے۔ محمود احمد عباسی نے آپ کو ''مشہور ادیب اور شاعر شیریں مقال'' لکھا ہے۔ لالہ سری رام مولف ''خمِ خانہ جاوید'' آپ کی شعر گوئی اور ذہانت کے بڑے مداح تھے وہ لکھتے ہیں؛

> ''شعر سے ذوق تھا، اکثر مشاعروں میں شریک ہوا کیئے اور طرحی غزلیں پڑھیں ۔ قدیم و جدید دونوں شاہراہوں کے سالک تھے۔ اشعار سے خصوصاً مرثیہ سردار یوسف خاں سے ان کی غیر معمولی لیاقت اور معاملہ بندی اور مضمون پسند فکر کا رنگ مترشح ہے۔ حق یہ ہے کہ یہ مرثیہ اپنے رنگ میں فرد ہے۔ مثنوی ''شکوۂ یار'' نامی اور ''ایک بچے کی دوستی کا امتحان'' ان کی تصنیف ہیں ...... بلا کے ذکی و ذہین تھے۔ ان کے کلام سے ان کی شوخی اور طبیعت داری، ذکاوت ٹپکتی ہے۔ تھوڑی سی مشق میں بہت اچھا ملکہ پیدا کر لیا تھا۔ اگر زندگی وفا کرتی تو کیا عجب کہ اس فن میں بھی نام و نمود حاصل کرتے۔''[۱]

عین عالم شباب میں ۲۷ رجون ۱۹۰۰ء م ۲۹ رصفر ۱۳۱۸ھ میں فتح آباد ضلع آگرہ میں انتقال کیا اور وہیں احاطۂ عیدگاہ میں مدفون ہوئے۔ حبیب احمد اُفق کاظمی نے شاعر امروہہ میں انھیں امروہہ میں مدفون لکھا ہے نیز لالہ سری رام نے ان کی تاریخ وفات ۱۷ رجون لکھی ہے۔ یہ دونوں باتیں از روئے تحقیق غلط ہیں۔ کیونکہ محمود احمد عباسی برادر خرد محمد داؤد عباسی نے ان کا انتقال

---

[۱] خمِ خانۂ جاوید جلد سوم صفحہ ۱۴۲ مولفہ لالہ سری رام

Marfat.com

فتح آباد میں ۲۷ رجون کو اور وہیں دفن ہونا تحریر کیا ہے۔ آپ کے ایک فرزند محمد سلیمان تھے۔ جو خرد سالی ہی فوت ہوئے۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو؛

بزم میں غیر کے اُٹھ جانے کی تشویش فضول — اس کا اب ذکر ہی کیا جو کوئی اٹھا اٹھا
نقد دل دیکے جو اندوہ و الم مول لیا — خود میں حیران ہوں یہ کیا مجھے سودا اٹھا
شوقِ دیدار نے فرقت میں سزا دی اچھی — سیکڑوں بار میں بے چینی سے بیٹھا اٹھا

☆

اس عشق کے طفیل لڑائی رہی سدا — تقدیر سے، رقیب سے، ناصح سے، یار سے
قربان عشق کے کہ ہم آزاد ہو گئے — قید حیا سے، شرم سے، ذلت سے، عار سے
یہ جھوٹ اور ہم سے بس اب رہنے دیجئے — ہم بھی تو رات جھانک رہے تھے درار سے

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

مومن حسین صفیؔ نقوی

مومن حسین صفیؔ امروہوی ابن منشی ولی حسین ولیؔ ساکن محلہ گذری ولادت ۱۲۶۰ھ م ۱۸۴۰ء [۱]، آپ کے والد منشی ولی حسین ولیؔ ایک باکمال خوش نویس اور شاعر تھے۔

مومن حسین صفیؔ عربی، فارسی میں اچھی دستگاہ رکھتے تھے۔ نیز خوش نویسی میں بھی اچھی مہارت بہم پہنچائی تھی۔ شعر گوئی میں خاص ملکہ تھا۔ صاحب ''تاریخ اصغری'' لکھتے ہیں؛

''مومن حسین صفیؔ تخلص فارسی اور اردو کا شعر کہنے میں

---

[۱] ۱۲۶۰ھ ۱۸۴۰ء کے مطابق نہیں ہے از روے جوہر تقویم (م)

Marfat.com

مشاق اور تاریخ گوئی میں بے مثل خوشنویسی میں شہرۂ آفاق ہیں۔ بعد غدر عدالت منصفی تلہر ضلع شاہ جہان پور میں متفرق عہدوں پر مثل سادہ نویسی اور ڈگری نویسی اور محرری ناظر کے مامور ہے، پھر بندوبست جدید میں تخفیفاً برخاست ہوئے۔ مثنوی ''اسوۃ الصرف'' علم صرف میں اور مثنوی ''بساطین'' ترجمہ حدیث بزبان فارسی اور مثنوی ''طوبی العروض'' علم عروض میں بزبان اردو سوائے دیوانِ اشعار اردو موسوم بنام تاریخی ''نغمہ صفویہ'' ان کی تالیف ہیں۔''[1]

آپ آگرہ میں بھی ملازم رہے۔ جہاں سے ایک اخبار اور ایک شعری گلدستہ بھی نکالتے تھے۔ ۱۳۰۰ھ میں مستعفی ہو کر آ گئے۔ امروہہ کے قادر الکلام اور استاد شعراء میں سے تھے۔ شاعری میں یعقوب علی معجز سے تلمذ تھا۔ تلامذہ کی تعداد کثیر ہے۔

۵ر جمادی الثانی ۱۳۱۹ھ م ۲۰ ر ستمبر ۱۹۰۰ء میں انتقال کیا۔ اور احاطہ پیر گیلانی آگرہ میں دفن ہوئے۔ اولاد میں دو فرزند زیرک حسین صبی اور لائق حسین قوی تھے۔ نمونہ کلام ہو؛

عدو کو اب وہ سیدھا جانتے ہیں ۔۔۔ بھلا پہلے یہ اُلٹی مت کبھی تھی
جفا کا اب گلہ محسن کُشی ہے ۔۔۔ وفا کی بھی انہیں عادت کبھی تھی
رہے بھی دل میں اور نکلے بھی ارماں ۔۔۔ کبھی دربار تھا خلوت کبھی تھی
پیو رند و ادب کیا شیخ جی کا ۔۔۔ یہی ان کی بھی کیفیت کبھی تھی

---

[1] تاریخ اصغری مولفہ مولوی اصغر حسین صفحہ ۱۶۱

Marfat.com

خدا کا گھر انھیں کے واسطے تھا بتوں کی بھی بڑی عزت کبھی تھی!
☆
کئے جاتے ہیں وہ غصے میں باتیں قیامت ہاتھ باندھے چپ کھڑی ہے
میں اب سر پتھروں سے پھوڑتا ہوں مقدر سے لڑائی آپڑی ہے

÷÷÷÷÷÷÷÷

مولوی ارشاد علی نظامی

مولوی ارشاد علی ارشادؔ نظامی ابن ابدال محمد فاروقی ساکن محلہ جھنڈا شہید (از اولاد حضرت بابا فرید الدین مسعود شکر گنج فاروقی ؒ) ولادت یکم اگست ۱۸۲۵ء م ۱۵ ذی الحجہ ۱۲۴۰ھ میں ہوئی۔ فارسی کے قادر الکلام شاعر اور انشاء پرداز تھے۔ خلیفہ الٰہی بخش امروہوی اور حاجی محمد مہدی ساکن قصبہ موویٰ وغیرہ سے تحصیل علم کی۔ فراغت کے بعد مختلف مقامات پر سرکاری ملازم رہے۔ محمود احمد عباسی لکھتے ہیں:

> ''منشی ارشاد علی ۱۸۴۴ء سے ملازمت میں داخل ہوئے۔ ابتداً اضلاع بجنور وانبالہ ولدھیانہ وفیروز پور ولاہور کے محکمۂ بندوبست میں مختلف عہدوں پر کام کیا۔ ۱۸۵۳ء سے منصرم و سررشتہ دار محکمۂ بندوبست اور چند اضلاع میں قایم مقام تحصیل دار رہے۔ ۱۸۵۷ء میں صاحب کمشنر ملتان کے بڑے کارگذار سررشتہ دار ومعتمد

لے پیام یار لکھنؤ صفحہ ۱۳ ماہ اکتوبر ۱۸۹۳ء

Marfat.com

عایہ تھے۔ خدمات کے صلہ میں پیش گاہ گورنر جنرل سے
خلعت اور پروانہ خوشنودی عطا ہوا'' ۱؎

علم سے گہرا لگاؤ تھا۔ نادر قلمی کتابوں کا ذخیرہ فراہم کیا تھا۔ فارسی نظم و نثر میں بعض رسائل آپ کی تالیفات سے ہیں۔ پروفیسر خلیق احمد نظامی لکھتے ہیں؛

'' 'بشیر النصائح' اور 'بشیر المدائح' لکھیں جو اپنی
افادیت کی بنا پر ایک زمانہ میں نصاب میں شامل کر لی گئی
تھیں۔'' ۲؎

اس کے علاوہ نثر میں انشائے ارشاد (قلمی) فرہنگِ ارشاد، مصدرِ ارشاد وغیرہ بھی تالیف کیں۔ بہر حال آپ ایک اچھے عالم، شاعر اور ادیب تھے۔ ارشاد تخلص تھا، ساتھ ہی متقی اور تقوئی شعار تھے۔ خواجہ اللہ بخش تونسویؒ سے شرف بیعت حاصل تھا۔ ۵ / شعبان ۱۳۱۸ھ م ۱۴ / دسمبر ۱۹۰۰ء میں وفات پائی۔ حافظ مظہر الدین فریدیؒ نے حسبِ ذیل تاریخ وفات لکھی؛

آہ برخاست صاحبِ ارشاد — خیر پیکر مجسم احسانات
آہ خایست مسندِ ارشاد — صاحب رشد و معرفت ہیہات
نیک خو، نیک وضع، نیک نہاد — پاک بیں، پاک باز، پاک صفات
واقف شرع، ماہر قانون — بود یکتا بہ حجت و اثبات

۱؎ تحقیق الانساب ص ۸۸/ ۲۸۷ مولفہ علامہ محمود احمد عباسی

۲؎ الفرقان فریدی نمبر صفحہ ۵۲

Marfat.com

عالم و شاعر وادیب　وخطیب ☆ خوش نگہ خوش خیال وخوش اوقات
عارف و ذاکر و ولی وصفی ☆ مرکز ومرجعٔ کرام و ثقات
سنِ ترحیل وے بگو مظہرؔ ☆ نادر عصر مجمع الحسنات ۱۳۱۸ھ

بطور نمونہ کلام ایک نعتیہ قصدہ سے چند شعر ملاحظہ ہوں؛

نوبہارِ باغِ جودو ابر بُستان کرم　　گلستانِ فیض و بخشش آبسالانِ کرم
والیٔ ملکِ سخا و مالک شہرِ عطا　　زیب بخش تخت و تاج کشورستانِ کرم
آفتاب روشنِ چرخ بلندی ہائے جاہ　　اخترِ برجِ سخاوت ماہِ تابانِ کرم
برمساکین وغریباں وقف دارد مرحمت　　می سزد وصفش اگر گویند عمانِ کرم
مخزنِ صد گنج داش ومعدنِ یاقوت فیض　　معطیٔ صد لعل روشن آں بدخشانِ کرم
حلم والطاف وعطوفت مہر واشفاق وسخا　　ہست ہردم ہمچو بستاں زاں بہارانِ کرم
مطلع خورشیدِ خوش خلقی ومہر چرخ مہر　　عالمے روشن ازاں خورشید رخشانِ کرم
دُرِ می تابندۂ بُرجِ رفیع المنزلت　　گوہرِ دُرجِ عنایت جوہر کانِ کرم
التفات ومرحمت مبذول حالِ بیکساں　　دارد ہر دم آن سخی از راہِ فیضانِ کرم
معطیٔ گنجینہ وبخشندۂ صد بحر و کاں　　کاں زکمتر بخششِ آن ابر بارانِ کرم
سبز تر دارد بباغِ آرزوئے سائلان　　دست رشک ابر تیران گوہرافشانِ کرم
اکنوں از راہ کمال عاجزی اندر دُعا　　دست خود برداشت ارشادِ ثنا خوانِ کرم
دورِ گیتی تا زنورِ مہر باشد پُر ضیا　　تاکہ روشن از عطا شمع شبستانِ کرم

رفعت خورشید جاہت از حضیض رنج دہر
باد در امن واماں اے شاہِ شاہانِ کرم

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

Marfat.com

مولوی فرزند علی بیتابؔ

مولوی فرزند علی بیتابؔ ابن دائم علی، (از اولاد حضرت شاہ ولایتؒ) آپ کے دادا منور علی امروہہ کی سکونت ترک کر کے دہلی چلے گئے تھے۔ اس لئے فرزند علی کی پیدائش دہلی میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم دہلی میں ہی پائی، ۱۸۵۷ء میں لکھنؤ گئے وہاں سے چھپرہ ضلع سہارن پور چلے گئے اور مولانا جمیل احمد بلگرامی سے اخذ علوم کیا۔ ایک سال میں کلام پاک حفظ کر لیا تھا۔ علوم دینیہ کے ساتھ ساتھ انگریزی اور طب کی تعلیم بھی حاصل کی۔ اساتذہ میں مولانا جمیل بلگرامی، مولانا قاری عبدالرحمٰن پانی پتیؒ اور مولانا شاہ عبدالغنی فاروقی محدث دہلویؒ۔ طب میں حکیم محمد ابراہیم خاں اور انگریزی میں ڈاکٹر چندن قابلِ ذکر ہیں۔

درس و تدریس شغل تھا۔ چھپرہ میں استاد رہے۔ ۱۳۱۱ھ میں ہجرت کی نیت سے مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ وہاں حضرت حاجی امداد اللہ فاروقیؒ سے فیضِ صحبت حاصل کیا اور وہیں ۱۸/ ذی قعدہ ۱۳۲۰ھ م ۱۹۰۳ء میں وفات پائی۔ قطعۂ تاریخ وفات حسبِ ذیل ہے؛

آہ فرزند علی طاب ثراہ ☆ صبر در ماتمش از دل رفتہ
سال آں جامع ارشاد و کمال ☆ گفت دل ''مرشد کامل رفتہ'' ۱۳۲۰ھ

مندرجہ ذیل چند رسائل آپ سے یادگار ہیں۔ رسالہ ''صیانت الناس عن شر وسواس الخناس''، ''خزینۃ البرکات''، ''اللبیب فی تذکرۃ الحبیب'' اور ''حواشی عربی بر مشکوٰۃ المصابیح'' اس کے علاوہ ایک تذکرہ مشائخ نقشبندیہ کے حالات و

Marfat.com

سوانح میں تالیف کر رہے تھے جو رحلت کے سبب نامکمل رہ گیا۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو:

موج مے آئینہ ہے تمثال روئے یار کا ☆ مہر ذرہ ہے حباب ساغر سرشار کا
جوہر تیغ نزاکت ہے ہیولائے بلا ☆ کج ادائی ہے اشارہ ابروئے خمدار کا

÷÷÷÷÷÷÷

منشی سلام اللہ خاں سلاؔمی

منشی سلام اللہ خاں سلاؔمی ابن محمد اکبر خان ساکن محلہ کٹکوئی، ولادت ۱۸۲۷ء، مختلف اساتذہ سے تحصیل علم کی اور فارسی ادبیات میں اچھا ملکہ پیدا کیا۔ ۱۸۴۵ء میں بسلسلہ ملازمت گوالیار تشریف لے گئے اور ریونیو ڈیپارٹمینٹ میں بحیثیت سَروے آفیسر ملازم رہے۔ ۱۸۸۸ء میں ملازمت سے ریٹائر ہوئے۔ فارسی کے اچھے عالم اور اُردو کے قادر الکلام شاعر تھے۔ زود گوئی کا یہ عالم تھا کہ ہر طرح میں دو غزلہ سہ غزلہ کہتے تھے۔ ان کی غزلوں میں زبان کے چٹخارے خوب ہیں۔ آپ نے زیادہ تر نعت و غزل کی شاعری کی۔ اس فن میں فضل حسین سعید امروہوی تلمیذ مہدی علی ذکی مرادآبادی سے تلمذ تھا۔ ۱۹۰۵ء میں وفات پائی۔ اولاد نرینہ نہیں تھی ایک دختر مسماۃ ظرافت النساء تھیں جو ضیاء احمد خاں ضیاؔء امروہوی کے عقد میں تھیں۔ مختلف گلدستوں میں آپ کا کلام شائع ہوتا تھا۔

نمونہ کلام: - نعت سرورِ انبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

مومن نہیں جو عاشقِ ربِ عُلا نہیں ☆ دنیا میں جس کو عشق حبیبؐ خدا نہیں
تحریر کیا کرے کوئی اوصاف احمدیؐ ☆ قرآن میں وصف آپ کا کیا کیا لکھا نہیں

Marfat.com

ہمت ہے شرط صاحبِ ایماں کے واسطے ہاں دل سے دور روضۂ خیر الورا نہیں
ہو جیتے جی حصولِ زیارت حضورؐ کی اس کے سوا کچھ اور ہماری دعا نہیں
وقت آخر سر ہو مرا اور تیرا آستاں فدوی کی اور اس کے سوا التجا نہیں
روزِ حساب کی تو سلامیؔ نہ فکر کر حامی حشر کیا تیرے مشکل کشاؑ نہیں
کہتا ہے ہر سوال پہ وہ دلربا نہیں لفظ اور اس کو یاد نہیں کے سوا نہیں

دیوان جو اپنا وصف رُخِ گل بدن میں ہے سیرِ چمن کا لطف سرا سر سخن میں ہے
زلفوں میں اس کے چہرۂ تاباں کو دیکھ کر ایسا گماں ہوا کہ یہ سورج گہن میں ہے
صحبت کا شاعروں کی سلامیؔ یہ فیض ہے شہرت ترے کلام کی ہر انجمن میں ہے

واعظ پھرو گے تم بھی کنوئیں جھانکتے ہوئے دل آگیا اگر کسی یوسف جمال پر
اس مہروش کے چہرہ کو نسبت قمر سے کیا وہ صاف یہاں، ہیں جھائیاں ماہِ کمال پر
پیری میں شیخ جی نے در میکدہ پہ آج دی جاں، جان بوجھ کے اک مُرد سال پر
آگے ہمارے غیر سے کرتا ہے دل لگی کیونکہ نہو ملال سلامیؔ ملال پر

زباں سے آپ ہی وہ وصل کا اقرار کر بیٹھے ☆ شرارت سے جب آیا وقت تب انکار کر بیٹھے
سوال بوسۂ عارض نہیں خلوت میں کچھ بیجا ☆ یہ فرماؤ تو ہم کیا بے محل گفتار کر بیٹھے
اگر اس حور کے چہرہ کا جلوہ دیکھ لے واعظ ☆ فدا اس پر وہ اپنا جبہ و دستار کر بیٹھے
سوال بوسۂ ابرو پہ ایسے ہوگئے برہم ☆ چڑھا کر آستیں فوراً علم تلوار کر بیٹھے
خدا محفوظ رکھے آجکل کوچہ میں قاتل کے ☆ ہزاروں خون اپنا کافر و دیندار کر بیٹھے
ہوا جب وقت وعدہ کی وفا کا کی حنا بندی ☆ سلامیؔ آپ کو چلنے سے وہ بیکار کر بیٹھے

صدمہ بتوں کے ہجر کا کب تک اُٹھائے دل اے کاش ہوتا سینہ میں پتھر بجائے دل

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

Marfat.com

ظہور حسن ثاقبؔ

مولوی ظہور حسن ثاقبؔ ابن محمد حسین ساکن محلہ چلہ (از اولاد حضرت شاہ گدا قادریؒ) امروہہ کے ذی علم شاعر اور وکیل تھے۔ کافی عرصہ منصفی ضلع بجنور میں وکالت کی۔ صاحب، تاریخ واسطیہ کا بیان ہے کہ؛

''سید ظہور حسن تخلص ثاقبؔ ولد محمد حسین یہ مورخ و شاعر ذی کمال ہیں اور عرصۂ دراز تک منصفی ضلع بجنور میں اعلیٰ درجہ کے وکیل رہے۔''[1]

ظہور حسن ثاقبؔ کو تاریخی مادہ نکالنے میں خاص ملکہ حاصل تھا۔ نثر میں ایک کتاب ''قانونِ اخلاق'' راقم الحروف کی نظر سے گذری ہے۔ جس میں جابجا اپنے اشعار کا استعمال بھی خوب کیا ہے۔ ایک اور کتاب ''سرمایہ سرمدی'' سیرتِ نبوی پر لکھی تھی۔ اولادِ ذکور میں ایک فرزند حمید حسن وکیل تھے۔ جن کی صرف ایک صاحبزادی تھیں۔

نمونہ کلام:-

ہمیشہ خواہشِ مہر و وفا سے قہر پایا ہے ☆ حقیقت میں نتیجہ کچھ نہیں تحصیل حاصل کا

رونق جہان میں ہوتی ہے تہذیب خلق سے ☆ اخلاقِ باصفات میں لطفِ عمیم ہے

فضل خدا سے خلق میں رہتا ہے وہ غنی ☆ جس کو نصیب دولتِ خُلق عظیم ہے

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

---

[1] تاریخ واسطیہ صفحہ ۴۴۰، مولفہ عبدالرحیم برتر

Marfat.com

حکیم محبّ علی خاں محبّ عباسی

مولوی حکیم محب علی خاں ابن عبد علی ساکن محلہ کوٹ (چلہ)، ۸؍رجب ۱۲۲۱ھ م ۱۸۲۶ء میں پیدا ہوئے۔ فارسی ادبیات حاجی محمد مہدی اکبر آبادی سے پڑھیں اور عربی ادبیات مفتی شرف الدین رامپوری سے۔ نیز طب کی تعلیم و تکمیل حکیم محمد عنایت اللہ خاں صدیقی ساکن امروہہ سے کی۔ ۱۸۵۷ء میں ریاست رام پور کی طرف سے امروہہ کا انتظام و انصرام آپ کے سپرد تھا۔ ذی علم و ذی وجاہت نیز مدبرانِ شہر میں سے تھے۔ صاحبِ تذکرہ '' کاملانِ رام پور'' لکھتے ہیں؛

'' امروہہ کے ذی عزت روٴساء میں شمار تھا۔ جائداد کثیر تھی۔ مگر رامپور میں متاجری کی بدولت اور اخراجات کثیر کی وجہ سے سب تلف ہوگئی۔ ریاست رامپور سے حقوق دیرینہ کی وجہ سے تیس روپیہ ماہانہ وظیفہ بلا خدمت ملتا تھا۔''[1]

محمود احمد عباسی لکھتے ہیں؛

'' حکیم محمد محب علی خاں .... موصوف بزمانہ غدر ۱۸۵۷ء امروہہ میں تحصیلدار رہے، ریاست رام پور جہاں کے متوسلین سے تھے خطاب خانی عطا ہوا، امروہہ کے ذی وجاہت اکابر میں سے تھے، اشاعت تعلیم اور

---

1. تذکرہ کاملانِ رامپور صفحہ ۳۴۱، مولفہ حافظ احمد علی خاں شوق

Marfat.com

امور خیر سے خاص دلچسپی تھی۔'' [1]

مولوی سالم علی فریدی فاروقی آپ کی شان میں ایک طویل قصیدہ ''نگارِ محمود'' کے نام سے لکھا جو ۱۸۸۱ء کا مطبوعہ ہے اس کے چند شعر یہاں نقل ہیں۔

بادین و دل رئیس نامی امروہہ بشان او گرامی
ہرکس کہ محبّ راستان ست وصاف محبّ علی خان ست
بانیٔ مساجد و مدارس برکاخ علوم دین و حارس
قوت دہ طالبانِ علما بادانش و علم زیب حکما
باالفت حافظان مصحف گردید بانس و جاں معرف

۱۴؍شعبان ۱۳۲۳ھ م ۱۹۰۶ء میں امروہہ میں وفات پائی اور حیات خاں والے باغ میں مدفون ہوئے۔آپ نے ایک کتاب ''آئینہ عباسی'' (مطبوعہ ۱۲۹۲ھ م ۱۸۷۸ء) اردو زبان میں لکھی جو امروہہ کی تاریخ نیز امروہہ میں مقیم خاندانوں کے حالات و نسب ناموں پر مشتمل ہے، جو کل ۴۴ صفحات ہیں۔اردو، فارسی دونوں زبانوں میں شعر کہتے تھے۔اولاد میں تین فرزند مولوی غلام صادق خاں، مولوی حافظ غلام نبی خاں شاعؔر، مولوی غلام قاسم خاں تھے۔غلام صادق و غلام قاسم کا سلسلۂ نسل ختم ہوگیا۔

غلام نبی خاں شاعؔر کی اولاد کا ذکر انھیں کے حالات میں ملاحظہ ہو؛

نمونہ کلام:-آپ نے نواب کلب علی خاں والیٔ ریاست رامپور کی وفات پر ایک ۹؍اشعار پر مشتمل قطعۂ تاریخ وفات لکھا جو یہاں نقل ہے؛

وہ فخر ہند تھے تو یہ فخر زماں ہوئے نواب اپنے وقت کے شاہ جہاں ہوئے
افسوس حیف کلب علی خاں نواب ہند دنیا سے سوئے عالم عقبیٰ رواں ہوئے

---

[1] تذکرۃ الکرام صفحہ ۲۵۸

Marfat.com

سونی ہوئی ہے ہند اداسی ہے ملک میں — جس وقت سے وہ عازم باغ جناں ہوئے
قائم تھا ان کی ذات سے نام سخاو جود — حاتم کو برمکی کو یہ رتبے کہاں ہوئے
عالم تھے قدردان تھے مردم شناس تھے — وصاف ان کے خُلق کے پیرو جواں ہوئے
تعریف ان کے عدل کی میں کیا کروں بیاں — بے شبہ اپنے وقت کے نوشیرواں ہوئے
ان سا ہوا نہ ایک بھی ہندوستان میں — نواب یوں تو اور بھی ہونے کو ہاں ہوئے
فارغ نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ سے — مقبول بارگاہِ خدا بے گماں ہوئے
تاریخ نقل سال یہ کردے محبؔ رقم — جاکے وہ اس مکان سے خلد آشیاں ہوئے[1] ۱۳۰۴ھ

نواب مشتاق علی خاں والیٔ ریاست رامپور کی مسند نشینی کی حسب ذیل تاریخ لکھی؛ جس میں نواب کلبِ علی خاں کی تاریخِ وفات اور نواب مشتاق علی خاں کے جلوس کی تاریخ ایک ساتھ نکالی ہے۔

دریں عالم بہر جائے تغیر می شود ہر دم — گہے عشرت گہے کلفت گہے شادی گہے ماتم
چو کردم فکر تاریخ جلوس و ماتم حضرت — خرد گفتہ برفت اسکندر و آمد سلیماں ہم[2]
۱۳۰۴ھ

چند شعر حضرت شاہ بہاء الدین علوی نقشبندیؒ امروہوی کی شان میں بھی ملاحظہ ہوں؛

پیر ما خواجہ بہاؤالدین — زینت و فخر آسمان و زمیں
ذات پاکش مجسمِ رحمت — ہمہ عرفان تمام علم ویقیں
چوں صحاباست صاحب تقویٰ — سر بسر اتباع شرع متیں
سینہ گنجینۂ رازہای خفی — دلِ پُر نور او چوں عرش بریں
نقشبندِ ازل زبعد نبی — زدہ نقشی بلوح کش بجنیں
زاں سبب نقشبندی می خوانند — بر جبیں نقش بود کلمۂ دیں

[1] اخبار الصنادید جلد دوم صفحہ ۲۴۹، مولفہ مولوی حکیم محمد نجم الغنی خاں نجمی رامپوری [2] ایضاً صفحہ ۲۵۳

Marfat.com

وجہ دیگر زوالد پاکش | صنع نقش و نگار پارچہ ہیں
آخرین امام چار طرق | طرقش داشت بہترین وہیں
اے محبؔ تو کجاؤ توصیفش | قدسیاں مدح خوانِ آں شہِ دیں!
اے محبؔ ہے یہ نئی طرزِ عزا کیا کہنا | مہندی مل کر وہ مرا سوگ منانے آئے

حکیم محمد اسحاق پرویںؔ صدیقی

مولوی حکیم محمد اسحاق اسحاق پرویںؔ ابن خلیفہ نوروز علی ساکن محلہ گھیر مناف (از اولاد شیخ ابولمناف صدیقی[۲] م ۱۰۴۶ھ منصب دار شاہی)۔ حکیم محمد اسحاق پرویںؔ صدیقی کے والد خلیفہ نوروز علی اپنے وقت میں امروہہ کے

---

۱ آئینہ عباسی صفحہ ۴۳ مولفہ مولوی حکیم محمد محب علی خاں عباسی مطبوعہ ۱۸۷۸ء

۲ شیخ ابولمناف صدیقی، جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے دربار میں شاہی منصب دار تھے۔ (تاریخ اصغری) اعظم پور باسٹہ میں آپ کی ریاست وسکونت تھی۔ عہدِ اکبری میں آپ قصبہ اعظم پور باسٹہ کی سکونت ترک کر کے امروہہ آئے اور یہاں ایک عالیشان عمارت (حویلی) اور ایک مسجد تعمیر کرائی۔ یہ عمارت ''گھیر مناف'' کے نام سے آج بھی موجود ہے۔ جو مساجد ومقابر کو چھوڑ کر امروہہ کی سب سے قدیم عمارت ہے۔ شیخ ابولمناف صدیقی نے ۱۰۴۶ھ میں وفات پائی اور اپنے پیر بھائی حضرت شاہ گھاسیؒ کی درگاہ میں مدفون ہوئے۔ شیخ ابولمناف صدیقی باوجود ثروت وامارت دین دار شخص تھے۔ نیز راہ طریقت پر گامزن تھے۔ سلسلہ نقشبندیہ میں حضرت شیخ عبدالمجید علویؒ سے بیعت تھے۔ امروہہ کی تمام کتب تواریخ میں آپ کا ذکر موجود ہے۔ صاحب نخبۃ التواریخ مولوی آلِ حسن نخشیؒ لکھتے ہیں:

''شیخ ابولمناف از امراء وقت خود بود و صاحب جاہ وحشمت و در زمانۂ اکبر جلال الدین از اعظم پور باسٹہ برآمدہ بتقریب در امروہہ آمد وطن گرفت، ونسبش بہ محمد بن سیدنا صدیق عتیق می پیوند'' (نخبۃ التواریخ صفحہ ۹۰)

Marfat.com

نامور خوش نویس اور فارسی کے مسلم الثبوت استاد تھے۔ صاحبِ نخبۃ التواریخ لکھتے ہیں؛

''خلیفہ نوروز علی بسیار دستکار و خوش نویس نسخ و نستعلیق و شکست و عمدہ معلم فارسی است۔''

حکیم محمد اسحاق پروینؔ کی ولادت ۱۸۶۰ء میں ہوئی۔ ابتداً اپنے والد سے فارسی درسیات کی تحصیل نیز فن خوش نویسی کی مشق کی۔ اس کے بعد مولوی رافت علی حسینیؒ سے عربی درسیات اور دیگر علوم متداولہ کی تحصیل فرمائی۔ نیز حکیم محمد حکمت اللہ خاں صدیقی (م ۱۹۰۶ء) سے طب پڑھی۔ علوم وفنون کی تحصیل کے بعد ریاست محمد آباد ٹونک میں بعہدہ طبابت مامور و مقرر ہوئے۔ آپ تشخیص امراض میں ملکہ تامہ رکھتے تھے۔ نیز معالجہ میں بھی خاص درک و ملکہ حاصل تھا۔ مولانا آلِ حسن نخشیؒ لکھتے ہیں؛

''مجسم اخلاق حکیم محمد اسحاق طبیبِ مستعد ذی رائے سلیم و طبع مستقیم است و در تشخیص امراض دراکۂ قویہ و در معالجہ ملکۂ راسخہ می دارد و از ریاست بلدۂ ٹونک بہ عہدہ طبابت مقرر و ماموراست''۔[1]

ترجمہ: سراپا اخلاق حکیم محمد اسحاق ہوشیار طبیب، صاحب رائے سلیم و حاملِ طبع مستقیم ہیں اور امراض کی تشخیص میں دراکۂ قویہ اور معالجہ میں ملکہ راسخہ رکھتے ہیں اور ریاست ٹونک میں طبابت کے عہدہ پر مامور و مقرر ہیں۔

آپ شعر گوئی میں بھی اچھا مذاق رکھتے تھے۔ اردو، فارسی دونوں زبانوں میں شعر کہتے تھے۔ اسحاقؔ اور پروینؔ تخلص کرتے تھے۔ مومن حسین صفی

[1] نخبۃ التواریخ صفحہ ۹۰، مولفہ مولانا آلِ حسن نخشیؒ

Marfat.com

امروہوی کے شاگرد تھے۔ تاریخ شعرائے روہیلکھنڈ کے مولف تعظیم علی شاہ آں بریلوی نے آپ کو سعیدؔ امروہوی (شاگرد ذکی مرادآبادی) کا شاگرد لکھا ہے۔ لیکن آپ کی ایک غزل کے مقطع سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو امیر مینائی لکھنوی سے شرف تلمذ رہا ہوگا۔ وہ مقطع یہ ہے؛

پروازِ فکر تیری ثریا سے ہے بلند ☆ پروینؔ یہ سب ہے فیض جناب امیر کا

آپ کے ایک معاصر مورخ مولوی اصغر حسین ساکن محلہ گذری نے آپ کو مومن حسین صفیؔ کا ہی شاگرد لکھا ہے۔ وہ لکھتے ہیں؛

''مولوی محمد اسحاق پروینؔ صاحب علم عربی و فارسی ہیں اور علم طبابت بھی حاصل کرلیا ہے۔ یہ بھی شاعر ہیں اور مومن حسین صفیؔ کے شاگرد ہیں''۔[۱]

صاحب تاریخ اصغری مولوی اصغر حسین سے آپ کے دوستانہ تعلقات و مراسم تھے۔ آپ نے ان کی فرمایش پر ''تاریخ اصغری'' کی تاریخ کہی جو اصغر حسین صاحب نے اس عنوان کے ساتھ تحریر کی؛

قطعۂ تاریخ از نتائج افکار طبیب لبیب مولوی محمد اسحاق متخلص بہ پروینؔ

ایں کتاب دو باب را پروینؔ ☆ درمیان عیسوی دو تاریخ است

آں یکی شد ''خزانہ تاریخ'' ☆ وآں دوم ''نخبۃ التواریخ'' است

آپ کا اکثر کلام ضائع ہوگیا مختلف مآخذ اور ذرائع سے راقم السطور کو جو کلام ملا اس کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ فارسی غزل گوئی اور نعت پر ان کی گرفت کتنی مضبوط ہے۔ دستیاب کلام میں چند غزلیں، نعت سرور کائنات مناقب شیخینؓ نیز چند تاریخی قطعات شامل ہیں۔ کلام میں پختگی اور عذوبت پائی

---

[۱] تاریخ اصغری صفحہ ۱۸۳، مولفہ مولوی اصغر حسین

Marfat.com

جاتی ہے۔ نیز شاعرانہ فن کاری اور مضمون آفرینی بھی بھرپور ہے۔ آپ نے یکم نومبر ۱۹۰۶ء، ۱۴؍رمضان المبارک ۱۳۲۴ھ میں وفات پائی۔ سراج الدین ہنر صدیقی ساکن محلہ گھیر مناف نے حسب ذیل قطعۂ تاریخ وفات لکھا:

وارث نبیؐ کا عالم شرعِ مبین ہے ☆ جنت کا ورثہ دار بہ علم یقین ہے
دنیا سے کوچ کر گیا اسحاقِ باصفا ☆ اللہ قبر و حشر میں اس کا معین ہے
ہاتف پکارا موت پہ اس کی کہ لکھ ہنر ☆ پروینؔ آج خلدِ بریں کا مکین ہے
۱۳۲۴ھ

آپ کے دو فرزند حکیم عبدالرزاق اور مولوی اخلاق احمد (جدِ راقم الحروف) تھے۔ نمونہ کلام یہ ہے:

قیامت تک رہے گا گرم میخانہ محمدؐ کا ☆ قیامت تک رکھے گا دھوم مستانہ محمدؐ کا
اگرچہ فکر و غم نے خانۂ دل کر دیا ویراں ☆ مگر رہتا ہے اس میں ذکر روزانہ محمدؐ کا
بھٹکتا ہی نہیں کچھ شمع رویانِ زمانہ پر ☆ حقیقت میں دلِ پروینؔ ہے پروانہ محمدؐ کا

در نگاہم روئے زیبائے رسولؐ ☆ می کنم ہر جا تماشائے رسولؐ
خواہد افسرد آتشِ دوزخ، کہ من ☆ در دلم دارم تو لائے رسولؐ
اے مپندارید دیوانہ مرا ☆ در سرِ من ہست سودائے رسولؐ
محفلِ ذکرِ نبیؐ بابرکت است ☆ ہم مبارک محفل آرائے رسولؐ
رفعتِ او از ثریا بر گذشت ☆ ہست پروینؔ نغمۂ پیرائے رسولؐ

مجھ پر بڑا کرم ہے خدائے قدیر کا ☆ کچھ غم نہیں ہے دل کو قلیل و کثیر کا
دل میں ہے میرے سرورِ کون و مکاں کی یاد ☆ خواہاں نہیں ہوں صحبتِ شاہ و وزیر کا
ٹھہرا جو جان دے کے ترا وصل اے صنم ☆ مجکو ہے انتظار قضا کے سفیر کا
اب کیا سمجھ میں آئے مری شمس بازغہ ☆ دل نے سبق پڑھا ہے جو بدرِ منیر کا

Marfat.com

اس شوخ نے جو سر پہ نکالی ہے آڑی مانگ	دلِ ہوگیا فقیر اس آڑی لکیر کا
پروازِ فکر تیری ثریا سے ہے بلند	پروینؔ یہ سب ہے فیض جنابِ امیر کا

نہ پہلو میں جب تک نگار آئے گا	تجھے کس طرح دل قرار آئے گا
چٹکنے لگا غنچۂ آرزو	مرے گھر وہ جانِ بہار آئے گا
جو دشمن سمجھتا ہو ناصح تجھے	اسے کیوں ترا اعتبار آئے گا
جو دیکھو نہ دیکھو گے میری طرف	مجھے پیار بے اختیار آئے گا
جہاں ہوگا جلوہ ترا شمع رو	یہ پروینؔ پروانہ وار آئے گا

ہے کیسی میرے غم خانے کی صورت	ہوئے اپنے بھی بیگانے کی صورت
نہیں ایسی تو پیمانے کی صورت	تری آنکھیں ہیں میخانے کی صورت
ملا جب ان کا دامن ہو گئے ہیں	مرے آنسو بھی دُردانے کی صورت
انھیں رہتی ہے کیوں دیوانگی سی	نہ دیکھیں جب وہ دیوانے کی صورت
تری یادوں سے ہے آبادیٔ دل	کبھی دیکھ آکے ویرانے کی صورت
تری تصویر پر اے شمع رو ہے	فدا پروینؔ پروانے کی صورت

نمودی جلوۂ دیوانہ کردی	زدنیا ہم زدیں بیگانہ کردی
بہ دل ہائے ہزاراں خانہ کردی	ہزاراں خانماں ویرانہ کردی
کسے محروم از پیمانہ کردی	کسے را محرمِ میخانہ کردی
بکر دی خاک آلودہ سرِ آں	بزلفِ ایں زدستت شانہ کردی
گہے خود رونقِ بت خانہ باشی	گہے خود کعبہ را ویرانہ کردی
بدار آویختی دیوانہ را	چرا ایں شوخیٔ رندانہ کردی
چرا گشتی بگردِ شمع رویاں	چرا خود را چنیں پروانہ کردی
کشیدی آہ با ایں بے نیازی	طوافِ کوچۂ جانانہ کردی
کسے حالِ پریشانم نداند	زچشمِ مستِ خود افسانہ کردی
چو پروانہ بگشت و سوخت پروینؔ	ولیکن شمع ساں پروانہ کردی

****

Marfat.com

شیخ وزیر علی مجنوںؔ صدیقی

شیخ وزیر علی صدیقی متخلص بہ مجنوںؔ ابن شیخ بھاون ساکن محلہ بارہ پوتی (از اولاد حضرت شیخ معین الدین ناگوریؒ)، آپ کے بارے میں کوئی خاص معلومات فراہم نہ ہوسکیں، البتہ صاحب تاریخ اصغری مولوی اصغر حسین، ساکن محلّہ گذری نے آپ کے بارے میں صرف اتنا لکھا ہے کہ:

''شیخ وزیر علی ہر دل عزیز خندہ پیشانی شاعر تھے۔ مجنوںؔ ان کا تخلص تھا۔ عالم جوانی میں لاولد مر گئے۔'' (صفحہ ۴۶)

شاعری میں مولوی فضل حسین سعیدؔ شاگرد مہدی حسن ذکیؔ مرادآبادی سے تلمذ تھا۔ نمونہ کلام:-

آزاد اس خیال سے ہونا محال ہے　　رہتی ہے بیخودی میں بھی تیری خبر مجھے
تڑپا دیا ہے دل کو امید وصال نے　　یاد آگئی ہے جب تری نیچی نظر مجھے

÷÷÷÷÷÷÷÷÷

سید حسین کاملؔ

سید حسین کاملؔ ابن نذر حسین ابن امداد علی، ساکن محلّہ قاضی زادہ آپ کے بارے میں بھی کوئی خاص معلومات فراہم نہیں ہوسکیں۔ حبیب احمد اقی کاظمی نے اپنے رسالہ ''شاعر امروہہ'' میں لکھا ہے کہ:

''اچھے شاعر تھے۔ طبیعت میں موزونیت خداداد تھی۔ فن

Marfat.com

سخن گوئی کی مشکلات پر حاوی تھے امروہہ کے دو
جید اساتذہ حضرت صفیؔ اور حضرت شمیمؔ مرحومین سے
استفادہ کیا تھا۔ غیر مطبوعہ دیوان ان کے صاحب
زادے کے پاس موجود ہے۔''

شجرہ سادات امروہہ میں آپ کے بارے میں تحریر ہے کہ
''سید حسین کاملؔ اچھے شعراء میں شمار کئے جاتے تھے۔
کاملؔ تخلص تھا، صاحبِ دیوان تھے۔''[۱]

۱۹۰۶ء میں بعمر ۵۴ سال انتقال کیا۔ اولاد میں ایک صاحبزادے حامد حسین تھے جن کے محمود حسین، منور حسین، علی رضا، جعفر رضا، باقر رضا پانچ فرزند ہیں۔

نمونہ کلام :-

بتوں کے حسن میں چمکے نہ کیونکر نور داور کا	کہ خود قشقہ سے ظاہر ہے الف اللہ اکبر کا
مسلمانوں کا کعبہ دیکھکر بولا دلِ وحشی	کسی حضرت نے یہ خاکہ اُڑایا ہے مرے گھر کا
کسی بت کے لئے روتی ہے کعبہ کی زمیں ہردم	رکھا ہے چاہ زمزم نام اس کے دیدۂ تر کا
خدا سے ان بتوں کو تونے کاملؔ کیوں جدا سمجھا	ارے مردِ خدا یہ ہے وہ خاک پتھر کا

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

رضا حسین رضاؔ

رضا حسن رضاؔ ابن دادعلی، ساکن محلہ قاضی زادہ، عربی فارسی درسیات میں اچھی لیاقت تھی۔ نیز ایک اچھے خوش نویس بھی تھے۔ خوش نویسی

۱؎ شجرہ ساداتِ امروہہ صفحہ ۱۷۱

Marfat.com

میں مومن حسین صفی کے شاگرد تھے۔ بڑے علم دوست شخص تھے، اہلِ علم سے خاص محبت رکھتے تھے۔ اپنے مکان پر باقاعدہ محفل مشاعرہ منعقد کرتے۔ شاعری میں مومن حسین صفی اور ابوالحسن فرقتی کے شاگرد تھے۔ ۱۳۲۳ھ، ۱۹۰۶ء میں وفات پائی۔ نمونہ کلام حسب ذیل ہے؛

ادا نہ وصف ہو غنچوں سے لعل لب کا ترے ہزار بار چمن میں زباں کو لال کریں
اُٹھا کے چلتے ہیں سر کو جہان میں کم ظرف بلند سر نہ کبھی شاخِ میوہ دار رہے

÷÷÷÷÷÷÷÷÷

اعظم علی اعظمؔ نقوی

اعظم علی اعظمؔ ابن مولوی رمضان علی ناطق، ساکن محلہ قاضی زادہ (از اولاد میر علی بزرگ) عربی فارسی کے اچھے عالم تھے۔ شعرگوئی میں خاص دخل رکھتے تھے۔ شاعری میں فضل حسین سعیدؔ امروہوی کے شاگرد تھے۔ تاریخ گوئی میں خاص ملکہ حاصل تھا۔ امروہہ کی اکثر مطبوعات پر آپ کی تاریخیں ملتی ہیں۔ صاحب تاریخ اصغری لکھتے ہیں؛

''اعظم علی شاعر تخلص شعر اچھا کہتے ہیں صاحب دیوان ہیں''

دیوان شائع نہیں ہوا ہے۔ امروہہ کے مختلف رسائل میں کلام موجود ہے۔ ۱۹۰۷ء میں انتقال کیا۔ اولاد میں دو فرزند ابوالحسن اور مہدی حسن تھے جن کی اولاد امروہہ میں آباد ہے۔ نمونہ کلام:-

اے دل اگر وہ عیسیٔ دوراں خفا نہیں بیمار جاں بلب کو وہ کیوں پوچھتا نہیں
قاصد ذرا خدا کے لئے یہ ہمیں بتا وہ بت ہمارے وصل پر راضی ہے یا نہیں

Marfat.com

لکھا خطِ غبار میں خوش خط نے خط مجھے — یہ رمزدل ہے آئینہ رو کا صفا نہیں
چھوٹے بتوں کا عشق فقط اس کے کہنے سے — ناصح مرا رسول نہیں ہے خدا نہیں
قیامت ہے نہیں ڈرتے عذابِ روزِ محشر سے — الٰہی ان بتوں کا دل ہے یا ٹکڑا ہے پتھر کا
مجھے بوسے لبوں کے دیکے وہ شیریں دہن بولا — مزہ ہوتا ہے ایسا بھی بھلا قندِ مکرر کا

÷÷÷÷÷÷÷÷÷

فضل حسین سعیدؔ

فضل حسین سعیدؔ ابن صادق علی ابن مہر علی، ساکن محلہ مجاپوتہ (از اولا د حضرت شاہ ولایتؒ)، ولادت ۱۸۰۳ء، فارسی زبان کے اچھے عالم تھے۔ شاعری میں شیخ مہدی حسن ذکی مرادآبادی کے شاگرد تھے۔ امروہہ کے استا. شعراء میں شمار ہوتا تھا درس وتدریس شغل رہا۔ حبیب احمد افقؔ کاظمی لکھتے ہیں :

'' فارسی کی استعداد بہتر تھی، اپنے زمانہ میں بلحاظ علم مشہور ومعروف تھے، شہر کے مختلف حصوں ی ۔تعداد ان کے فارسی خواں شاگردوں کی ہے۔ عربی بھی جانتے تھے، علم عروض اور قواعد شاعری پر عبور تھا۔''[1]

اردو کے دو دیوان مرتب کئے تھے جو زیورِ طبع سے آراستہ نہیں ہو سکے۔ امروہہ کے گلدستوں میں آپ کا خاصا کلام موجود ہے۔ ۱۰ ر ذی الحجہ ۱۳۲۶ھ م جنوری ۱۹۰۹ء میں وفات پائی۔ فن شاعری میں تلامذہ کی تعداد بھی تھی جن میں اعظم علی اعظمؔ، محمد سلام اللہ خاں سلامیؔ، حکیم محمد اسحاق پروینؔ صدیقی

---

[1] ''شاعر امروہہ'' ماہ اگست ۱۹۲۸ء صفحہ ۷

Marfat.com

منظور احمد افسر امروہوی وغیرہ قابل ذکر ہیں ۔ اولاد میں حیدر حسن لاولد، حمید حسن اور سعید حسن وغیرہ تھے ۔ ان میں حمید حسن کے ایک فرزند حبیب حسن نزیل لکھنؤ ہیں ۔ نمونہ کلام :۔

چھڑکا نہ ضد سے اس نے رُخ بے مثال پر — میرے غبار کا ہوا جو شک گلال پر
اس رشک گل کو دیکھ لے بلبل جو اک نظر — پروانہ وار صدقہ ہو شمع جمال پر
جانِ عزیز مانگے تو حاضر کروں یہ دل — مرتا ہوں ایک شاہدِ یوسف جمال پر
آنے سے خط کے صاف یہ عقدہ کھلا سعید — اختر کمال حسن کا آیا زوال پر
گو دولت وصال سے اب تک ہوں بے نصیب — پر تقنطوا پڑھا ہے تردد کی جا نہیں
حسن اس پری نژاد کا عابد فریب ہے — وہ کونسا بشر ہے جو اس پر فدا نہیں
رنگین نظر جو آتے ہیں قاتل کے دونوں ہاتھ — خونِ شہید ناز ہے رنگِ حنا نہیں
میں نے جو گدگدایا تو کہنے لگا وہ شوخ — حضرت کدھر مزاج ہے سر تو پھرا نہیں
لو آئینہ میں آپ کا ثانی دکھائیں ہم — تم کو گماں ہے مثل مری دوسرا نہیں
عادت کی بات ہے یہ عداوت نہیں سعید — زنہار جائے شکوۂ جور و جفا نہیں

÷÷÷÷÷÷÷÷÷

مولوی قطب الدین قطب صدیقی

مولوی قطب الدین صدیقی ابن خلیفہ احمد الدین، ساکن محلہ قریشی (از اولاد قاضی نظام الدین صدیقی قریشیؒ) ولادت ۱۲۸۰ھ ابتدائی فارسی پڑھنے کے بعد لکھنؤ گئے اور منشی شمس الدین مولف "نظم پروین" سے فن خوشنویسی حاصل کی اسی دوران لکھنؤ کے دیگر اساتذہ سے علوم متداولہ حاصل

Marfat.com

کئے ۔ بعد میں دہلی جا کر حافظ امیر الدین سے ''خطِ نسخ'' کی مشق کی اور فن خوشنویسی میں کمال پیدا کیا۔ علامہ محمود احمد عباسی لکھتے ہیں:

''خوش نویسی میں کمال حاصل کیا۔ اور اسی فن کو ذریعۂ معاش بنایا پیشہ کے اعتبار سے خوش نویس تھے۔ لیکن حقیقتاً درویش پاک باطن، عالم عامل اور شاعرِ شیریں مقال شگفتہ طبع تھے۔ مذاق صوفیانہ تھا۔ عوام سے علوم معارف وحقائق و اسرار مخفی رکھتے۔''[1]

علوم اسلامیہ، قرآن و حدیث، فقہ وتصوف وغیرہ نیز علوم حکمت، نجوم جفر، رمل، طب، ریاضی، عزائم، سحر و کیمیا پر مہارت رکھتے تھے۔ ان فنون میں اکثر کتابیں تالیف کیں تھیں جو ضائع ہوگئیں۔ رسالہ ''سلاح المومن'' اور مثنوی ''درالمنظوم'' تذکرۃ الکرام کے زمانۂ تالیف ۱۹۳۲ء تک غیر مطبوعہ موجود تھیں جیسا کہ محمود احمد عباسیؒ نے لکھا ہے۔ کلام کا ذخیرہ بھی خاصہ تھا جو تلف ہو گیا۔ آخر عمر میں شاعرانہ طرز ترک کر دی تھی صرف پند و نصائح منظوم فرماتے اور یہ شعر پڑھتے:

آنچہ گفتم توبہ کردم زانکہ نیست ☆ در سخن معنی و در معنی سخن

اردو، فارسی، عربی تینوں زبانوں میں شعر کہتے تھے۔ ۳۰ ربیع الثانی ۱۳۳۰ھ، ۱۹۱۲ء بروز جمعہ وفات پائی۔ نمونہ کلام حسب ذیل ہے:

اکرم الخلق احمدؐ عربی ہاشمی ابطحی و مطلبی
سید المرسلین امام ہدیٰ مصطفیٰ مجتبیٰ حبیب خدا
منبع علم و مظہر اسرار مہبط وحی و مطلع انوار

---

[1] تذکرۃ الکرام صفحہ ۳۳۵ مولفہ محمود احمد عباسی

Marfat.com

آیت رحمت الٰہی اوست — در جہاں حجت الٰہی اوست
افضل الخلق و سید البشر است — بعد حق از ہمہ بزرگ تراست
سبب آفرینش عالم — خاتم الانبیاء شفیع اُمم
ہست جنت گلے زبستانش — صد چو رضوان غلام و دربانش
سیرش اَسریٰ بِعَبْدِہٖ لَیلا — منزلِ قرب اوست اَوْ اَدنیٰ
غاشیہ دار اوست جبرائیل — بر رکابش دوِندہ اِسرافیل
لامکان و مکاں براہش فرش — طالبِ خیر مقدمِ او عرش
انبیاء منتظر بدیدارش — سروراں بندۂ و پر ستارش
رحمتِ حق برو و اصحابش — ہمہ ذُرّیات و احبابش

سیدی قطبِ عاجز و رنجور
تاکجا از سگان کویت دور

(ماخوذ تذکرۃ الکرام)

÷÷÷÷÷÷÷

ابوالحسن فرقتی نقوی

مولوی ابو الحسن فرقتی ابن نیاز علی نیازؔ، ساکن شفاعت پوتہ (از اولاد حضرت شاہ ولایتؒ)، ولادت تقریباً ۱۲۳۶ھ۔ ذی علم شاعر و ناثر اور فارسی ادبیات میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ امروہہ کے تمام مورخین نے ان کا ذکر کیا ہے۔ صاحبِ دیوان تھے۔ نثر میں بھی دو تین کتابیں آپ کی یادگار ہیں۔ اردو، فارسی دونوں زبانوں میں نظم و نثر کا ذخیرہ موجود و محفوظ ہے۔

مولوی بشیر حسن لکھتے ہیں؛

Marfat.com

''سید ابوالحسن (فرقتی) فارسی میں دست گاہِ کامل رکھتے تھے۔ اردو کے بڑے شاعروں میں سمجھے جاتے تھے۔ شہر کے اکثر شعراء آپ سے اصلاح لیتے تھے۔ نثر بھی اچھی لکھتے تھے۔ میر انیس لکھنوی نے آپ کے لئے ''مسلم الثبوت شاعر'' کے الفاظ کہے تھے۔''[1]

ایک ضخیم دیوان موسوم بہ ''عقیق جگری'' مطبوعہ ۱۲۹۱ھ (جس میں کئی سو غزلیں، رباعیات، قطعات، سلام وغیرہ ہیں) کے علاوہ ''ضیا الصنائع'' رسالہ ''ضیاء البدائع'' ''مدح پیغمبر'' وغیرہ تصانیف ہیں۔ شاعری میں میر عشق لکھنوی کے شاگرد تھے۔ ۱۳۳۰ھ م ۱۹۱۲ء میں وفات پائی۔ تلامذہ کثیر تعداد میں تھے۔ اولاد ذکور میں تین صاحبزادے حسن ضیاء ضیاء، ابوالمعالی لاولد نادر حسن تھے۔ ضیاء حسن ضیاء اور نادر حسن کی نسل میں بہت لوگ ہیں جو مختلف جگہوں پر آباد ہیں۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو:

کیا کہئے کہ آتا ہے کلیجہ مرا منہ کو — منہ پھیر کے جب ہوتا ہے انکار کسی کا
دیکھا ہے قفس خواب میں تعبیر یہی ہے — یہ طائر دل ہوگا گرفتار کسی کا
بے طور جو یوں راتوں کو ہوتی ہے شرر بار — کیا پھونکے گی گھر آہ شرر بار کسی کو
آبِ دم شمشیر سے اغیار ہیں سیراب — چلتا نہیں افسوس ادھر وار کسی کا
کیوں نیند اُڑی جاتی ہے میری نہیں معلوم — یاد آگیا کیا دیدۂ بیدار کسی کا
کچھ اور دوا مجھکو طبیبو نہ بتانا — ہے وصل کا نسخہ مجھے درکار کسی کا
بنتا ہے مرے جسم پہ ہر موئے بدن خار — یاد آتا ہے جس دم گل رخسار کسی کا
اے شاہ نجف آپ سے ہے عرض یہ لللہ — محتاج نہو فرقتی زار کسی کا
زلف سیہ جو روئے مصفا سے ہٹ گئی — غل پڑ گیا کہ چاند گہن سے نکل گیا

---

[1] شجرات سادات امروہہ صفحہ ۶۵ ، مولفہ مولوی بشیر حسن

Marfat.com

محسن حسین سخی

محسن حسین سخی نقوی ابن ولی حسین ولی، ساکن محلہ گذری، ولادت ۱۸۴۸ء۔ بسلسلہ ملازمت کافی عرصہ آگرہ میں قیام رہا۔ کچھ عرصہ جلیسر ضلع ایٹہ میں اوّل محرر جانچ نقشہ جات اور امین پیمائش رہے نیز ریاست جودھ پور میں بھی بز مرۂ سواران ملازم رہے۔ خط نستعلیق اچھا لکھتے تھے۔ مولوی اصغر حسین لکھتے ہیں؛

''خط نستعلیق بہت پاکیزہ لکھتے ہیں اردو کا شعر بھی خوب کہتے ہیں۔'' [۱]

شاعری میں اپنے برادرِ بزرگ جناب مومن حسین صفی کے شاگرد تھے۔ مرزا حاتم علی مہر اور عنایت علی ماہ کے مشاعروں میں شرکت کرتے تھے۔ لالہ سری رام لکھتے ہیں؛

''رعایت لفظی کے مفتوں ہیں کنگھی چوٹی کے مضامین خوب لکھتے ہیں۔'' [۲]

۱۹۱۲ء میں وفات پائی۔ نمونہ کلام مندرجہ ذیل ہے:-

کتنے ہی بے گنہ تۂ شمشیر ہو چکے　　ظالم ذرا سمجھ کے ستمگار دیکھ کر
جاتا ہے یہ جنازہ اسی خستہ تن کا آج　　کل آپ آئے تھے جسے بیمار دیکھ کر
سب سیم تن جہاں میں ہیں خود کام اے سخی　　ملتے بھی ہیں کسی سے تو زردار دیکھ کر
اس کے فقیر خلق سے آزاد ہو گئے　　تکیہ بنا کر بیٹھ رہے کوئے یار میں
تم کیا گئے کہ دل ہی تڑپ کر نکل گیا　　ٹھہرا تمہاری طرح نہ یہ بھی کنار میں
سینہ تم اپنے دوپٹہ سے چھپائے رکھو　　نگۂ تیز سے ہوتے ہیں جگر کے ٹکڑے
دل کیا آپ نے کل تیرِ نظر سے زخمی　　تیغ ابرو سے کئے آج جگر کے ٹکڑے
سر پٹکتے مجھے چوکھٹ پہ جو دیکھا تو کہا　　لکھے ہیں اس کے مقدر میں بھی سر کے ٹکڑے
روتے روتے جو رُکا میں تو وہ بولے ہنس کر　　کر دیئے آپ نے کیوں سلکِ گہر کے ٹکڑے

۱۔ تاریخ اصغری صفحہ ۱۶۱، مولفہ مولوی اصغر حسین
۲۔ خم خانہ جاوید جلد چہارم صفحہ ۱۴۸، مولفہ لالہ سری رام

Marfat.com

جوّاد حسن شمیم

مولوی جواد حسن شمیمؔ ابن حیدر حسین یکتا، ساکن محلّہ دانشمندان (از اولاد محمد اشرف دانشمند) ولادت ۱۲۵۵ھ اشرف المدارس امروہہ میں تحصیل علم کی۔ عربی فارسی اردو زبانوں پر مہارت رکھتے تھے۔ تعلیم سے فراغت کے بعد فکر معاش کی تلاش میں امروہہ سے نکلے اور تیس سال حیدرآباد دکن اور بیس سال ریاست رام پور میں ملازم رہے۔ خط نستعلیق و خط شکست لکھنے میں مہارت رکھتے تھے۔ نواب حامد علی خاں والئ ریاست رامپور کے خاص درباری شاعر رہے۔ نواب موصوف آپ کی بڑی عزت کرتے تھے۔ ۱۹۱۰ء میں شمیمؔ امروہوی کو ''فرزدقِ ہند'' کا خطاب عطا کیا۔ امروہہ کے نامور اور باکمال شعراء میں سے تھے۔ شاعری میں پہلے مولوی ابوالحسن ساکتؔ امروہوی سے تلمذ تھا۔ لیکن ان سے کسی بات پر ناراضی ہوئی تو ان کی شاگردی سے انکار کر دیا۔ اگرچہ ساکتؔ مرحوم نے انھیں بڑی لگن اور خلوص سے بنایا اور سنوارا تھا۔ خود اپنے ایک شعر میں کہتے ہیں:

سب جانتے ہیں اس مرے لطفِ عمیم کو ☆ یہ بو کہاں تھی، میں نے بسایا شمیمؔ کو

بعد میں مولوی ابوالحسن فرقتیؔ سے رشتہ تلمذ جوڑا۔ ایک مرثیہ پر مفتی محمد عباس سے بھی اصلاح لی تھی۔ شمیمؔ امروہوی زود گوئی میں مشہور تھے۔ تلامذہ کی تعداد کثیر تھی۔ امروہہ کے علاوہ رامپور، مرادآباد، بدایوں وغیرہ میں آپ کے شاگرد تھے۔ زیادہ تر مرثیہ، سلام اور نوحے کہتے۔ غزل بہت کم کہتے تھے۔ طبیعت میں مزاح بہت تھا۔ ہزل میں بھی کلام ملتا ہے۔

Marfat.com

یکم محرم ۱۳۳۲ھ، ۳۰ نومبر ۱۹۱۳ء میں وفات پائی۔ صاحبِ خم خانہ جاوید لالہ سری رام نے شمیم امروہوی کا سنہ وفات ۱۳۳۴ھ م ۱۹۱۴ء لکھا ہے لیکن شمیم امروہوی کے پوتے قایم رضا نسیم امروہوی نے اپنے قطعۂ تاریخ میں ۱۳۳۴ھ لکھا ہے۔ قطعۂ تاریخ حسبِ ذیل ہے:

رواں پہلی محرم کو ہوئی روح — شہ مظلوم کی الفت ہے شاید
تخلص کی لطافت کیا بیاں ہو — شمیم گلشن جنت ہے سیّد ۱۳۳۲ھ

یکم محرم ۱۳۳۲ھ ۳۰ نومبر ۱۹۱۳ء کے مطابق ہے[1]

شمیم امروہوی کے دو صاحبزادے تھے۔ معجز حسن و برجیس حسن، برجیس حسن برجیس شاعر تھے۔ ان کے ایک صاحبزادے قایم رضا نسیم امروہوی امروہہ کے معروف مرثیہ نگار تھے۔ ان دونوں شعراء کے حالات تذکرۂ ھذا میں شامل ہیں۔ نمونہ کلام:-

خود شہادت دے رہی ہے سرخی رخسار صبح — ہے کسی کشتہ پہ گریاں دیدۂ خونبار صبح
آفتاب حشر چمکا اور خریدار آگئے — یار محشر میں بنا ہے یوسف بازار صبح
تیرے شیدا کو نظر آئی خدائی بت پرست — خطِ ابیض کو بھی سمجھا رشتۂ زنار صبح
وصل کی شب صور کی آواز تھی بانگِ اذاں — ہم کو آثار قیامت بن گئے آثارِ صبح
آب شمشیر صنم عاشق کے حق میں زہر ہے — جس طرح سے شب کے حق میں شربتِ دیدارِ صبح
ان کی صورت دیکھکر حیرت سے کہتے ہیں بشر — سورۂ والفجر ہے یا مصحف رخسارِ صبح
عالم رویا میں وہ خورشید آیا میرے گھر — خواب میں ہم کو ملا ہے طالع بیدارِ صبح
یاد روئے گل میں پہروں خون روتا ہوں شمیم — جب شفق سے پھولتا ہے چرخ پر گلزارِ صبح

---

[1] جواہر تقویم از ضیاء الدین لاہوری

Marfat.com

خلیفہ آلِ نبی مضطرؔ

خلیفہ آلِ نبی مضطرؔ ابن محمد تقی جعفری، ساکن محلہ دربارِ کلاں، ولادت تقریباً ۱۸۴۹ء، اچھے خوش نویس تھے۔ کلکٹریٹ مراد آباد میں ملازم رہے۔ شعر و شاعری سے خاص لگاؤ تھا۔ جواد حسن شمیمؔ امروہوی سے اصلاح لیتے تھے۔ نسیم چمن، پیامِ یار، معیارِ سخن وغیرہ میں آپ کا خاصا کلام موجود ہے۔ ۱۹۱۴ء میں وفات پائی۔ اولاد ذکور میں تین صاحبزادے سبطِ نبی، اعجاز نبی اور غلام نبی اوجؔ (مرحوم) پاکستان میں آباد ہیں۔

نمونہ کلام :-

بتوں کے عشق سے پتھر ہے رکھنا دل پہ پتھر کا ۔۔۔ پرستش کے لئے پتلا بنالوں سنگِ مرمر کا
بھلا پیرِ فلک کو اور کیا گردش سے مطلب ہے ۔۔۔ خیال اس فتنہ گر کو ہے میری قسمت کے چکر کا
جناب شیخ میخانہ میں کیوں آئیں نصیحت کو ۔۔۔ کسی کے در پہ کیوں جائے گدا اللہ کے گھر کا
وہ بارش کے سبب جانے نہ پائے میرے مسکن سے ۔۔۔ رہونگا حشر تک ممنون اپنے دیدۂ تر کا
بنا شاہ شہیداں قلبِ مضطرؔ ظلم سہہ سہہ کے ۔۔۔ کلاہِ دل پہ طرّہ ہے کسی کے تیر کے پَر کا[ا]

تیر جفا سے کرتے ہیں عاشق کے دل میں راہ ۔۔۔ صدقے حضور آپ کی اس رسم و راہ کے

نظارے کی ہوس مقتل میں لائی ۔۔۔ ان آنکھوں کی بدولت گور جھانکی

ا نسیم چمن ماہ ستمبر ۱۸۹۵ء

Marfat.com

غلام نبی خان شاؔعر عباسی

مولوی غلام نبی خاں شاؔعر ابن مولوی حکیم محمد محبّ علی خاں عباسی ساکن محلّہ کوٹ (از اولاد مولانا لال عباسی)، اردو فارسی ادبیات میں دستگاہِ کامل رکھتے تھے۔ عرصہ تک سب رجسٹرار رہے۔ شعر گوئی کے علاوہ نثر نگاری میں بھی ذی کمال تھے۔ آپ نے نثر میں کتاب ''نخبۃ التواریخ'' مولفہ مولانا آلِ حسن نخشبیؔ کی رد میں ''ردّ نخبہ'' کے نام سے لکھی تھی۔ جس کا انداز تحریر بڑا مدلل اور نثر سادہ و سلیس ہے۔ شعر گوئی میں مولوی ابوالحسن ساکت مرحوم اور مولوی شاہ رامپور سے تلمذ تھا۔ ہر صنفِ سخن میں شعر کہتے تھے۔ مولانا آلِ حسن نخشبیؔ لکھتے ہیں:

''حافظ غلام نبی طرفہ امثال واقران است و در شعر و سخن و تاریخ و تعمیہ و عروض و قافیہ و معانی و بدیع بہرہ وافری دارد و با دستاد خود سید ابوالحسن ساکتؔ پہلوی زند''[1]

آپ کی ایک مثنوی محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت کے بیان میں ''مطلعِ نور'' (مطبوعہ) یادگار ہے۔ کلام مختلف گلدستوں میں شائع ہوا ہے۔ تلامذہ کی تعداد بھی کثیر تھی۔ جس میں منشی عبدالرب شکیبؔ محمد داؤد داؤؔد عباسی، صوفی نوراللہ عیشؔ صدیقی، مولوی عبیداللہ فرحتؔ عباسی امروہہ کے نامور شعراء میں شمار ہوتے ہیں۔ ۶ر نومبر ۱۹۱۴ء بروز جمعہ وفات پائی۔ مولوی فضل ستار لا اُبالیؔ نے حسب ذیل قطعۂ تاریخ وفات لکھا:

---

[1] نخبۃ التواریخ صفحہ ۱۰۱

Marfat.com

شاعر عالی گہر ہے فوت گشت بو د دربزم علومش فوق جائے
ذی کمال و ذی نوال و ذی کرم صاحب علم و عمل باہوش و رائے
لاأبالی با مسیحائے سخن گفت سالش ''شاعر مغفوروائے''
۱۹۱۴ء

اولاد ذکور میں دو فرزند آلِ عباس اور سبطِ عباس صاحب تھے۔ آلِ عباس کے منصور عباس، ناصر عباس اور مہدی عباس ہوئے اور سبط عباس صاحب کے ایک فرزند نہال عباس تھے۔ جن کے مشفق جلال عباس (ریٹائرڈ ڈپٹی لائبریرین مولانا آزاد لائبریری مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) ڈاکٹر عامر عباس، کمال عباس، فضل عباس اور افضال عباس وغیرہ ہیں ماشااللہ سبھی بھائی ذی علم اور بااخلاق ہیں۔

نمونہ کلام :-

نیام یار سے جس وقت تیغ خونچکاں نکلی فلک پر برق تڑپی رعد چلایا کہ جاں نکلی
زمین و آسماں کا فرق تھا دونوں کو جب جانچا سراسر سیدھی اس کی مانگ ٹیڑھی کہکشاں نکلی
نہ حاصل کر سکے ہرگز کرشمے اس کی ابرو کے بہت بن بن کے رنگیں اے فلک تیری کماں نکلی
نہ آئیں ہچکیاں انسان کو کیوں دم نکلتے دم صراحی سے جو مئے نکلی تو لیتی ہچکیاں نکلی
سخن گوئی میں ان کا قافیہ کیا تنگ ہو شاعر اصول نظم سے ہے جن کی قدر شائگاں نکلی

☆

اُٹھائے رنج و غم اے جان کیا کیا کہوں فرقت کی شب کا ماجرا کیا

÷÷÷÷÷÷÷÷÷

حمید حسن جوہر

حمید حسن ابن سعید حسن ساکن محلہ کٹکوئی (از اولاد دوست علی نبیرہ گانِ

Marfat.com

حضرت شاہ ولایتؒ) حمید حسن کے والد سعید حسن مراد آباد کے معروف وکلاء میں سے تھے۔ حمید حسن بھی ذی علم تھے۔ ریاست سچین نزد بمبئی میں مصاحبت اور درس و تدریس پر مقرر رہے۔ نعت اور مرثیہ کے اچھے شاعر تھے۔ ایک دیوان بھی بمبئی سے شائع کیا تھا جواب نایاب ہے۔ شاعری میں مولوی جواد حسن شمیم امروہوی کے شاگرد تھے۔ ۱۹۱۴ء میں انتقال کیا۔ فرزندوں میں عزیز حسن وحبیب حسن تھے۔ عزیز حسن کے دو صاحبزادے نفیس حسن اور عدیل حسن ہوئے۔ نفیس حسن سکریٹریٹ لیتھو مین اچھے عہدہ دار تھے۔ حکومت ہند کی جانب سے بحیثیت ترجمان روس گئے۔ آپ کے تین صاحبزادے سبط جمال، عزیز جمال اور قیصر جمال ہیں۔

حبیب حسن صاحب کے بھی دو صاحبزادے سید حسن و محمد حسن ہیں۔

نمونہ کلام :-

دل اپنا اس کی زُلف شکن در شکن میں ہے دیوانہ ہو گیا ہے جو قبلہ رسن میں ہے
مل کر گلے رقیب کے آیا ہے میرے پاس کچھ بوئے غیر آج ترے پیرہن میں ہے
باتوں سے ان کی زخم جگر کے ہرے ہوئے اللہ رے کس قدر نمکینی سخن میں ہے
شاید اسی صنم سے ہے دونوں کو رسم و راہ یہ تفرقہ جو شیخ میں اور برہمن میں ہے
اغیار خار کھاتے ہیں بن ٹھن کے خال پر جوہر کے ساتھ آج وہ گل رو چمن میں ہے

÷÷÷÷÷÷÷

حکیم ضیاء الحسن دلؔ رضوی

حکیم ضیاء الحسن دل رضوی ابن بدر الدین، ساکن محلہ قریشی (علی جان منزل از اولاد حضرت شاہ ابن بدر چشتؒ) ’’ تذکرہ شعراء روہیلکھنڈ ‘‘ کی

Marfat.com

روایت کے مطابق ''پہلے محکمۂ پولس مظفر گڑھ میں ملازم رہے بعد میں شکار پور سندھ میں مطب کیا اور ۱۹۱۴ء میں کاٹھیاواڑ میں قیام تھا۔'' شاعری کا ذوق ابتدا ہی سے تھا۔ دلؔ تخلص کرتے تھے۔ خورشید مصطفیٰ رضوی لکھتے ہیں؛

> ''ضیاء الحسن نہایت خوش رو اور خوش مزاج تھے۔ شعر و شاعری سے لگاؤ تھا اور دلؔ تخلص کرتے تھے۔''[1]

دو دیوان (نغمۂ دِل) اور ایک مثنوی، ایک واسوخت کے علاوہ فن طب میں ''آئینۂ حکمت'' ''آئینۂ کیمیا'' آئینۂ جراحت'' وغیرہ کتابیں آپ کی تالیفات سے ہیں۔ مزاح میں بھی شعر کہتے تھے۔ ایک مرتبہ امروہہ میں کوئی بنیا منصف بن کر آیا تو آپ نے برجستہ کہا؛

میزانِ عدالت ہوئی بنیئے کے حوالے ☆ ہر شخص کو لازم ہے قدم تول کے ڈالے

۲۷ رمئی ۱۹۱۸ء کو وفات پائی۔ اولاد ذکور میں ایک فرزند حکیم ظہور احمد متخلص بہ جگرؔ تھے۔ جنھوں نے جنوری ۱۹۵۵ء م ۱۳۷۴ھ میں لاولد انتقال کیا۔ نمونہ کلام :-

احسان جتاتے ہیں مجھے قتل وہ کر کے ☆ یہ لطف و کرم ہے تو جفا کہتے ہیں کس کو
دنیا کی کوئی چیز بھی خالق سے جدا ہے ☆ حیراں ہوں دلؔ غیر خدا کہتے ہیں کس کو

☆

تمہارے دونوں گیسو لڑ رہے تھے ایک بوسے پر ☆ تمہاری مانگ نے جھگڑا مٹایا درمیاں ہو کر
یہی تعبیر ہے اے دلؔ رہائی سخت مشکل ہے ☆ نظر آئے وہ گیسو خواب میں جو بیڑیاں ہو کر

÷÷÷÷÷÷÷÷÷

---

[1] تذکرہ بدر چشت'' صفحہ ۴۲۰، مولفہ جناب خورشید مصطفیٰ رضوی

Marfat.com

حامد علی خاں حامدؔ امروہوی

حامد علی خاں حامدؔ ابن حکیم امجد علی خاں ڈپٹی کلکٹر، ساکن محلہ چکلی (ازاولادِ شیخ سماء الدین کنبوہ) ۱۶ر دسمبر ۱۸۶۱ء کو بریلی میں ولادت ہوئی عربی، فارسی، انگریزی کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اپریل ۱۸۸۰ء میں لندن جاکر بیرسٹری کی سند حاصل کی۔ ۲ر نومبر ۱۸۸۵ء کو اپنے وطن آئے اور لکھنؤ میں پریکٹس شروع کی۔ شعر کہنے کا ذوق ابتدا ہی سے تھا۔ شاعری میں شیخ علی حزیںؔ لکھنوی تلمیذ مظفر علی اسیرؔ لکھنوی کے شاگرد تھے۔ نثر نگاری میں بھی اچھا دخل رکھتے تھے۔ صاحب ''خم خانہ جاوید'' لکھتے ہیں:

> ''انگریزی زبان میں کمال لیاقت رکھتے ہیں اور اس زبان (انگریزی) میں بھی صاحبِ تصانیف نظم ونثر ہیں۔''[۱]

انگریزی میں بھی شاعری کرتے تھے۔ منشی پریم چند کے صاحبزادے منشی نوبت رائے نظرؔ سے منظوم مراسلت ہوتی تھی۔ کئی مراسلے ''دیوانِ نظر'' میں راقم الحروف نے بھی پڑھے ہیں۔ جوشؔ ملیح آبادی بھی آپ کے حسنِ اخلاق کے معترف تھے۔ ۱۲ر ستمبر ۱۹۱۸ء میں وفات پائی تال کٹورہ کی کربلا (لکھنؤ) میں مدفون ہوئے۔ مادۂ تاریخ وفات یہ ہے جس سے ۱۳۳۶ھ برآمد ہوتا ہے:

''مرقدِ حامد علی خاں صلحِ کل''[۲]

نمونہ کلام:۔

جب تک کہ تجھے یاد مرا نام نہ آیا — او بھولنے والے مجھے آرام نہ آیا

---

[۱] خمِ خانہ جاوید جلد دوم، مولفہ لالہ سری رام [۲] یادگار حامد مرتبہ مولانا صفی لکھنوی ص ۱۴

Marfat.com

دولت کو نہ کر جمع کہ پچتائیگا منعم کس کام کا وہ زر جو ترے کام نہ آیا
اللہ ہی نگہباں ہے اس دل کا کہ جس پر تو نے بھی دھرا ہاتھ تو آرام نہ آیا
کیا خوب بسر عمرِ دو روزہ ہوئی حامد صد شکر کسی کا کوئی الزام نہ آیا
بدلی ہزار شکل مگر شکل تھی وہی الٹا جو لفظ درد کو تب بھی وہ درد تھا

÷÷÷÷÷÷÷÷

پیر مستجاب الدین مستجاؔب وصابؔر

مستجاب الدین ابن محسن الدین رضوی ساکن محلہ قریشی (از اولاد حضرت شاہ ابن بدر چشتیؒ) ولادت تقریباً ۱۸۷۶ء میں ہوئی۔ عربی فارسی علوم کی تحصیل کی تھی۔ شعر گوئی اور نثر نگاری سے لگاؤ تھا۔ شاعری میں شبیر احمد خاں شبیؔر امروہوی کے شاگرد تھے۔ مستجاؔب و صابؔر تخلص کرتے تھے۔ خورشید مصطفیٰ صاحب رضوی لکھتے ہیں؛

''مستجاب الدین اچھے ادیب اور خوش فہم شاعر تھے۔ صابر تخلص کرتے تھے۔ نسوانی ادبیات سے خاص ذوق تھا۔ اس زمانے کے معیاری رسائل و اخبارات آپ کے رشحاتِ قلم سے آراستہ ہوتے تھے۔ ۱۹۱۱ء میں ایک کتاب ''انشائے مستجاب'' تحریر کی جو بہت مقبول ہوئی۔''[1]

اکتوبر ۱۹۱۸ء میں انتقال کیا اولاد میں صرف ایک صاحبزادی صابرہ خاتون تھیں (جو خورشید مصطفیٰ صاحب کی والدۂ ماجدہ تھیں)

---

[1] تذکرۂ بدرِ چشتؒ، مولفہ خورشید مصطفیٰ رضوی صفحہ ۳۹۵

Marfat.com

نمونہ کلام :-

پردۂ دل میں مرے ماہ جبیں رہتے ہیں
اب تو اللہ کے گھر میں بھی حسیں رہتے ہیں

دیر و کعبہ سے ہمیں کچھ نہیں مطلب اے بت
تیرے دروازے پہ سجادہ نشیں رہتے ہیں

آج کل زوروں پہ ہے اپنا مقدر اے دل
غیر رہتا ہے جہاں ہم بھی وہیں رہتے ہیں

شوق پابوس کی حسرت میں پس مرگ بھی ہم
بن کے کوچے میں ترے گردِ زمیں رہتے ہیں

دل تو دیتے ہو حسینوں کو مگر یاد رہے
مستجاب ان کے طریقے یہ نہیں رہتے ہیں[۱]

میں گنہگارِ جہاں ہوں یا حبیبؐ
مجھکو دامن میں چھپانا چاہیئے

ہم گنہگاروں کو رحمت کا تریؐ
حشر کے دن شامیانہ چاہیئے

آرزو بر آئے گی اے مستجاب
سائل اس کے در کا رہنا چاہیئے[۲]

☆

جو حسن میں نہیں کوئی تمہارا ہم پلہ
تو عاشقی میں ہمارا کوئی جواب نہیں

÷÷÷÷÷÷÷÷÷

مولوی تسلیم احمد اکمل

مولوی تسلیم احمد کنبوہ متخلص بہ اکمل ابن شیخ تمیز علی ساکن محلہ شاہی چبوترہ پیدائش ۱۲۸۶ھ م ۱۸۶۹ء۔ ابتدأ مولانا آلِ حسن نخشبیؒ، صاحب نخبۃ التواریخ وغیرہ سے عربی، فارسی کی درسیات کی تحصیل کی۔ پھر کانپور جا کر مختلف اساتذہ سے تمام علوم متداولہ کی تکمیل کی۔ تصنیف و تالیف سے خاص لگاؤ تھا۔ سماع کے شوقین اور مزامیر کے جائز ہونے کے قائل تھے۔ ۱۳۲۰ء میں ایک کتاب ''الفراد البہیہ فی تمیز بین السنیۃ والشیعہ'' اردو میں شائع کی اور دوسری

۱۔ جلوہ یار صفحہ ۲۰ ماہ مارچ ۱۹۰۹ء
۲۔ جلوہ یار صفحہ ۱۸ ماہ مئی ۱۹۰۹ء

Marfat.com

کتاب ''زمزمہ عشاق'' حلتِ مزامیر میں ہے۔ ۱۳۴۰ھ م ۱۹۲۱ء میں وفات پائی۔ ''گلشن سخن امروہہ'' وغیرہ گلدستوں میں آپ کا کلام شائع ہوا ہے۔

نمونہ کلام:-

عشقِ بتاں نے یادِ خدا کو بھلا دیا ☆ اکمل یہ جانتے تو نہ کرتے کسی کی چاہ

÷÷÷÷÷÷÷

اولاد حسن سلیم نقوی

مولوی اولاد حسین سلیم ابن مولوی محمد حسن ساکن محلہ شفاعت پوتہ ۱۲۶۸ھ م ۱۸۵۲ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد لکھنؤ جا کر مفتی محمد عباس مجتہد لکھنوی سے اخذِ علوم کیا۔ فنِ خوش نویسی میں کمال رکھتے تھے۔ اشرف المساجد واقع محلہ شفاعت پوتہ میں جو قرآنی آیات کندہ ہیں وہ آپ کے فن کی شاہکار ہیں۔ فنِ شعر گوئی میں عشق لکھنوی سے تلمذ تھا۔ اردو، فارسی میں ذخیرۂ کلام موجود ہے۔ ''دلائل حسینیہ'' ''نیرنگ زمانہ'' ''طرفۃ العین'' ''چراغ ایمان'' ''نہجۃ الاشاعۃ فی شرحِ نہج البلاغۃ'' ''انوار المومنین'' ''معلم الاطفال'' وغیرہ آپ کی تصانیف ہیں۔ ۱۳۳۸ھ م ۱۹۲۱ء میں وفات پائی۔

مولوی محمد عبادت نقوی متخلص بہ کلیم آپ کے صاحبزادے تھے۔ نمونہ کلام:-

مشکل ہے سوزِ ہجر میں دردِ جگر نہ ہو
شعلے تو بھڑکیں دامنِ دل پر اثر نہ ہو

دل سے غرض ہے تم کو تو زخمی جگر نہ ہو
سب کج ادائیاں ہوں پر ترچھی نظر نہ ہو[۱]

چشمِ جہاں سے مثلِ نظر ہم رہیں سبک
جز زادِ راہ کاندھے پہ بارِ سفر نہ ہو

کچھ بے کہے سلیم کے بولے تو یہ قلم
یہ خشک ہو زباں کہ رقم شعر تر نہ ہو

۱۔ یہ غزل راقم کو ڈاکٹر محمد شفاعت فہیم سے دستیاب ہوئی

Marfat.com

کیا بری ساعت پھنسے تھے دام الفت میں سلیم　　زندگی تو زندگی مرنا بھی مشکل ہو گیا!

÷÷÷÷÷÷÷÷

کریم اللہ اکرم فریدی

مولوی کریم اللہ اکرم فریدی ابن امیر اللہ ابن مولوی حمید اللہ ساکن محلہ چلہ (از اولاد حضرت بابا فرید الدین مسعود شکر گنج) مختلف اساتذہ کرام سے تحصیل علم کی ذی علم اور قادر الکلام شاعر تھے۔ اردو، فارسی دونوں زبانوں میں بلا تکلف شعر کہتے تھے۔ کلام نعت و مناقب اور اخلاقی نظموں پر مشتمل ہے۔ اردو کا ایک غیر مطبوعہ مجموعۂ کلام ''بہارِ فردوس'' کے نام سے موجود ہے۔ کلام پُر تاثیر اور سوز و گداز سے پُر ہے۔ ۱۹۲۲ء میں وفات پا۔ درگاہ حضرت شیخ چاندہ فریدی میں آسودۂ خاک ہیں۔ آپ کے فرزندِ اکبر حافظ مظہر الدین مظہر فریدی نے حسبِ ذیل تاریخِ وفات کہی؛

اندر تلاش نور ز تیرہ جہاں گذشت　　ربّ کریم مرقدِ وے پُر کند بہ نور
آمد صدائے غیب کہ اے مظہرِ حزیں　　بنویس سالِ رحلتِ او ''نصرت و سرور''
۱۹۲۲ء

اُفتادہ بگردابِ بلا کشتی مارا　　زود از کرم خویش براں سوئے کنارا
نیز آر بدست کرمت خاطرِ مارا　　اے آنکہ گداز ید بیز لمسِ تو خارا
از جنبشِ انگشتِ تو شد ماہ دو پارا　　ہم باش سوئے مردہ دِلا نیم اشارا

☆

زمانہ زورِ بازو یم بہ بیند　　بدستم ہست دامانِ محمدؐ

---

۱ از شعرائے روہیلکھنڈ

Marfat.com

حضرت شاہ ضیاء الدین ضیاؔ علوی

Marfat.com

حوادث ضبطِ پایم آزمایند		دلیلم نقش پایانِ محمدؐ
بروائے گردشِ دوران کہ ہستم		غلامانِ غلامانِ محمدؐ

وہ شوخ مرے دل میں بسا ہے بھی نہیں بھی		آئینے سے جوں عکس جدا ہے بھی نہیں بھی
گہ مارے ہے گہ زندہ کرے ہے نظر اس کی		یہ حق میں مرے حکم قضا ہے بھی نہیں بھی

÷÷÷÷÷÷÷÷

شاہ ضیاء الدین علوی ضیاء نقشبندی

شاہ ضیاء الدین علوی ضیاء ابن شاہ بہاؤ الدین[1] نقشبندی ساکن محلّہ ملانہ امروہہ، ولادت سن ۱۳۰۳ھ بچپن میں عرصہ تک اپنے والد کے ساتھ مکہ معظمہ میں رہے۔ ہندوستان آکر علوم متداولہ کی تحصیل کی۔ نقشہ نویسی کا بھی کام سیکھا تھا۔ ریاست الور اور جے پور میں ملازمت کی۔ کچھ عرصہ وکالت کی۔ والد کی بیماری کے .. امروہہ آئے۔ حافظ عباس علی صاحب سے تصوف کی تعلیم حاصل کی۔ اگرچہ پہلے سے اپنے والد سے نقشبندیہ سلسلہ میں بیعت تھے ایک کتاب ''مراۃ الانساب'' کے نام سے امروہہ میں مقیم خاندانوں کی تاریخ پر لکھی، دوسری تالیف ''دعوۃ الحق'' ہے جو اپنے سلسلہ کے بزرگوں کے حالات پر مشتمل ہے۔ شاعری سے ذوق تھا۔ تفننِ طبع کے لئے کبھی کبھی شعر کہتے اور اچھا کہتے تھے۔ محمود احمد عباسی لکھتے ہیں؛

---

[1] حضرت شاہ بہاؤ الدین نقشبندی خلف شاہ امین الدین (م۔ ۶ ربیع الاول ۱۳۳۰ھ) مرید وخلیفہ حضرت شاہ عبدالرحمٰن شاہ جہاں پوری، امروہہ کے مرتاض بزرگوں میں سے تھے۔ ۳۷ بار حج وزیارت حرمین سے مشرف ہوئے۔ مکہ معظمہ میں ایک مکان خرید کر عرصہ تک وہاں مقیم رہے۔ مریدین کی تعداد بہت تھی۔ محمود احمد عباسی لکھتے ہیں؛ ''شمالی ہندوستان میں چند ہی اضلاع ایسے ہوں گے جہاں آپ کے مرید ومعتقد نہ موجود ہوں'' (تذکرۃ الکرام ص ۲۱۸)

Marfat.com

''طبیعت کی موزونیت کبھی کبھی فکر سخن پر مائل کر دیتی ہے۔ اردو فارسی دونوں زبانوں میں کلام کا ذخیرہ موجود ہے۔''[1]

نمونہ کلام :-

در پسِ پردۂ امکان جہانے دیدم — جاں آں جملہ ظلالے زُرخ جانے دیدم
ذرّہ ذرّہ شدہ خورشید زعکس رُخ یار — باچنیں مشعل صد گونہ گمانے دیدم
اندر آئینہ ظلمت کدہ عکسے می دید — ہمچوں مہتاب کہ در ابر روانے دیدم
ایں طلاطم کہ بہ دریائے مظاہر افتاد — ہست زاں نقش کہ برآب روانے دیدم
ذات بنمودہ ضیاء گشت در آغوش نہاں — نہ زمانے نہ مکانے نہ نشانے دیدم

☆

شمع کے اشک بہے جان دی پروانوں نے — کیسی تاثیر تھی یارب میرے افسانے میں

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

مولوی محمد امانت اللہ امانتؔ صدیقی

مولوی محمد امانت اللہ امانتؔ صدیقی نقشبندی مجددی ابن شیخ امان اللہ ساکن محلہ قریشی (از اولاد قاضی نظام الدین قریشیؒ) ولادت ۱۲۶۲ھ میں ہوئی۔ مولانا رافت علی حسینیؒ، مولانا آلِ حسن نخشبیؒ سے ادبیات عربی و فارسی کی تحصیل کی۔ مولانا عبدالحق کانپوری سے بھی استفادہ کیا تھا۔ عربی زبان و ادب پر اچھا عبور تھا۔ محمود احمد عباسی لکھتے ہیں :

''زبان عربی مروجہ کے تکلم پر قادر تھے۔ زبان فارسی کے انشاء و نظم و نثر پر قدرت تھی۔ کتب فارسی کے درس کا

---

[1] تذکرۃ الکرام صفحہ ۲۲۰

Marfat.com

ملکہ تامہ تھا۔ فارسی زبان کے مکتوبات منظوم و منثور یادگار ہیں۔ امانت تخلص کرتے تھے ...... مذہب ہنود میں رسالہ ''داغ لالہ'' اور ردِ روافض میں چار بیت منظوم یادگار ہیں''[۱]

۸ رشوال ۱۳۴۰ھ، ۴ رجون ۱۹۲۲ء میں وفات پائی۔ اولاد ذکور میں دو صاحبزادے مولانا محمد حکمت اللہ صدیقی اور مولانا محمد نعمت اللہ تھے نعمت اللہ صاحب کا ذکر تذکرہ ہذا میں جداگانہ تحریر ہے۔ مولانا محمد حکمت اللہ صدیقی بھی علوم متداولہ کے فارغ التحصیل عالم اور صاحبِ تالیف تھے۔ نمونہ کلام:

آنکہ خاشاک تعلق راز قلب خود بُرفت　　ہم تن خود را بُریداز خلق وزیر خاک خفت
از سرِ افسوس ہاتف با امانت بغتۃً　　سالِ رحلت شد بجت جائے حیدر شاہ گفت[۲]

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

عبدالقیوم شفق صدیقی

مولوی عبدالقیوم شفق ابن مولانا حافظ عبدالرحمٰن صدیقیؒ[۳] ساکن محلہ

---

۱ تذکرۃ الکرام صفحہ ۳۱۴

۲ یہ قطعہ تاریخ شاہ غلام حیدر خاں ابن نواب محراب خاں رئیس و جاگیردار پیڑ کے انتقال پر لکھا۔ غلام حیدر خاں اپنے چچا کے ظلم و ستم سے عاجز آکر پیڑ سے ترک سکونت کر کے مختلف شہروں میں تے ئے امروہہ آئے اور مولانا امانت علی چشتی کے مرید و خلیفہ ئے اپنے وقت کے ممتاز بزرگوں میں سے تھے۔ تفصیلات کے لئے دیکھئے تذکرۃ الکرام مولفہ محمود احمد عباسی

۳ مولانا حافظ عبدالرحمٰن صدیقیؒ کا وطن سندیلہ ضلع ہردوئی تھا۔ بقیہ صفحہ نمبر ۱۴۰ پر ......

Marfat.com

ملانہ ، ولادت ۱۳۱۵ھ م ۱۸۹۷ء میں ہوئی ۔ آپ نے مدرسہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد امروہہ سے مکمل علوم دینیہ کی تحصیل کی ۔ پندرہ سال کی عمر سے شعر گوئی شروع کی اور جلد ہی اس فن میں ایک خاص مقام پیدا کیا ۔ لالہ سری رام ''خم خانہ جاوید'' میں لکھتے ہیں :

> ''اگرچہ مرحوم علوم عربیہ میں مہارت وافر رکھتے تھے ۔ مگر اردو شاعری میں انھوں نے بہت قلیل عرصہ میں جو ترقی کی تھی حیرت انگیز ہے ۔ مرحوم کی شاعری کا آغاز ۱۹۱۵ء سے ہوا ۔ دیکھتے ہی دیکھتے کثرت مشق سے ایک خوش گوار اور سنجیدہ شاعر بن گئے ۔''[۱]

ابتداً چند غزلوں پر حافظ جلیل مانک پوری سے اصلاح لی ۔ لیکن امیر مینائی کے دیوان ''صنم خانہ عشق'' کو اپنا استاد مانتے تھے ۔ لالہ سری رام آپ کی شاعری پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں ۔

> ''کہا کرتے تھے کہ میرا استاد ''صنم خانہ عشق'' ہے کلام میں مضامین کی چاشنی کے ساتھ ساتھ اردو کے روزمرہ کا اچھا نمونہ ہے ۔ تاریخ گوئی میں خاص ملکہ تھا ۔ اکثر برجستہ تاریخیں کہی ہیں''[۲]

صفحہ ۱۳۹ کا بقیہ......بغرض تعلیم امروہہ تشریف لائے اور امروہہ کو وطن ثانی ہونے کا شرف بخشا ۔ مولانا محمد قاسم نانوتوی صدیقی ، مولانا محمد یعقوب نانوتوی ، مولانا محمود حسن گنگوہی اور مولانا احمد حسن محدث امروہوی کے ارشد تلامذہ میں سے تھے ۔ عرصہ تک مدرسہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد امروہہ کے صدر مدرس اور شیخ الحدیث رہے ۔

۱ خم خانہ جاوید : مؤلفہ لالہ سری رام صفحہ ۱۲ جلد پنجم ۲ ایضاً

Marfat.com

آپ کا کلام ہندوستان کے معروف گلدستوں میں شائع ہوتا تھا۔ راقم الحروف کے پاس آپ کا خاصہ کلام محفوظ ہے۔ تلامذہ کی تعداد بھی کثیر تھی جن میں پروفیسر حبیب اللہ خاں غضنفرؔ امروہوی، مولوی حکیم محمد عبدالعزیز ملک نوساروی (بمبئی) مولوی ابن حسن حسنؔ صدیقی امروہوی، مولوی احمد امین امروہوی، مولوی اظہار الحق اعجازؔ و سہیلؔ امروہوی وغیرہ۔

عین عالم شباب میں (بعمر ۲۵ سال) ۱۹؍ جمادی الاول ۱۳۴۰ھ، ۱۹۲۲ء میں وفات پائی۔ نمونہ کلام حسب ذیل ہے:

عزت تیرے قدموں سے ملی کون و مکاں کو
روشن تیرے جلوے نے کیا بزم جہاں کو

وہ جان گئے نالۂ جانکاہ کی تاثیر
وہ مان گئے درد بھرے دل کی فغاں کو

زخمی کئے دیتے ہیں ستمگر تیرے طعنے
ہم تیغ سے کچھ بڑھ کے سمجھتے ہیں زباں کو

ہم خانۂ کعبہ کی زیارت کو چلے ہیں
سینے سے لگائے ہوئے تصویر بتاں کو

اغیار کٹے جاتے ہیں اندازِ بیاں پر
جوہر وہ ملے ہیں مری شمشیر زباں کو

☆

ہماری بیخودی نے سب سے غافل کر دیا ہم کو
بس اتنا ہوش باقی ہے کہ تم کو یاد کرتے ہیں

÷÷÷÷÷÷÷÷÷

بابو شیو نراین

بابو شیو نراین خلف لالہ چھیدا لال خلف لالہ جے گوپال ساکن محلہ قانون گویان امروہہ، امروہہ کے ذی علم و ذی وجاہت لوگوں میں سے تھے۔ بڑے حکام رس شخص تھے۔ انگریز گورنمنٹ کی طرف سے ''رائے بہادر'' کا

Marfat.com

خطاب پایا تھا۔ امروہہ میونسپل بورڈ کے چیئر مین رہے تھے۔ محمود احمد عباسی لکھتے ہیں؛

''رائے بہادر بابو شیو نراین خلف لالہ چھیدا لال ولد لالہ جے گوپال ...... رائے بہادر موصوف حکومت کے خیر خواہ، نیک نام رئیس، درباری، اسپیشل مجسٹریٹ درجۂ اوّل، چیئر مین امروہہ میونسپل بورڈ، اپنے عادات وخصائل کے اعتبار سے ہر دل عزیز تھے۔ مفاد عامہ کے کاموں میں اوقات کا بیشتر حصہ صرف کرتے تھے۔ ان ہی خدمات کے اعتراف میں ان کو ۱۹۲۰ء میں ''رائے بہادر'' کا خطاب حکومت نے عطا کیا۔''[1]

شری گوپی ناتھ سنگھ سکسینہ لکھتے ہیں؛

''رائے بہادر لالہ شیو نراین صاحب آنریری مجسٹریٹ امروہہ بہت مشہور آدمی ہیں۔''[2]

آپ شعر گوئی کا اچھا مذاق رکھتے تھے۔ ''انجمن معراج الادب امروہہ'' کے سرپرست تھے[3]۔ ۶ ستمبر ۱۹۲۴ء کو انتقال کیا۔ ان کے ایک صاحب زادے بابو کاشی نراین تھے۔ آپ کی ''مناجات بحضورِ ربِّ غفور'' بطور نمونہ کلام رسالہ معراج الکلام سے یہاں نقل کی جاتی ہے؛

بخشش کا خواستگار ہوں تجھ سے مرے حضور　　سرزد ہوئے ہیں مجھ سے ہمیشہ بہت قصور

---

[1] تاریخ امروہہ صفحہ ۱۶۲، مولفہ محمود احمد عباسی

[2] مختصر تاریخ اقوام الکانستھ وپربھو ٹھاکر، مولفہ شری گوپی ناتھ سکسینہ مطبوعہ ۱۹۲۱ء

Marfat.com

خالق تو ہی ہے خلق کا معبود ہے تو ہی
حکمت کا تیری ہی ہے ہراک چیز میں ظہور

خلقت کا گر سبب ہے عناصر کا امتزاج
تیرے ہی حکم سے ہے مٹا باہمی فتور

حاصل ہے تیرے فضل سے عزت اور آبرو
بخشی ہے تونے عقل دیا تو نے ہے شعور

نے فکر ہے معاش کی نے حرصِ جاہ ہے
لذات دینوی مجھے حاصل ہیں سب ضرور

نعمت جو تونے دی ہے نہیں اُس کا کچھ شمار
ممکن نہیں کہ شکر ادا ہو ترا غفور

ہوتی بسر ہے زندگی عیش و نشاط میں
دن کو اگر طرب ہے تو ہے رات کو سرور

گم رہ بنا رکھا ہے فسادات فکر نے
قابو نہیں خیال پہ دل پہ نہیں عبور

وسواس بڑھ گئے ہیں طبیعت میں جہل سے
اور آگیا ہے عقل میں میری بہت قصور

عقبیٰ کے واسطے نہیں کچھ توشہ میرے پاس
رہتا ہوں اس کی فکر میں حیران اے غفور

ہوتی نہیں ہے مجھ سے عبادت تیری خدا
رہتے ہیں تیری یاد میں حیوان اور طیور

بالخیر میرا خاتمہ ہو اس جہان سے
ایمان میرے ساتھ ہو اور خواہشات دور

شوق وصال میں ہو دم واپسی مرا
مسرور دل دماغ ہو اس کے نشہ میں چور

نعمت حضور قلب کی ایک اور بخشدے
بس اور التجا نہیں تجھ سے مرے غفور

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

مولوی سخاوت حسین رضاؔ

مولوی سخاوت حسین ابن منور حسین ساکن محلہ سرائے کہنہ (از اولاد حضرت شاہ شرف الدین شاہ ولایت ")، پیدائش تقریباً ۱۲۴۹ھ، میں ہوئی۔ آپ کے اساتذہ میں مولانا علیم اللہ بجنوری کا نام خاص ہے۔ ابتداً آپ نرسنگھ

Marfat.com

پور ضلع جبلپور میں مدرس رہے بعد میں تحصیل دولت آباد (حیدر آباد) کے تحصیلدار رہے۔ تصنیف و تالیف سے ذوق تھا۔ ایک کتاب علمِ عروض میں ''ہدیہ رضا'' کے نام سے ۱۳۰۵ھ میں فارسی زبان میں لکھی۔ دوسری ۱۳۰۶ھ میں ''دلائل ایمان'' لکھی جس میں توحید و رسالت کے متعلق عام فہم دلائل سے بات کی ہے۔ اس پر مولانا علیم اللہ بجنوریؒ نے بڑی پُر مغز تقریظ لکھی۔ اردو فارسی دونوں زبانوں میں شعر کہتے تھے۔ شعر گوئی میں کسی سے اصلاح نہیں لی۔ آخر عمر میں حج بیت اللہ کی غرض سے مدینہ تشریف لے گئے اور وہیں کے ہو رہے۔ ۱۹۲۵ء م ۱۳۴۲ھ میں وفات پائی۔ آپ کے فرزند مولوی فضلِ ستار لاابالی نے حسب ذیل تاریخ وفات لکھی:

کنوں تاریخ رحلت لاابالی ہے چہ می پرسی ... بہ بطحا جاں سپردہ والدے در یثرب گو

نمونہ کلام:-

دلاتا کے تو درمانی بقیدِ نفسِ شیطانی ... نہ جوئی خوئے انسانی بجز اخلاقِ حیوانی
بامرِ نفسِ امارہ کُنی درکار ناکارہ ... نرفتی راہ ہموارہ بجز از راہِ طغیانی
بدنیا آں چناں شاغل زعقبیٰ ایں چنیں غافل ... بخود ایں کے کند عاقل کہ تو کردی بنادانی
تو جسم و تن پروردی دل و جاں را تبہ کردی ... خطا کردی، خطا کردی نہ برداری پشیمانی

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

سراج الدین ہنؔر صدیقی

سراج الدین ہنؔر ابن فیروز علی ساکن محلّہ گھیر مناف (از اولاد شیخ ابوالمناف صدیقیؒ)، ولادت تقریباً ۱۸۵۲ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے

Marfat.com

والد اور خلیفہ نوروز علی صدیقی سے حاصل کی نیز مولوی حافظ نادر علی صدیقی اور خلیفہ اعظم علی اعظمؔ صدیقی سے فارسی عربی کی درسیات پڑھیں۔ تعلیم سے فراغت کے بعد ٹیکہ میں فارسی کے استاد رہے۔ علم دوست اور صوفی منش تھے۔ طبیعت پر تصوف کا رنگ غالب تھا۔ حافظ کرامت علی خاں شاہ جہان پوری سے سلسلۂ نقشبندیہ میں بیعت تھے۔ فارسی کے اچھے استاد اور اردو فارسی کے خوش فکر شاعر تھے۔ مومن حسین صفیؔ امروہوی کے شاگرد تھے۔ ۱۹۲۵ء میں وفات پائی۔ روضہ شاہ گھاسیؒ میں مدفون ہوئے۔ اولاد ذکور میں سبط حسن اور مسعود حسن (لاولد) ہوئے۔ سبط حسن صاحب کے محمد یونس، شان علی، مطلوب احمد نظام الدین اور صابر حسین پانچ فرزند ہیں۔ نمونہ کلام مندرجہ ذیل ہے

ہوا ہے عشق جس دن سے تمہارے روئے انور کا
رُکا اک دم نہیں گریہ ہمارے دیدۂ تر کا

گئے جب جہاں سے ولی و پیمبر
ہنر کیا رہے گا زمانے میں باقیؔ

عبث ہے ہنر کر نہ بدنام اس کو
وہ نازک طبیعت ستم کیا کرے گا

محبت نے سزا پائی محبت نے جفا دیکھی
زمانے سے کسی نے کب مرے یاروں وفا دیکھی

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

لائق حسین قوی

لائق حسین قویؔ ابن مومن حسین صفیؔ ساکن محلہ گذری (از اولاد شاہ ولایتؒ)، پیدائش ۱۸۸۱ء۔ اردو فارسی عربی زبانوں پر اچھی مہارت تھی۔ خوش نویس اور اچھے خطاط تھے۔ بسلسلہ معاش بمبئی اور بجنور میں عرصہ تک مقیم

Marfat.com

رہے۔ قادر الکلام اور زود گو شاعر تھے۔ شاعری میں اپنے والد اور برادرِ بزرگ زیرک حسین رضی کے شاگرد تھے۔ شاعری اور خوش نویسی میں آپ کے بھی شاگرد کثیر تعداد میں تھے۔ ''تاج الکلام'' کے نام سے ''رباعیات عمر خیام'' کا اردو میں منظوم ترجمہ کیا۔ امیر خسرو کی بھی بعض فارسی غزلیات کا منظوم ترجمہ کیا تھا۔ ایک مثنوی ''لوحِ زمردیں'' بھی آپ کی یادگار ہے۔ ۱۹۲۵ء میں وفات پائی۔ منظور احمد افسر امروہوی نے حسب ذیل تاریخ وفات کہی:

دبستانِ جہاں خالیست افسر قوی خوش رقم استادِ فن رفت
صریرِ کلک می گوید بیاپے زبانِ خوش نویسی از زمن رفت ۱۹۲۵ء

آپ کا کلام مختلف گلدستوں میں شائع ہوا چند منتخب اشعار ملاحظہ ہوں:

پوچھتے کیا ہو، مُدعا کیا ہے خود سمجھ جاؤ، پوچھنا کیا ہے

کیا غور سے اے جانِ جہاں دیکھ رہے ہو تم سا کوئی آئینہ کے اندر تو نہیں ہے

آج تک صورت مریضِ غم کو دکھلائی نہیں یہ تو اے جانِ جہاں، شانِ مسیحائی نہیں

کیا تم سے شکایت، مجھے قسمت سے گلہ ہے پھرتا ہے مقدر، تو پلٹتی ہے نظر بھی

اب جذبِ محبت کا دکھاؤں گا تماشا کھنچکر نہ چلے آؤ، تو کچھ بات نہیں ہے

آج بوسے ان کے گن گن کے لئے دن گنا کرتے تھے اس دن کے لئے

÷÷÷÷÷÷÷÷÷

Marfat.com

فیاض علی خاں فیاضؔ

فیاض علی خاں ابن حکیم راحت علی خان حاذقؔ ساکن محلّہ چکلی وصدو، پیدائش ۶/ذی الحجہ ۱۳۱۳ھ م ۱۹/مئی ۱۸۹۶ء ذی علم گھرانے کے ذی علم شخص تھے۔ اپنے والد حکیم راحت علی خاں سے طب کی تحصیل کی تھی اور محلّہ صدو میں ہی مطب کرتے تھے۔ فارسی ادبیات میں خلیفہ شمس الدین واثقؔ صدیقی سے تلمذ تھا۔ امروہہ سے ایک ادبی رسالہ ''معراج الکلام'' کے نام سے جاری کیا تھا۔ جو عرصہ تک وقت کی پابندی کے ساتھ جاری رہا۔ ۲۵/۱۹۲۴ء نیز ۱۹۲۹ء کے بعض شمارے راقم الحروف کے پاس بھی محفوظ ہیں۔ شاعری میں بھی اپنے والد کے شاگرد تھے۔ ۲۱/اگست ۱۹۲۵ء، یکم صفر ۱۳۴۴ھ میں وفات پائی۔

نمونہ کلام:-

محبت کے سبب وعدے کو اس کے ہم نے سچ سمجھا
سمائی اس کی جھوٹی بات بھی دل میں یقیں ہو کر
اگر اے دل تجھے منظور ہی تھا خاک ہو جانا
تو اے کم بخت رہتا اس کے کوچہ کی زمیں ہو کر

☆

داغِ فراقِ یار جو لائے تھے دل میں ہم
روشن چراغ بن کے ہوا وہ مزار میں
فکر فراقِ یار بھی امید وصل بھی
دو پہلوؤں کا لطف ہے اک انتظار میں
مجھ سے لپٹ لپٹ کے وہ بولا شب وصال
کیا حسرتیں تھیں کہیے دلِ بے قرار میں
ارمان کیسے جاں کا نکلنا بھی ہے محال
فیاضؔ کیسے جاؤ گے تم کوئے یار میں

☆

کس طرح سے اس شوخ کی بدلے گی طبیعت
انداز تو زانو بھی بدلنے نہیں دیتے

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

Marfat.com

اتقی حسن یکتا

اتقی حسن یکتا ابن حکیم مصطفیٰ حسن ساکن محلہ بگلہ (از اولاد حضرت شاہ ولایتؒ)، ولادت ۱۲۹۸ھ میں ہوئی۔ اردو فارسی ادبیات میں اچھی استعداد رکھتے تھے۔ قومی کاموں میں خاص دلچسپی لیتے۔ عرصہ تک امام المدارس امروہہ کے منیجر بھی رہے اور کالج کی گراں قدر خدمات انجام دیں۔ شاعری میں مولوی اولاد حسن سلیم سے تلمذ تھا۔ غزل کے علاوہ رباعیات و قطعات بھی کہتے تھے۔ ۱۹۲۶ء م ۱۳۴۴ھ میں وفات پائی۔ اولاد ذکور میں ایک فرزند منتجب حسن منتجب بزمی تھے۔ جن کے فرزند مصطفیٰ جمال، مصطفیٰ کمال، مصطفیٰ اقبال پاکستان میں مقیم و آباد ہیں۔

نمونہ کلام :- رباعی

شہرہ تری بخشش کا ہے دیں داروں میں — اک دھوم ہے رحمت کی سیہ کاروں میں
ہے وحدہٗ لاشریک تو اے غفار — یکتا ہے یہ بندہ بھی گنہگاروں میں

☆

وہ پیش خدا ڈر سے پریشان بہت ہیں — ہم داد طلب کر کے پشیمان بہت ہیں
تصویر جو یوسف کی دکھائی تو وہ بولے — ایسے تو جہاں میں ابھی انسان بہت ہیں
ہاں اور کوئی وار ہو قاتل تیرے قربان — مقتول میں تیرے ابھی اوسان بہت ہیں[۱]

☆

مزار پر بھی نہ آئے وہ فاتحہ پڑھنے — لحد میں ہم نے قیامت کا انتظار کیا

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

۱۔ یہ تین اشعار خم خانہ جاوید جلد ششم سے ماخوذ ہیں۔

Marfat.com

حکیم زین العابدین ضیغم رضوی

مولوی حکیم زین العابدین ضیغم رضوی ابن حکیم اکبر علی ابن حسن عسکری (از اولاد حضرت شاہ ابن بدر چشتؒ) ذی استعداد عالم اور ماہرِ فن طبیب تھے۔ بڑے صاحب جائداد اور حکام رس تھے نیز سماجی کاموں میں سرگرم رہتے۔ ایک مدت تک کرنال اور مظفر نگر وغیرہ میں کامیاب مطب کیا۔ اس کے علاوہ بجنور اور مراد آباد میں آپ کے دو پریس بھی تھے۔ شاعری کا اچھا مذاق رکھتے تھے۔ نذر الحسن تپش امروہوی شاگرد عشق لکھنوی سے اصلاحِ سخن کرتے تھے۔ آخیر عمر میں عارضی طور پر بریلی میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ ''نعرۂ ضیغم'' آپ کی منظوم تصنیف یادگار ہے۔ ۱۱ر جولائی ۱۹۲۸ء کو وفات پائی۔ اولادِ ذکور میں چار فرزند حکیم حبیب الرحمٰن، حکیم سراج العارفین (م ۲۷ر جون ۱۹۵۴ء)، حکیم منہاج العارفین (م ۲۲ر ستمبر ۱۹۵۷ء) حکیم ضیاء العارفین عارف (م ۴ر دسمبر ۱۹۷۰ء) تھے۔[1]

نمونہ کلام :-

السلام اے آفتاب و رونقِ ایمان دیں ماہتابِ اوجِ عرفاں نورِ رب العالمین

آپ ہی ہیں باعثِ ایجادِ باغِ کائنات شافعِ روزِ قیامت بادشاہِ ملک و دیں

ہے یہ ضیغم بھی ثنا خواں آپؐ سے ذی جاہ کا
مہر کیجئے اس پہ صدقہ فاطمہؑ کے ماہ کا

****

1. تذکرہ بدرِ چشت صفحہ ۱۷۲، مولفہ جناب خورشید مصطفیٰ رضوی

Marfat.com

معصوم علی سیمابؔ

معصوم علی سیمابؔ ابن حسین بخش ساکن محلہ پیرزادہ (گھاٹے والی گلی) ولادت ۱۸۵۰ء میں ہوئی۔ فارسی عربی کی تعلیم حاصل کی، تکمیل تعلیم کے بعد درس و تدریس کا شغل اختیار کیا۔ ریاست تاجپور ضلع بجنور، بچھرایوں اور امروہہ وغیرہ میں مدرس رہے۔ شعر گوئی میں اچھا ملکہ پایا تھا۔ طبعاً لاپرواہ اور نام و نمود سے دور رہنے والے شخص تھے۔ صاحبِ خم خانہ جاوید لکھتے ہیں؛

''مشاق شاعر ہیں، جملہ اصناف سخن پر قادر ہیں تاریخ اور سجع بھی کہتے ہیں، مگر افسوس ہے آپ کا کلام بھی آپ کی لاپرواہی کی نذر ہے۔ ہر چند لکھا اپنا کچھ کلام بھیج دیجیئے مگر یہی جواب آیا ''میاں ہم کیا اور ہمارا کلام کیا اور بھلا میں اس قابل کہاں''۔[۱]

ایک مثنوی ''جادوئے رواں'' (مطبوعہ ۱۳۱۳ھ) اور ''شمع ایمن معرفت'' (۱۹۱۸ء) آپ کی یادگار ہیں۔ آپ کے ایک پرپوتے نے آپ کا کلام جمع کر کے ''دیوانِ سیماب'' کے نام سے شائع کیا ہے۔ ۱۹۲۸ء میں وفات پائی اور روضۂ حضرت شاہ ابن بدر چشتیؒ میں مدفون ہوئے۔ اردو فارسی کا نمونہ کلام حسب ذیل ہے۔

نعت

اے خسروِ عرش آستاں مشتاقِ دربارِ توام ✽ وے سیر گاہت لامکاں مشتاقِ دربارِ توام

---

[۱] خم خانہ جاوید جلد چہارم صفحہ ۳۲۷، مولفہ لالہ سری رام

Marfat.com

رشکِ گلِ تر رُوئے تو سنبل خجل از موئے تو　　اے قامتت سروِ رواں مشتاق در بارِ توام
اے نورِ چشم بو البشر خاکِ درِ تو سر بسر　　شد سرمۂ چشم بتاں مشتاق در بارِ توام
نے جز غمت غم خوارِ من نے غیر ذکرت یارِ من　　افتادہ ام بے خانماں مشتاق در بارِ توام
بیمارِ شوقت نیم جاں از دردِ فرقت ناتواں　　دل نالہ کش لب پُر فغاں مشتاق در بارِ توام
تاریک شب، رہ پُر خطر، گم کردہ راہ و راہبر　　وامانده دور از کارواں مشتاق در بارِ توام
اے مولدت فرشِ زمیں، وے مسکنت عرشِ بریں　　بازی گہت کون و مکاں مشتاق در بارِ توام
می خواہد از دردِ دل سیمابؔ تو امروہوی　　برخواں ازیں ہندوستاں مشتاق در بارِ توام

☆

راہ تکتے ہیں تری ہم چشمِ تر کھولے ہوئے　　مردمِ آبی ہیں آغوشِ نظر کھولے ہوئے

÷÷÷÷÷÷÷÷÷

مولوی قاسم علی خواہاںؔ

مولوی قاسم علی امروہوی متخلص بہ خواہاںؔ ابن ولایت علی ابن محبوب علی ابن نذر علی امروہوی ثم بریلوی، (از اولاد حضرت شرف الدین حسن شاہ ولایتؒ) ان میں نذر علی اٹھارہویں صدی کے آواخر میں امروہہ سے ترکِ سکونت کر کے بریلی چلے گئے اور ان کی تمام اولاد وہاں آباد ہوئی یہ لوگ مذہباً سنّی ہیں صاحب تاریخ امروہہ علامہ محمود احمد عباسی نذر علی کے پردادا علی اکبر کے بارے میں لکھتے ہیں کہ؛

"علی اکبر نبیرۂ دیوان سید منجھو (مورث سادات لکڑہ)
کی اولاد سے جو خاندان بریلی میں متوطن ہے وہ اباعن

Marfat.com

جدّ سنی المذہب ہے۔''[1]

بریلی میں ہی ۱۸۴۹ء م ۱۲۶۶ھ میں مولوی قاسم علی خواہاںؔ کی ولادت ہوئی۔ لالہ سری رام نے بھی ان کے ذکر میں لکھا ہے کہ؛

''بزرگ ان کے امروہہ کے رہنے والے تھے۔'' (خم خانہ جاوید جلد سوم ص ۶۲)

مولوی قاسم علی خواہاںؔ بریلوی نے خلیفہ امیر الدین آزادؔ بریلوی سے فارسی درسیات کی تحصیل کے بعد مولانا محمد احسن نانوتویؒ سے دیگر علوم وفنون کی تحصیل کی۔ تحصیل علم کے بعد تقریباً پچاس سال تک گورنمنٹ ہائی اسکول بریلی میں ہیڈ مولوی رہے۔ ۱۹۱۹ء میں گورنمنٹ ہائی اسکول سے ریٹائر ہوئے اور تاحیات مدرسہ مصباح العلوم، مداری دروازہ میں بلا معاوضہ تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ شاعری میں امیر الدین آزادؔ بریلوی کے شاگرد تھے۔ بریلی کے نامور استاد شعراء میں سے تھے، بہت سے معروف شعراء کو آپ سے شرف تلمذ تھا۔ قادر الکلام شاعر تھے۔ اردو فارسی زبانوں میں بلا تکلف شعر کہتے تھے۔

لیکن افسوس آپ کا کوئی دیوان شائع نہ ہوسکا البتہ مختلف گلدستوں اور ادبی رسائل میں آپ کا خاصہ کلام محفوظ ہے۔ ۱۹۳۸ء م ۱۳۵۷ھ میں وفات پائی۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو؛

یہ بزم رندِ میخواراں ہے اٹھئے حضرتِ زاہد ۔۔۔ سنبھالے آپ ہاتھوں سے کہاں دستار بیٹھے ہیں

---

[1] تاریخ امروہہ مطبوعہ ۱۹۳۰ء، مولفہ محمود احمد عباسی صفحہ ۲۶۲، معلوم نہیں کیوں موجودہ شجرات سے ان لوگوں کے اسماء ختم کردئے گئے جب کہ دیگر مہاجرینِ امروہہ کے بارے میں لکھا گیا ہے کہ نزیل میرٹھ، دہلی، پاکستان وغیرہ

Marfat.com

عیادت وہ مسیحا دم کرے تو جاں نکل جائے　　سرِ بالیں تسلی کے لئے کیوں یار بیٹھے ہیں
نہیں قیدِ مکانِ خاص پھر ہر جا وہی وہ ہیں　　عبث دیر و حرم میں کافر و دیندار بیٹھے ہیں
☆
کعبہ سے دیر، دیر سے کعبے کو جائیں گے　　لائیں گے ڈھونڈھ کر وہ ملیں گے جہاں کہیں
☆
قاصد کے ساتھ خود چلے آئے جواب میں　　کیا جانے لکھ گیا تھا میں کیا اضطراب میں
دیکھا مری طرف مرے ساقی نے اس طرح　　توبہ تڑپ کے آ گئی جام شراب میں
یہ جور یہ ستم تو نہیں بے سبب ذرا　　شاید ہوں آجکل نظر انتخاب میں
☆
اے ادب آ کے ذرا دیکھ مقام تسلیم　　راہِ معشوق میں سر رکھتے ہیں پا سے پہلے

÷÷÷÷÷÷÷÷

محامد حسین وفاؔ رضوی

محامد حسین وفاؔ ابن محمد حسین (از اولاد حضرت شاہ ابن بدر چشتؒ)

ولادت ۱۲۸۵ھ م ۱۸۶۹ء میں ہوئی۔ ابتدأ امروہہ میں حضرت مولانا احمد حسن محدث امروہویؒ کی نگرانی میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد جے پور اور ٹونک میں تحصیل علم کی۔ ادبیات فارسی کی تحصیل مولانا غضنفر علی سے کی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد درس و تدریس کا مشغلہ اختیار کیا۔ شاعری سے خاص لگاؤ تھا۔ اس فن میں امیر حسن سہاؔ کے شاگرد ہوئے۔ اردو فارسی دونوں زبانوں میں شعر کہتے تھے۔ تاریخ گوئی سے بھی لگاؤ تھا۔ ''خانقاہِ بدرِ چشتؒ'' کی از سرنو تعمیر پر آپ نے حسبِ ذیل تاریخ کہی:

بے شش و پنج از زبانِ قدسیاں ☆ گفت حامد ''خانقاہِ بے نظیر''

Marfat.com

آپ حامدؔ اور وفاؔ تخلص کرتے تھے۔ ۱۳۴۸ھ م ۱۹۲۹ء میں ٹونک میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔ آپ کے فرزند اکبر مسعود حسن متخلص بہ فناؔ (ذی الحجہ ۵ ۱۳۰۷ھ) بھی شعر وسخن سے ذوق رکھتے تھے۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو:

جسکی تمام عمر کٹی انتظار میں — کیا سوئیگا وہ چین سے کنج مزار میں
ساقی کی ہر ادا خلل انداز ہوگئی — ہوش وحواس وصبر وسکون وقرار میں
مجھ کو نیاز مند کیا تجھ کو بے نیاز — ہے کس کو دخل قدرت پروردگار میں
شوخی تو دیکھئے کسی نیچی نگاہ کی — میرے ہی دل کو تاک کے مارا ہزار میں
اے رشکِ مہ ثوابت وسیار ہیں گواہ — وعدے کی ساری رات کٹی انتظار میں
پردے کا ہے خیال تو دل سا مکاں ہے — آنکھوں کا فرش کرتے ہیں ہم رہگزار میں
ہم بھول کر بھی آ نہیں سکتے کبھی وفاؔ — دام فریب ہستی ناپائیدار میں [1]

☆

پھر دکھاتے ہیں وہ اب شوخیٔ رفتار مجھے — کچھ قیامت کے نظر آتے ہیں آثار مجھے
ایسے دیوانے کا کچھ کام نہ تھا محشر میں — آگیا یاد ترا وعدۂ دیدار مجھے
اب قیامت ہی اُٹھیگی تو اُٹھونگا میں بھی — کیا اٹھائیں گے تری بزم سے اغیار مجھے
عرض مطلب کے لئے کس کی زباں لاؤنگا — سامنے اس کے لئے جاتے ہو بیکار مجھے
اے وفاؔ زینتِ میخانہ ہے اپنے دم سے — کہتے ہیں پیرِ مغاں رندِ قدح خوار مجھے [2]

÷÷÷÷÷÷÷

منشی عبدالشکور قائلؔ صدیقی

مولوی منشی عبدالشکور صدیقی ابن منشی عبدالغفور ساکن محلہ چلہ خاندان

۱۔ معراج الکلام صفحہ ۱۷، جولائی ۱۹۲۴ء سے انتخاب ۲۔ ایضاً صفحہ ۱۱، اگست ۱۹۲۵ء

Marfat.com

حکمت نشان کے نامور طبیب حکیم علیم اللہ صدیقی کے بھائی امام علی کی اولاد میں سے تھے۔ اردو فارسی اور عربی کے ذی استعداد عالم اور مدرسہ چلہ میں مدرس تھے۔ بقول حکیم صیانت اللہ صاحب صدیقی مرحوم

''آپ مدرسہ چلہ میں فارسی کے استاد اور اردو فارسی کے خوش فکر شاعر تھے۔آپ کا ایک فارسی دیوان تھا جو برباد ہوگیا۔فارسی کے استاد شعراء میں سے تھے۔''

شعر گوئی میں غلام نبی خاں شاعر عباسی کے شاگرد رہے۔ ۱۹۲۹ء میں وفات پائی۔ اولاد ذکور میں ایک صاحبزادے مولانا عبدالودود صدیقی ذی استعداد عالم تھے۔ دارالعلوم چلہ اور حیات العلوم مراد آباد میں مدرس رہے۔ آپ کے چار صاحبزادے ناظر علی، منظر علی، عبدالحفیظ، ڈاکٹر ناظم علی ہیں۔ ناظر علی مقیم شیو پور مدھیہ پردیش کے چار صاحبزادے سہیل اقبال، نجم اقبال، پرویز اقبال اور اعظم اقبال ہیں۔نمونہ کلام:-

چاک پیراہن ہستی کو رفو میں کرتا
رشتۂ عمر کا مل جاتا اگر تار مجھے

ان کے کوچے میں جگہ پانے سے شاہی پائی
ہو گیا ظلِ ہما سایۂ دیوار مجھے

میرا یہ دل ہے کہ دل دیدیا میں نے تجھ کو
تو دلاسا بھی نہیں دیتا ہے اے یار مجھے

شکوۂ ہجر جو کرتا ہوں تو وہ کہتے ہیں
بس اسی حوصلے پر کرتے ہو تم پیار مجھے!

انتالیس اشعار پر مشتمل آپ کا ایک قصیدہ در مدح حضرت ابوالفتح شاہ ابن بدر چشتی ''درِ مقصود'' شمارہ نمبر ۸ مطبوعہ ۱۹۲۶ء میں شامل ہے۔جس کا مطلع یہ ہے؛

مہر خوباں کا مرے خانہ دل میں ہے گذر ☆ گنبدِ چرخ سے یا آیا ہے خورشید اتر

! معراج الکلام صفحہ ۱۰/۹' ماہ اگست ۱۹۲۵ء

Marfat.com

خلیفہ شمس الدین واؔفی صدیقی

خلیفہ شمس الدین واؔفی بن خلیفہ فیروز علی ساکن محلّہ گھیر مناف (از اولاد شیخ ابولمناف صدیقی)، خلیفہ شمس الدین واؔفی صاحب علم و فضل تھے۔ عربی فارسی علوم پر اچھی نظر تھی۔ فارسی کے یکتائے زمانہ استاد تھے۔ مدۃ العمر اپنی آبائی مسجد میں امام و خطیب رہے وہیں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ دیارِ امروہہ میں آپ کے شاگرد کثیر تعداد میں تھے۔ حکیم نیاز علی ساکن محلّہ صد، نے اپنے صاحبزادوں کا اتالیق مقرر کیا تھا۔ جیسا کہ تاریخ اصغری کا بیان ہے:

"شیخ شمس الدین واؔفی تخلص ولد شیخ فیروز علی حکیم نیاز علی خاں کے صاحبزادے کی تعلیم پر مقرر ہیں۔"[1]

شعر گوئی میں خاص ملکہ تھا۔ مومن حسین صفؔی امروہوی ساکن محلّہ گذری کے شاگرد تھے۔[2] مولوی اصغر حسین کی فرمائش پر تاریخ اصغری کے لئے حسب ذیل قطعہ لکھا جس کو مولفِ تاریخ اصغری نے اس عنوان سے پیش کیا۔

"قطعہ تاریخ نتیجۂ فکر وقاد ذہن نقاد شیخ شمس الدین متخلص بہ واؔفی"

میر اصغر حسین صاحب نے ۔۔۔ کی یہ تالیف لاجواب کتاب
عیسوی سال ہے یہ اے واؔفی ۔۔۔ ہے لکھی بے شک انتخاب کتاب[3] ۱۸۸۹ء

آپ کے شاگردوں کی تعداد کثیر تھی۔ چند اسماء یہ ہیں: حکیم کلب علی صاحب شاؔہد، مختار حسین تاباؔں نقوی، منشی عبدالرب شکیؔب صدیقی، حکیم راحت علی خاں حاذؔق، مرزا حیدر علی فضاؔ، قاضی احسان حسن صدیقی، برج باسی لال

۱۔ تاریخ اصغری، مولفہ مولوی اصغر حسین صفحہ ۱۸۳ ۲۔ ایضاً ۳۔ ایضاً

Marfat.com

عاجزؔ امروہوی وغیرہ۔ صاحب دیوان شاعر تھے۔ قلمی دیوان موجود ہے راقم الحروف کی نظر سے نہیں گذرا، آپ کے نبیرہ زاہد حسین صاحب کا بیان ہے کہ اس میں عربی، فارسی اور اردو تینوں زبانوں میں اشعار موجود ہیں اور تقریباً تین سو صفحات کی ضخامت ہے۔ آپ نے گلستاں کی حکایات میں آئے تمام اشعار کا اردو میں منظوم ترجمہ کیا تھا۔ نہایت خوش خط اور فن خوشنویسی کے ماہر تھے۔ اپنے احباب کو اپنے اشعار خوش خط لکھکر دیتے جسے لوگ ''عیدی'' کہتے تھے۔ ایک عیدی ملاحظہ ہو:

نیزہ آیا سید سالار کا غم سے سینہ چاک ہے کفار کا
پہن کر پوشاک عمدہ ہر بشر دیکھنے نکلا ہے میلہ چھوڑے بازار کا[1]

۱۹۳۰ء میں وفات پائی اور درگاہ شاہ گھاسیؒ میں مدفون ہوئے۔

نمونہ کلام:۔

نعت شریف

سبق ہر دم ہے مجھ کو مصحفِ رخسار دلبر کا ہے ابرو مدِ بسم اللہ اس قرآنِ اطہر کا
ہے عکس آئینہ دل میں جو اس روئے منور کا قمر روشن ہوا پر تو پڑا خورشید انور کا
ہے میرے خانۂ دل میں مکاں اللہ اکبر کا ملا ادنیٰ کو اعلیٰ رتبہ دیکھو عرشِ برتر کا
مجھے دہشت نہیں ہنگامہ محشر سے اے وافیؔ وسیلہ ہے ابو بکرؓ و عمرؓ عثمانؓ و حیدرؓ کا

(نسیم چمن صفحہ ۱۶ ۱۸۹۵ء امروہہ)

☆

آمد آمد ہے گلستاں میں یہ کس گل کی نسیم کیوں یہ مرغانِ چمن نغمہ سرا ہوتے ہیں
کیوں رہِ عشق میں آفات سے گھبرائیں ہم راہی منزل تسلیم و رضا ہوتے ہیں
برچھیاں رنج کی چل جاتی ہیں میرے دل پر غیر سے آپ کے جب ناز و ادا ہوتے ہیں

---

[1] یہ عیدی راقم الحروف کو حکیم کلبِ علی صاحب شاہدؔ نے سنائی تھی۔

Marfat.com

خاکساروں کو جو دو بوسہ تو رخ پائے جلا
اے صنم خاک سے آئینہ صفا ہوتے ہیں
ہے عجب اس سے کہ واثق سے کیا وعدہ وفا
بیوفاؤں سے کہیں وعدے وفا ہوتے ہیں
(ماخوذ گلدستہ دسمبر ۱۸۹۳ء صفحہ ۲۰)

☆

اے ترکِ شوخ حاجتِ شمشیر کیا تجھے
گردن زنی ہماری ترے بانکپن میں ہے
رُخسار یار پر جو پڑی ہے نقابِ زلف
تاریکی ہے جہاں میں کہ سورج گہن میں ہے
فرقت میں جل رہا ہے اک آتش مزاج کی
واثق کا حال پوچھو نہ اب کس جلن میں ہے

☆

کرتا ہے کیوں کنارہ مرے شور و نالہ سے
او بحر حُسن درد سے کیا آشنا نہیں
یہ ہیں ہمیں جو جھیلتے ہیں ناز آپ کے
تم نے ہمارا ایک بھی کہنا سنا نہیں
دنیائے دوں پرست کہ واثق جو پیش زر
قدر کمال و ذات و ہنر مطلقا نہیں

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

علی تقی خاں تقیؔ

علی تقی خاں تقیؔ ابن علی منتظم خاں ساکن محلہ گذری گھڑیال منزل (از اولاد شرف الدین حسن شاہ ولایتؒ) ذی علم، حکام رس اور حکومتِ برطانیہ کے درباری تھے۔ ''گلدستۂ ساداتِ امروہہ'' کے بیان کے مطابق شاعری میں امیرؔ مینائی کے شاگرد تھے۔ امروہہ کے مختلف شعری گلدستوں میں آپ کا کلام موجود ہے اولاد ذکور میں علی عاصم (لاولد) علی محتشم اور علی اطہر اور علی اختر تھے۔ ان میں صرف علی اختر کے اولاد ہے جو پاکستان میں آباد ہے۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو:

اگر جانا تمہیں ہر روز رہتا ہے کہیں ایسا
چلے جایا کرو اچھا ذرا دم بھر یہیں ہو کر

Marfat.com

عجب بے درد کے پالے پڑا ہے یہ دلِ غمگیں
نہیں پرساں رہیں کیسے ہی ہم اندوہ گیں ہوکر

محمد مصطفےؐ کی ذاتِ بے ہمتا کا کیا کہنا
تقی وہ آگئے اک آن میں عرشِ بریں ہوکر

☆

بجھتی نہیں لگی ہوئی دل کی میں کیا کروں
کم بخت دل نہیں ہے مرا اختیار میں

÷÷÷÷÷÷÷

حکیم مہدی حسن سیف عباسی

مولوی حکیم مہدی حسن ابن عبدالحمید ابن مولوی سبحان بخش[1] عباسی ساکن محلہ ملانہ امروہہ (از اولاد مولانا لال عباسیؒ) امروہہ اور جے پور میں مختلف اساتذہ سے علوم متداولہ کی تحصیل کی۔ فن طب میں کمال پیدا کیا۔ احترام الدین شاغل عثمانی صاحب ''تذکرہ شعرائے جے پور'' لکھتے ہیں:

---

[1] مولوی سبحان بخش ابن خدابخش عباسی مولوی امام الدین نخشیؒ امروہوی اور مولوی امداد العلی امروہوی کے تلامذہ میں سے تھے۔ مدت العمر اپنے مکان پر درس وتدریس کا شغل رکھا صوفی منش بزرگ تھے۔ مولانا عبدالحیٔ خلیفہ حضرت شاہ غلام علی دہلوی سے بیعت تھے۔ آپ کے تین صاحبزادے حافظ محمد عمر' عبدالمجید اور عبدالحمید تھے۔ محمد عمر صاحب جے پور میں استاد رہے تھے۔ ان کے دو فرزند منشی آلِ عباس صاحب اور بنی عباس صاحب ہوئے۔ بنی عباس عباسی کے لائق فرزند جناب ظلِ عباس صاحب عباسی (م ۲۳ر مارچ ۱۹۹۷ء/ ۱۳ر ذیقعدہ ۱۴۱۷ھ) ذی علم اور معروف صحافی تھے۔ فارسی ادبیات کا اچھا مذاق رکھتے تھے۔ آپ کے صاحبزادے دانش عباس' اور داور عباس (ایم۔ بی۔ بی۔ ایس، ایم۔ ایس) ہیں۔ شوکت عباس عباسی نے پاکستان میں انتقال کیا۔ ان کی اولاد وہیں مقیم وآباد ہے۔

Marfat.com

’’جے پور کے مشہور اطباء میں تھے۔ فن موسیقی کے متعلق آپ نے ایک مضمون بھی لکھا تھا جو ماہ نامہ ’’شادماں‘‘ جے پور ماہ جنوری ۱۹۲۵ء میں طبع ہوا‘ وہ حقیقتاً ایک شرح ترجمہ ہے اس عبارت کا جو صاحب غیاث اللغات نے بذیل لفظ موسیقی لکھی ہے۔‘‘[1]

آپ کے دو صاحبزادے نورالحسن (پینشنر ریاست جے پور) وظہور الحسن تھے۔ (تحقیق الانساب صفحہ ۲۲۶) نمونہ کلام:-

جدا فرقت میں دل ایسا مرا اندوہگیں ہو کر
کہ دم نکلا میرے سینہ سے آہِ آتشیں ہو کر

فشارِ قبر سے بھولا ہوں اب میں جور گردوں کو
زمیں نے پیس ڈالا ہے مجھے چرخِ بریں ہو کر

مجھے یہ ضد نہ نکلو ہو کے کوئے غیر کی جانب
انھیں یہ ہٹ کہ آئیں گے یہاں ہم تو وہیں ہو

گریباں چاک کر کے جائیں گے صحرائے وحشت کو
رہیں گے نجد میں اب قیس کے ہم جانشیں ہو کر

کیا پامال میرے دل میں رہ کر آپ نے دل کو
مکان اپنا کوئی برباد کرتا ہے مکیں ہو کر

کئے ہیں پردے ہی پردے میں بسمل سینکڑوں عاشق
ہوئی ہیں اور بھی شوخ ان کی آنکھیں شرمگیں ہو کر

دکھا دو خواب میں آ کر جو جلوہ روئے روشن کا
چمک جائے ستارہ میرا خورشید مبیں ہو کر

کمالِ حسن سے ہے دولت و اقبال وابستہ
عزیزِ مصر یوسفؑ ہو گئے آخر حسیں ہو کر

نکل کر خلد سے آدم کو کتنا غم ہوا ہوگا
کسی کی بزم سے ہم نکلے جب اتنے حزیں ہو کر

ہماری زندگی تو رنج و غم میں ہی ہوئی آخر
محبت میں کوئی خوش بھی ہوا ہوگا حزیں ہو کر

دُرِ دندانِ جاناں یاد جب آئے دمِ گریہ
مری آنکھوں سے نکلے اشکِ غم دُرِ ثمیں ہو کر

ترے کوچہ میں آپہنچا ہوں لیکن اب یہ حسرت ہے
کہ مٹ جاؤں تری چوکھٹ پہ میں نقشِ جبیں ہو کر

ہم اس ناکامیٔ قسمت کو کب تک سیفؔ روئیں گے
کہ نکلی وقتِ وعدہ ان کے منہ سے ہاں نہیں ہو کر

---

[1] تذکرہ شعرائے جے پور صفحہ ۶۷۴، مولفہ احترام الدین شاغل عثمانی

Marfat.com

صاحبِ تذکرہ شعرائے بے پورا احترام الدین شاغل عثمانی نے اس غزل کے صرف تین شعر مطلع دوسرا شعر اور مقطع نقل کئے ہیں لیکن مقطع اس طرح ہے جس میں تخلص ''مہدی'' نظم ہے۔

ہم اس ناکامیٔ قسمت کو کب تک رئیں گے مہدیؔ ☆ کہ نکلی وقتِ وعدہ ان کے منھ سے ہاں نہیں ہوئی

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

حکیم اسرار الحق شوقؔ صدیقی

مولوی حکیم اسرار الحق شوقؔ ابن حکیم مولوی عبد القیوم ساکن محلّہ قریشی (از اولاد حضرت قاضی نظام الدین صدیقیؒ) ولادت ۱۸۷۴ء میں ہوئی۔ مدرسہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد امروہہ کے فارغ التحصیل عالم اور مولانا احمد حسن محدث امروہویؒ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ فن طب کی تحصیل اپنے والد اور عم بزرگوار حکیم عبد السلام وغیرہ سے کی بعد میں طب کی بعض کتب حاذق الملک اول حکیم عبد المجید خاں اور حکیم محمد واصل خاں مرحوم دہلوی سے پڑھیں۔ طب کے علاوہ دوسرے علوم وفنون میں بھی دستگاہ رکھتے تھے۔ درس و تدریس سے شغف تھا۔ بہت سے لوگوں کو فن طب میں آپ سے تلمذ ہے۔ حکیم محمد فیروز الدین لکھتے ہیں؛

> ''آپ نے اکثر معرکے کے علاجوں میں کامیابی حاصل کی۔ طلباء علمِ طب صدہا فیض یاب ہوتے ہیں۔ علم طب کی تعلیم میں خاص ملکہ حاصل ہے۔''[1]

---

[1] رموز الاطباء صفحہ ۳۷۲ مولفہ حکیم محمد فیروز الدین

Marfat.com

شعر گوئی کے علاوہ تصنیف و تالیف میں بھی دخل رکھتے تھے۔ ''اسرار الاسرار'' (فن معالجات پر ایک مبسوط کتاب ہے) ''اظہار الحق'' (علم عقائد میں ہے) ''اسرار الشہادتین'' ''دافع الطاعون'' ''خواص الادویہ'' کے علاوہ بھی کئی طبی بیاضیں اور دیگر رسائل آپ سے یادگار ہیں۔ ایک بیاض (فارسی) اپنے خاندانی حالات پر بھی لکھی تھی۔ جو راقم الحروف کے مطالعہ میں رہی ہے۔ شعر گوئی میں مولوی قطب الدین صدیقی امروہوی اور مولوی اصغر علی ثابت رامپوری سے تلمذ تھا۔ صاحب ''خم خانہ جاوید'' لکھتے ہیں:

''شوق مرحوم نے فن شعر کی ابتداء مولوی اصغر علی ثابت رامپوری سے کی اس کے بعد مولوی قطب الدین قطب امروہوی سے بھی استفادہ کیا آخر زمانے میں کسی کو کلام نہ دکھاتے تھے۔''[1]

۱۳ر رمضان المبارک ۱۳۴۹ھ م ۲ر فروری ۱۹۳۱ء بروز پیر وفات پائی۔ اردو فارسی دونوں زبانوں میں شعر کہتے تھے۔ ایک قصیدہ امیر المومنین خلیفہ چہارم حضرت علیؑ کی شان میں فارسی میں لکھا جو ''نظام المشائخ'' کانپور میں شائع ہوا جس کا مطلع حسب ذیل ہے۔

اے مصدر نور قدم دریائے فیضان خدا ☆ اے فخر علم من لدن اے منبع جود و سخا

نمونہ کلام:-

سب میں ظاہر ہیں مگر سب میں نہاں رہتے ہیں ☆ خود نشاں دیکے وہ بے نام و نشاں رہتے ہیں
ہیں وہی اوّل و آخر وہی ظاہر باطن ☆ بھید کھلتا نہیں پھر بھی وہ کہاں رہتے ہیں
ہم تو مٹ کر بھی رہے مجرم جرم الفت ☆ وہ مٹا کر بھی مسیحائے زماں رہتے ہیں
جاگتا رہتا ہے سوتے میں بھی جادوان کا ☆ تیرا ندازوہ بے تیر دکماں رہتے ہیں

---

[1] خم خانہ جاوید صفحہ ۹۸، جلد پنجم، مولفہ لالہ سری رام

Marfat.com

آنے دیتے ہی نہیں ان کے سوا کوئی خیال — دل کے ارمان ہی دل کے نگراں رہتے ہیں
آہ اے عیسیٰ دوراں تیرے بیمار فراق — مرتے مرتے بھی سوئے در نگراں رہتے ہیں
ہم تو مشرک ہوں اگر غیر کی جانب دیکھیں — آپ ہر دل میں مکیں صورت جاں رہتے ہیں
مسجد و دیر و کلیسا و کنشت و کعبہ — سب یہ خالی ہیں تو پھر آپ کہاں رہتے ہیں
بے حجابی میں بھی پردہ نہیں اٹھتا رخ سے — دل میں آکر بھی وہ آنکھوں سے نہاں رہتے ہیں
دیر و کعبہ میں عبث شیخ و برہمن ہیں مقیم — وہ یہاں رہتے ہیں حاشا نہ وہاں رہتے ہیں
وہ دکھاتے ہیں ہر اک چیز میں جلوہ لیکن — ڈھونڈنے والوں کی نظروں سے نہاں رہتے ہیں
حسرت شوق یہ جانبازی کی جرأت کب تک — رات دن آپ تو مصروف فغاں رہتے ہیں

زمانہ تمہیں بے وفا جانتا ہے — جو تم ہو وہ دل یا خدا جانتا ہے
جو ہستی کو اپنی فنا جانتا ہے — وہ مٹنا کسی پر بقا جانتا ہے
ہوسناک الفت کو کیا جانتا ہے — مزا درد کا مبتلا جانتا ہے
بسا جس کے سر میں ہے الفت کا نغمہ — وہی لطف قالو بلیٰ جانتا ہے
ہدف ہو جو تیر نظر کا کسی کی — وہی درد دل کا مزا جانتا ہے
وہ کیوں پوچھتے دل کی حالت کو قاصد — یہ کیا ماجرا ہے خدا جانتا ہے
کھلی جس پہ رمز مجاز و حقیقت — محبت کو وہ رہنما جانتا ہے
ڈبویا ہمیں سادہ لوحی نے دل کی — یہ اب تک انھیں باوفا جانتا ہے
بظاہر ہے وہ شوق گو لاکھ غافل — مگر سب کا اچھا برا جانتا ہے

☆

مضطر جو آیا حشر میں قاتل نظر مجھے — اس کے گنہ رکھے پڑے اپنے سر مجھے
دنیا کا کچھ پتا ہے نہ دیں کی خبر مجھے — دونوں جہاں سے کھو گئی تیری نظر مجھے
تجھکو دکھاؤں تیری نگاہوں کی شوخیاں — مل جائے میرا دل تجھے تیری نظر مجھے
اے شوق چار دن میں یہ صورت بدل گئی — پہچانتا نہیں ہے مرا نامہ بر مجھے

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

Marfat.com

Marfat.com

حکیم راحت علی خاں حاذقؔ

حکیم راحت علی خاں حاذقؔ ابن حکیم نیاز علی خاں (از اولاد شیخ سماء الدین کنبوہ) پیدائش ۱۴/ ذی الحجہ ۱۲۷۷ھ محلّہ چکلی میں ہوئی۔ فارسی درسیات کی تحصیل خلیفہ شمس الدین واثق صدیقی سے کی (تاریخ اصغری صفحہ ۱۸۳) فن طب میں مہارت رکھتے تھے۔ کچھ عرصہ نواب حامد علی خاں والی ریاست رامپور کے طبیب خاص رہے۔ امروہہ کے آنریری مجسٹریٹ بھی رہے تھے۔ فن شعر گوئی میں مولوی اولاد حسن سلیم اور امیرؔ مینائی سے تلمذ تھا۔

۹/ فروری ۱۹۳۱ء م ۲۰/ رمضان المبارک ۱۳۴۹ھ کو وفات پائی۔ کلام ''دیوانِ حاذقؔ'' کے نام سے آپ کے برادر زادے حکیم کاظم علی خاں ایڈوکیٹ نے شائع کیا ہے۔ شعر سلیقہ سے کہتے تھے۔

نمونہ کلام :-

بے حکم نہ حالِ دل بیمار کہوں گا　　گر آپ سنیں گے تو میں سو بار کہوں گا

☆

تیغ نگہ یار میں ہے کیسی صفائی　　دِل کاٹتی ہے جسم پہ چرکا نہیں ہوتا

☆

چھپ کر مری نظر سے گیا مہ لقا کے پاس　　حاذقؔ سے چال کی یہ دلِ راز دار نے

☆

دل مرا نوحہ گر نہ ہو جائے　　کہیں ان کو خبر نہ ہو جائے

نہ سنو قصہ ہائے بیتابی　　دشمنوں پر اثر نہ ہو جائے

زلف کو رخ سے کیوں ہٹاتے ہو　　شب غم کی سحر نہ ہو جائے

آہ آہستہ کھینچ اے حاذقؔ　　یار کو درد سر نہ ہو جائے

****

Marfat.com

شاہ عبدالحلیم حلیمؔ عباسی

شاہ عبدالحلیم حلیمؔ عباسی ابن مولوی عبدالکریم ساکن محلّہ مولانا (از اولاد مولانا لال عباسیؒ) پیدائش تقریباً ۱۸۳۲ء م ۱۲۴۸ھ میں ہوئی۔ اپنے والد اور دیگر اساتذہ سے اردو فارسی اور عربی پڑھی۔ عرصہ تک محکمہ فوج ریاست جے پور میں متصدی رہے۔ مزاج صوفیانہ تھا۔ حضرت شاہ محمد زماں خاں سے سلسلۂ نقشبندیہ میں بیعت تھے۔ محمود احمد عباسی لکھتے ہیں:

> ''آغازِ جوانی میں وطن سے نکل کر ریاست جے پور پہونچے اور عرصہ تک محکمۂ فوج میں متصدی رہے۔ اوراد و وظائف کا شغل اور تصوف کی جانب شروع سے رجحان خاطر تھا...... حضرت شاہ زماں خاں سے خاندانِ نقشبندیہ میں نسبت بیعت درست کی۔ اس کے بعد طبیعت کا رنگ بالکل بدل گیا' اہلِ دنیا سے بے تعلقی اور شہرت و ناموری سے گریز رہا''۔[1]

شاعری میں نواب محمد زکریا خاں زکیؔ دہلوی سے تلمذ تھا جو مرزا غالب کے شاگرد تھے۔ صاحب دیوان تھے۔ ''خزینۂ ندرت'' کے نام سے ۱۹۱۱ء میں آپ کا دیوان شائع ہوا تھا۔ جس کے کئی ایڈیشن شائع ہوئے۔ شاگرد اور مریدین کی تعداد کثیر تھی۔ ۲۲ ربیع الاول ۱۳۵۰ھ م ۷ اگست ۱۹۳۱ء کو انتقال کیا۔

---

[1] تذکرۃ الکرام صفحہ ۲۲۲ مولفہ محمود احمد عباسی

Marfat.com

نمونہ کلام :-

اخلاقِ محمدؐ سے مہذب ہوا عالم　　تہذیب کا انکار ہے انکارِ محمدؐ
وہ لوگ ملائک سے نہ تھے رتبہ میں کمتر　　ہر وقت تھے جو حاضرِ دربارِ محمدؐ

☆

لن ترانی کہہ دیا تھا آزمانے کے لئے　　وہ تو خود بے چین تھے جلوہ دکھانے کے لئے

☆

اس کے کوچہ میں جاکے خاک ہوئی　　آبرو سب رہی سہی دِل کی
یہی ارماں رہا حلیمؔ مجھے　　بات وہ پوچھتے کبھی دل کی

☆

نقدِ جاں تو ہے، نذر جاناں کو　　پاس اگر مال و زر نہیں نہ سہی
کیوں بگڑتے ہو میرے کہنے پر　　آپ اگر فتنہ گر نہیں نہ سہی

☆

ایک دن ہو تو کہوں حال کسی سے دل کا　　کون سنتا ہے مرا شور و فغاں روز کے روز

÷÷÷÷÷÷÷÷÷

بشیر احمد فانیؔ

منشی بشیر احمد فانیؔ ابن سعادت علی ساکن محلہ بٹوال، ولادت تقریباً ۹۵/۱۸۹۴ء میں ہوئی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد تجارت کا پیشہ اختیار کیا۔ قومی وملی کاموں سے دلچسپی رکھتے تھے۔ ہر دل عزیز شخصیت کے مالک تھے۔ آخر عمر میں میونسپل کمشنر منتخب ہوئے۔ فن شعر گوئی میں ماسٹر عزیز احمد عزیزؔ امروہوی کے شاگرد تھے۔ جون ۱۹۳۲ء میں وفات پائی۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو:

زلف سے تم کرو معلوم نظر سے پوچھو　　مجھ سے کیا پوچھتے ہو حال پریشانی کا
صاف ظاہر ہے کہ دیکھا ہے کسی کا جلوہ　　ورنہ کیا ہے سبب آئینہ کی حیرانی کا

Marfat.com

دلِ حزیں میں غم ہجر یار باقی ہے　　خزاں نہیں ہے خزاں کی بہار باقی ہے
نہ ٹوٹا دستِ جنوں سے حجاب کا رشتہ　　لباس ہستی میں یہ ایک تار باقی ہے
میں جس کے شوق میں آنکھوں کو اپنی رو بیٹھا　　اُسی کا مجھکو ابھی انتظار باقی ہے
چھٹے گا کیسے سلاسل سے تیرا دیوانہ　　ہنوز موسمِ فصلِ بہار باقی ہے
نہ جوش باقی ہے اپنا نہ ولولے فانیؔ　　برائے نام ہمارا مزار باقی ہے

÷÷÷÷÷÷÷÷÷

حکیم مولوی حامد حسن حامدؔ رضوی

حکیم مولوی حامد حسن حامدؔ ابن اکبر حسین رضوی ساکن محلہ چاہ غوری (از اولاد حضرت شاہ ابن بدرِ چشتؒ)، ولادت محرم ۱۲۹۶ھ میں ہوئی۔ اپنے برادر بزرگ حضرت مولانا احمد حسن محدثؒ امروہوی کی زیرِ نگرانی علوم و فنون کی تحصیل کی۔ حکیم محمد حسن (بڑپگہ صاحب تفسیر ''غایت البرہان'') سے منطق، ہئیت اور الٰہیات کی تعلیم حاصل کی نیز فنِ طب کی تحصیل افسر الاطباء حکیم احمد سعیدؒ اور حکیم امجد علی خاں امروہوی سے کی۔ بعد میں ڈاکٹر عبد الغنی سول سرجن سے ایلوپیتھی پڑھی۔ ۱۳۲۰ھ سے باقاعدہ حیدر آباد میں مطب شروع کیا اور ایک کامیاب طبیب کی حیثیت سے معروف ہوئے۔ ۱۳۳۶ھ میں آپ کو یمین السلطنت مہاراجہ سرکشن پرشاد مدار المہام نے ناظر دواخانہ کے عہدہ پر متعین کیا۔ آپ کی لگن۔ فنی لیاقت اور عمدہ کارگذاری کے سبب ۱۳۴۵ھ میں ''افسر الاطباء'' ممالک محروسہ نظام حیدر آباد کے معزز عہدہ پر فائز کیا گیا اور تا حیات اس عہدہ پر متمکن رہے۔

درس و تدریس میں بھی اچھا ملکہ تھا۔ درس و تدریس اور طبی مصروفیات

Marfat.com

کے باوجود تصنیف و تالیف سے بھی لگاؤ تھا۔ ایک رسالہ ''تدبیر الطاعون'' (مطبوعہ) کے علاوہ ''توازن علوم قدیم و جدید'' ''تقابلِ طب مشرقی ومغربی'' (غیر مطبوعہ) آپ سے یادگار ہیں۔ بہت سے کامیاب علاج کیئے جن کی تفصیلات کے لئے دیکھیئے ''تذکرہ بدر چشت'' ۱۳۵۲ھ م ۱۹۳۴ء کو حیدرآباد میں وفات پائی۔ جلیل مانک پوری تلمیذ امیر مینائی نے حسب ذیل فاتاریخ ت لکھی؛

کر گئے اس دار فانی سے سفر حامد حسن آہ وہ صدرِ اطباء نامور حامد حسن
لکھ دیئے تاریخ رحلت لوحِ تربت پر جلیل خلد منزل سید عالی گہر حامد حسن

اولاد میں تین صاحب زادے حکیم ثروت حسن (م ۲۲/نومبر ۱۹۶۹ء) حکیم مصطفیٰ حسن اور عماد الحسن تھے۔ حکیم ثروت حسن و عماد الحسن لاولد رہے۔ حکیم مصطفیٰ حسن کی اولاد حیدرآباد میں آباد ہے۔ نمونہ کلام:-

کٹتے ہیں رات دن یہ انھیں کے فراق میں دل سے تو ایک دم کو وہ ہوتے جدا نہیں
بسمل کسی کو کرتے ہیں ابرو کی تیغ سے پتھر بتوں کا دل ہے کہ خوفِ خدا نہیں
بوسہ لیا جو مصحف رخسارِ یار کا کہنے لگے کہ آپ کو آتی حیا نہیں
حامد تمہارے ہجر میں تڑپے ہے رات دن اے جان عاشقوں پہ یہ تیری جفا نہیں!

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

ابو احمد احمد

ابو احمد متخلص بہ احمد ابن ابو محمد ابن مقبول علی ساکن دربارِ کلاں امروہہ ولادت ۱۲۴۹ھ میں ہوئی۔ مختلف اساتذہ سے اخذ علوم کیا۔ فن شعر گوئی میں

1؎ گلدستہ نسیم چمن

Marfat.com

مولانا محمد عباس رفعت و حافظ خان محمد خاں شہیر سے شرف تلمذ پایا۔ ریاست بھوپال میں ملازم تھے۔ صاحبِ تذکرہ ''آثار الشعراء'' لکھتے ہیں:

''کتب درسی اردو فارسی مختلف استادوں سے پڑھنے میں آئیں فنِ سخن میں سید مومن حسین خاں صفی و مولانا محمد عباس رفعت و حافظ خان محمد خاں شہیر سے اصلاحیں پائیں ۱۲۴۹ھ ان کی ولادت کا سال ہے۔ فی الحال جائے ملازمت ان کی ریاست بھوپال ہے۔''[1]

صاحبِ آثار الشعراء نے ان کی ایک حسب ذیل غزل بھی نقل کی ہے۔

پری کے ماتھے پہ نور افشاں مثالِ اختر چمک رہا ہے ۔۔۔ تمام عالم کھڑا ہے بیخود جمال حیرت سے تک رہا ہے

ہزار غنچے کھلے ہوئے ہیں تمام گلشن مہک رہا ہے ۔۔۔ شجر شجر پر چمن میں بلبل ہوائے گل میں چہک رہا ہے

جدا کے سینہ الگ نہ بیٹھو گلے لگا لو ہمیں ذرا تم ۔۔۔ کہ سوزِ فرقت سے سینے میں دل مثال اخگر دھک رہا ہے

ڈھلا ہے سانچہ میں نخلِ قامت کرشمہ و ناز ہے قیامت ۔۔۔ بہار پر ہے گلِ جوانی بلا کا جوبن ٹپک رہا ہے

مزاج میں ہے ابھی لڑکپن ہے طبع جور و جفا پہ مائل ۔۔۔ عوض میں مرہم کے زخمِ دل پر نمک ستمگر چھڑک رہا ہے

صنم کو ہے شوق بادہ نوشی لگا رہا ہے کباب دل کے ۔۔۔ لئے ہوئے ہاتھ میں نمکداں نمک گزک پر چھڑک رہا ہے

یہ دم ہے اب کوئی دم کا مہماں شتاب آکر مسیح دوراں ۔۔۔ لگادے زخمِ جگر پہ مرہم کہ تیرا کشتہ سسک رہا ہے

چمن میں ہیں جمع حور و غلماں ہے قابلِ دید یہ تماشہ ۔۔۔ بنا ہے گلشن مثالِ جنت ہر ایک غنچہ چٹک رہا ہے

پری رخوں کا بڑا ہے مجمع عجب ہے سیر بوستاں میں ۔۔۔ ہر ایک پھل پھول پر ہے جوبن چمن میں سبزہ لہک رہا ہے

طلائی رنگت سنہرا جوڑا کیے ہوئے زلف کو پریشاں ۔۔۔ وہ فتنہ گر یہ کو گیا ہے خزاں میں گلشن مہک رہا ہے

خط جلا گیا تجھے ہے احمد کہاں کی کل آج ہی چلا چل ۔۔۔ نبیؐ سے آرام طلب کر جوان ذنوں دل دھڑک رہا ہے

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

---

[1] آثار الشعراء، مولفہ حافظ ممتاز علی صفحہ ۲۳

Marfat.com

مولوی نعمت اللہ صدیقی

مولوی نعمت اللہ نعمتؔ صدیقی ابن مولانا محمد امانتؔ اللہ ساکن محلہ قریشی امروہہ (از اولاد قاضی نظام الدین صدیقی قریشیؒ) مدرسہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد امروہہ کے فارغ التحصیل عالم، بہترین مقرّر اور پُر تاثیر واعظ تھے۔ تمام علوم متداولہ پر اچھی مہارت رکھتے تھے۔ جامع مسجد امروہہ میں مدرس رہے نیز نائب مہتمم اور ناظم کتب خانہ بھی رہے۔ فن شعر گوئی میں اچھا مذاق رکھتے تھے۔ آپ کا ایک مسدس ''مسدسِ نعمت'' کے نام سے موجود ہے۔ جو صحابہ کرامؓ کے فضائل پر مشتمل ہے اس کے چند بند بطور نمونہ پیشِ خدمت ہیں؛

جو برسوں اُٹھائیں پیمبر کی صحبت　　کرے تربیت جن کی فیضِ نبوت
کرے جن کو تعلیم خود ربِّ عزت　　رہے باقی ان میں بھی حرص و عداوت؟
وفاتِ پیمبرؐ پہ ہوجائیں مُرتدّ
فقط مالِ دُنیا رہے ان کا مقصد

فضائل کا ان کے خدا مدح خواں ہے　　جو آیاتِ قرآں سے سب پر عیاں ہے
مہاجر اور انصار کا جو بیاں ہے　　خصوصیت اس میں کسی کی کہاں ہے
جو ہوتا ہے ثابت خدا کے بیاں سے
عقیدہ خلاف اس کے آیا کہاں سے

روایت غلط ہے وہ بیشک جہاں ہے　　عداوت صحابہؓ کی جس میں بیاں ہے
محبت پہ ان کی جو قرآں عیاں ہے　　فقط راویوں کا وہ وہم و گماں ہے
اگر ظن بھی ہوتا یقین کے مقابل
تو پھر فائدہ کیا تھا قرآں سے حاصل

Marfat.com

مولانا محمد عبداللہ فرخ عباسی

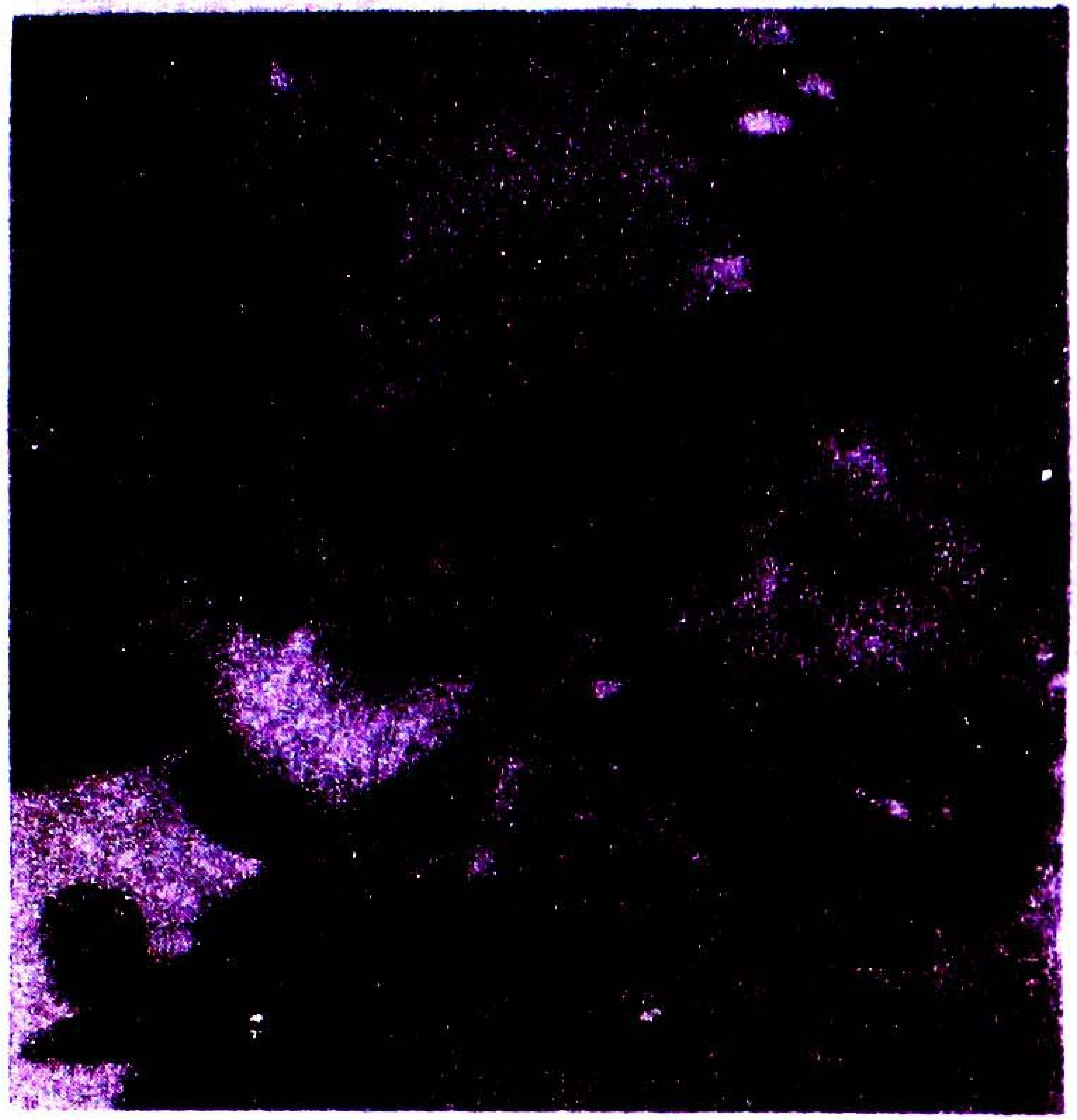

حکیم محمد احمد اثر عباسی

Marfat.com

تمام اہلِ ایماں ہیں قائل اسی کے وہ اقوال سچے ہیں سارے نبیؐ کے
مخالف نہ ہوں جو کہ نصِ جلی کے فضائل ہوں صدیقؓ کے یا علیؓ کے
روایت کا معیار ہے نصِ قرآں
وہ کرتا ہے کھوٹے کھرے کو نمایاں
بتاتا ہو قرآن جن میں محبت مورخ بیاں ان میں کرتے ہیں شدت
حدیثوں سے ثابت ہو ان کی عداوت تو ہے اہلِ ایماں کا یہ فرض حضرت
حدیث اور تاریخ سے ہاتھ اٹھائیں
جو قرآں میں ہے اس پہ ایمان لائیں
کجا قول راوی کجا نصِ قرآں مورخ کہاں اور کہاں قولِ یزداں
عداوت صحابہؓ کی ہے کذب و بہتاں ہمارا ہے نصِ الٰہی پہ ایماں
عقیدہ ہو جس کا خلافِ خدا پر
اسے ناز زیبا ہے اپنے ذُکا پر

آپ نے شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی کتاب ''الہامات غوثیہ'' کا ترجمہ فارسی سے اردو میں ''نغماتِ ربانیہ'' کے نام سے کیا تھا۔ جو ۱۳۴۰ھ میں کلکتہ سے شائع ہوا۔ ۱۳۵۳ھ م ۱۹۳۴ء میں وفات پائی۔

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

عبیداللہ فرحتی عباسی

میر عبید اللہ فرحتی عباسی ابن منشی عبداللہ، ساکن محلہ ملانہ (از اولاد ملا صدرالدین عباسی) ولادت ۱۸۵۸ء میں ہوئی۔ اپنے والد کے علاوہ مولوی

Marfat.com

صدرالدین، حکیم محمد حسن امروہوی اور مولوی رحیم بخش نارنولی وغیرہ سے امروہہ اور دیگر مقامات پر اخذ علوم کیا۔ فارسی ادبیات میں خاص ملکہ پیدا کیا تھا۔ درس و تدریس سے شغل تھا۔ جودھ پور، اودے پور ہائی اسکول میں فارسی کے استاد رہے۔ چار سال تک انسپکٹر سائرات کل ریاست میواڑ کی حیثیت سے کام کیا۔ اسی دوران ۱۸۸۵ء میں ریاست اودے پور کے تاریخی مواد کی فراہمی اور مطبع ریاست کی نگرانی سپرد ہوئی اس سلسلہ میں مطبوعہ وقلمی کتابوں کے علاوہ کتبات وغیرہ کے پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ اس کے بعد آپ نے ایک نادر کتاب ''تحفۂ راجستان'' لکھی۔ جس میں مشہور مورخ کرنل ٹاڈ کے اکثر تاریخی اغلاط کی وضاحت کی ہے۔ کچھ عرصہ تک راجہ سیتا مئو (واقع ملک مالوہ) کے یہاں سکریٹری خاص یعنی دیوان رہے۔ اس کے علاوہ دیگر مقامات پر بھی معزز عہدوں پر ملازم رہے اور ۱۹۰۱ء میں سب رجسٹرار کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے۔ عربی فارسی کے علاوہ انگریزی ہندی گجراتی و مرہٹی زبانوں پر بھی اچھی قدرت تھی۔ شاعری کے علاوہ اکثر تاریخی مضامین لکھے، جو مختلف رسائل میں شائع ہوئے۔ زیادہ رجحان فارسی شاعری کی طرف تھا۔

ایڈورڈ جی براؤن پروفیسر پیمبروک کالج کیمبرج کا کہنا ہے کہ:

> ''غزلیات فرحتی' کا معیار کسی طرح کلام اہلِ زبان ملک فارس سے کم نہیں''

۱۹۴۸ء میں آپ کے صاحب زادے جناب عامر عباس عالی نے آپ کا فارسی کلام ''دیوانِ فرحتی'' کے نام سے شائع کیا۔ جس میں دو عربی اور تیرہ فارسی نعتوں کے علاوہ سینتالیس غزلیں اور ایک قصیدہ در مدح نواب شیر محمد خاں فرماں روائے ریاست پالن پور شامل ہیں۔ ۱۹۳۶ء میں وفات پائی۔ چند فارسی اشعار بطور نمونہ کلام ملاحظہ ہوں'

Marfat.com

آفتِ جاں نگار می دارم — دشمنِ خویش یار می دارم
درغم و رنج ہجر لالہ رُخے — داغہا بے شمار می دارم
رُخِ من زرد واشکِ من گلگلوں — چہ خزاں با بہار می دارم
یافتم گرچہ صبر و ہوش و قرار — بہر تو جانِ زار می دارم
فرحتی از پئے شفاعت حشم — احمدؐ و چار یارؓ می دارم

☆

درخیالت مدام حیرانم — ایں چہ شوقیست من کہ می دارم
دستِ من گہ بہ مدعا نرسید — گرچہ کردم نذرِ دل و جانم

اردو اشعار:-

کوچہ یار میں پہنچے تو گئے ہوش و ہواس — قافلہ لٹ گیا آکر سرِ منزل اپنا
فرحتی چین نہ پایا کبھی ہم نے اک دم — مرضِ عشق میں جینا ہوا مشکل اپنا

☆

نہ تنہا زلف پیچاں نے کیا غارت دل وجاں کو — تری چشم فسونگر رہزن ایمان ودیں نکلی

÷÷÷÷÷÷÷÷

مولوی قدرتؔ اللہ حبابؔ

مولوی قدرت اللہ حبابؔ و قدرتؔ صدیقی ابن کفایت اللہ ابن امین اللہ ساکن محلہ مولانا (از اولاد شیخ عبدالحکیم) ولادت تقریباً ۱۸۵۹ء میں ہوئی۔ امروہہ کے ذی علم اور اچھے شعراء میں سے تھے۔ اردو فارسی زبان پر اچھی دسترس رکھتے تھے۔ اور دونوں زبانوں میں شعر کہتے تھے۔ امروہہ کے استاد شعرا میں شمار کئے جاتے تھے۔ مولانا حبیب احمد اُفقؔ کاظمی اپنے رسالہ ''شاعر'' میں لکھتے ہیں؛

Marfat.com

''کلام میں تشبیہات و تلازمات کا رنگ غالب ہوتا ہے۔
بالکل یہ معلوم ہوتا ہے کہ امانتؔ لکھنوی بول رہے ہیں''

(ماہنامہ شاعر فروری ۱۹۲۹ء)

آپ کا ایک مسدس ''ارمغانِ قدرتؔ'' کے نام سے ۱۳۰۷ھ میں شائع ہوا جو کل ۲۲ صفحات پر مشتمل اور رسول اکرمؐ کا منظوم سراپا ہے۔ کلام مختلف شعری گلدستوں میں بکھرا ہوا ہے۔ آپ کی وفات کا سن تحقیق نہیں ہو سکا۔ اخلاف میں چار صاحبزادے میر محمد، محمد احمد، سید محمد اور رفعت اللہ انظارؔ تھے۔ ان میں رفعت اللہ انظارؔ کے دو فرزند احمد اور انیس احمد ہوئے۔ نمونہ کلام:-

ہیبت سے پھڑ پھڑاتا جو مرغِ خیال ہے — دھوکا یہ ہے کہ تری پھندے کا جال ہے
اللہ رے نازکی یہ نزاکت کا حال ہے — چولی کا سایہ تک بھی کمر پر وبال ہے
مونس مرا فراق میں غم کے بٹانے کو — پہلو میں دل ہے دل میں تمہارا خیال ہے
دی ہم کو چشمِ شوق، بتوں کو دیا جمال — اس میں بھی کوئی مصلحتِ ذوالجلال ہے
قدرتؔ میں کیا ہوں ہے جو زمانہ کو اشتیاق — یہ محض قدردانی اہل کمال ہے [1]

÷÷

کیا سر چڑھا کے اس کو بگاڑا ہے یار نے — بل کر رہی ہے زلف سیہ بال بال پر
سیراب ہو شرابِ تمنا سے جو حباب — موقوف ہے یہ ساقی کوثرؐ کے لال پر

÷÷

رنگ جدا ہر اک سے ہمارے سخن میں ہے — بو باس ہر چمن سے نئی اس چمن میں ہے
کرتے ہو تم عدو سے اشاروں میں گفتگو — میری نظر بھی چار طرف انجمن میں ہے
مدت سے مانتے ہیں سخن ور ہمیں حبابؔ — کس کو کلام آج ہمارے سخن میں ہے

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

---

[1] گلدستۂ بزم سخن صفحہ ۱۵

Marfat.com

حکیم حمید الحق فوقؔ صدیقی

مولوی حکیم حمید الحق فوق صدیقی ابن حکیم اسرار الحق شوقؔ محلّہ قریشی (از اولاد حضرت نظام الدین صدیقی قریشیؒ) اپنے والد اور دیگر علماء کرام سے علوم متداولہ اور فن طب کی تحصیل کی تھی۔ عربی فارسی پر اچھی دسترس رکھتے تھے۔ آپ ایک کامیاب طبیب تھے۔ شاعری میں صوفی نور اللہ عیشؔ صدیقی سے شرف تلمذ تھا۔ لیکن غزل گوئی میں شاہ ممتاز الرحمٰن بدنامؔ صدیقی سے اصلاح لیتے تھے۔ نعت و مناقب اور غزل گوئی میں اچھی مہارت رکھتے تھے۔ تاریخیں بھی خوب کہتے۔ پاکستان جاکر وفات پائی۔ اولاد پاکستان میں آباد ہے۔

نمونہ کلام :-

ہے بری ہماری قسمت ہیں بُرے ہمیں جہاں سے
نہ تمہیں سے کوئی شکوہ نہ شکایت آسماں سے

جو اثر کیا ہے دل پر تیرے تیر نیم کش نے
یہ مجال کیا زباں کی کہ بیان ہو زباں سے

یہ یقین ہے اے پری رو ترے ہوش ہوں فقرو
کبھی داستانِ غم تو جو سنے مری زباں سے

مری جان فوقؔ نکلی مرا دل رہا وہیں پر
جو اُٹھا دیا کسی نے مجھے اس کے آستاں سے

☆☆☆☆ ☆ ☆☆☆

علی مہتدی خاں شیداؔ

علی مہتدی خاں ابن علی منتظم خاں ساکن گھڑیال منزل واقع بازار بساون گنج (از اولاد حضرت شاہ ولایتؒ) اپنے والد اور دیگر اساتذہ سے علم کی تحصیل کی دیگر علوم وفنون کے ساتھ طب کی بھی تحصیل کی تھی۔ عربی فارسی اردو

Marfat.com

ادبیات میں اچھا درک رکھتے تھے۔ مزاج صوفیانہ تھا۔ مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادیؒ سے بیعت تھے۔ شاعری میں امیر احمد امیؔر مینائی سے شرف تلمذ تھا۔ ابتداء میں شیدؔا اور بعد میں ناظمؔ تخلص اختیار کیا۔ اولاد ذکور میں پانچ صاحبزادے علی مقتدیٰ خاں، علی عطا خاں، علی مرتضیٰ خاں اور علی صفدر خاں تھے۔ان سب بھائیوں کی اولاد ہندوستان اور پاکستان میں آباد ہے۔نمونہ کلام:-

اے شاہِ حسن کیوں نہ فقیروں کی لی خبر　　تیرا ہی تھا بھلا جو کسی کی دعا میں تھا

شیدؔا دریغ جی نہ اٹھا کیوں میں بعدِ مرگ　　کیسا اداس وہ مری بزمِ عزا میں تھا[1]

کیوں چھپاتے ہو اگر غیر کے گھر جاتے ہو　　الجھی باتیں نہ کرو صاف کہو جاتے ہیں

تجھ سے اے طالع خود بیں خدا ہی سمجھے　　وہ کہانی مری سنتے ہیں تو سو جاتے ہیں

آتے ہیں ان کی زیارت کو فرشتے شیدؔا　　شاہ کونینؐ کے دربار میں جو جاتے ہیں

انجام بُرا ہے عاشقی کا　　مائل نہ ہو دل کہیں کسی کا

بولے وہ مری لحد پہ آکر　　انجام یہی ہے عاشقی کا

کیا جلد گذر گئی شبِ وصل　　نکلا ارمان کچھ نہ جی کا

÷÷÷÷ ☆ ÷÷÷÷

مولوی مجتبیٰ

مولوی مجتبیٰ معروف بہ مولوی چاند ابن حکیم مصطفیٰ ساکن محلہ بگلہ (از اولاد حضرت شاہ ولایتؒ) ولادت تقریباً ۱۲۹۰ھ میں ہوئی۔ والد اور دیگر اساتذۂ امروہہ سے علوم متداولہ کی تحصیل کی۔ عربی فارسی میں اچھی استعداد کے مالک تھے۔ عرصہ تک امام المدارس امروہہ کے منیجر رہے

---

[1] دبستانِ امیر مینائی صفحہ ۳۰۰، مولفہ عرفان عباسی

Marfat.com

شاعری میں مولوی اولاد حسن سلیم کے شاگرد تھے۔ ۱۹۳۷ء میں وفات پائی۔ اولاد ذکور میں حبیب حسن اور شبیب حسن تھے۔ ان دونوں بھائیوں کی اولاد پاکستان میں مقیم ہے۔

اٹھنے والے ہیں جہاں سے کوئی دم بیٹھے ہیں ☆ پاؤں لٹکائے ہوئے گور میں ہم بیٹھے ہیں

دل تیرِ حوادث کا ہر وقت نشانہ ہے ☆ اب دن نہیں جینے کے مرنے کا زمانہ ہے

الٰہی خیر ہو بگڑی ہوا زمانے کی ☆ لچک رہی ہے بہت شاخ آشیانے کی

÷÷÷÷÷÷÷÷÷

ذاکر حسین اثرؔ وارمانؔ

ذاکر حسین اثرؔ و ارمانؔ نقوی ابن شاکر حسین (از اولاد حضرت شاہ ولایتؒ) ولادت ۱۸۸۵ء کو جے پور میں ہوئی۔ اپنے والد سے اردو فارسی کی تعلیم حاصل کی اور میٹرک پاس کیا۔ طبیہ کالج جے پور سے ''عمدۃ الحکماء'' کی سند بھی حاصل کی۔ لیکن مطب نہیں کیا۔ تمام عمر ''کونسل آف اسٹیٹ جے پور'' میں کلرک رہے۔ ۱۹۳۷ء میں جے پور میں ہی انتقال کیا۔ ''تاریخ شعرائے روہیلکھنڈ'' کے مولف تعظیم علی شایاںؔ بریلوی نے آپ کو قوتیؔ امروہوی کا شاگرد اور ان کی تاریخ وفات ۱۹۵۷ء لکھی ہے جو غلط ہے۔ مولوی احترام الدین شاغلؔ عثمانی نے انھیں قتیلؔ پھبرسری اور مولانا اطہر کا شاگرد لکھا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''آپ نے ۱۹۱۹ء سے شعر کہنا شروع کیا اول حضرت

Marfat.com

قتیل پہرسری (حمید الحسن) سے اصلاح لی اور ان کے
انتقال کے بعد ۱۹۲۱ء میں مولانا اطہر (معشوق علی اطہر
ہاپوڑی) کے شاگرد ہوئے''۔[۱]

نمونہ کلام :-

جان دینا تو غمِ عشق میں کچھ دور نہیں ننگِ ہمت ہے مجھے اس لئے منظور نہیں
آپ رسوائے زمانہ ہوں یہ منظور نہیں ورنہ میں ضبطِ فغاں کے لئے مجبور نہیں

☆

دل جگر دونوں ہی نکلے کام کے درد اٹھتا ہے انھیں کو تھام کے
شکوۂ بیداد پر ہنس کر کہا اور ہوتے ہیں حسیں کس کام کے

÷÷÷÷÷

اسد اللہ اسدؔ نقوی

اسد اللہ اسدؔ ابن حکیم عابد علی ساکن محلہ لکڑہ (نبیرہ گانِ حضرت ابدال محمدؒ از اولاد حضرت شاہ ولایتؒ) ولادت ۱۸۶۸ء میں ہوئی۔ مختلف اساتذہ سے علم حاصل کیا اور میرٹھ میں ملازم رہے۔ شاعری میں مولوی اولاد حسن سلیم کے شاگرد تھے۔ ۱۹۳۷ء میں وفات پائی اولاد ذکور میں دو فرزند ظہیر الحسن اور شجاع الحسن تھے۔ جن کی اولاد امروہہ اور پاکستان میں موجود ہے۔

نمونہ کلام :-

خدا نے ذاتِ احمدؐ وجہ ایجاد جہاں رکھدی حجاب لفظِ کُن میں اپنی سب رحمت نہاں رکھدی
خدا معلوم لفظِ کُن کا کیا مقصودِ اصلی ہے کہ اک ذاتِ محمدؐ باعثِ ہر دو جہاں رکھدی

---

[۱] تذکرہ شعرائے جے پور، مولفہ مولوی احترام الدین شاغل عثمانی صفحہ ۶۲/۶۱

Marfat.com

کھلی اس دم حقیقت اپنی جانبازی کی عالم پر
کہ ہم نے اپنی گردن جب تہِ تیغِ رواں رکھدی

کسی کا درد ہے دل میں جو کانٹا سا کھٹکتا ہے
خدا معلوم کیا اس نے کوئی نوکِ سناں رکھدی

☆

سایۂ گل پڑ گیا گر صحنِ گلشن میں کبھی
غش پہ غش ان کو وہیں زیرِ شجر آنے لگے

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

مولوی شوکت حسین نورؔی رضوی

مولوی شوکت حسین نورؔی ابن پیر اقبال حسین (از اولاد حضرت شاہ ابنِ بدر چشتؒ) پیدائش ۱۲۸۷ھ ۔ مولانا احمد حسن محدث امروہوی سے امروہہ میں اور مولانا محمود حسن شیخ الہند اور مولانا خلیل الرحمن وغیرہ سے دارالعلوم دیوبند میں تعلیم حاصل کی ۔ تفسیر و تصوف کی بعض کتابیں مولانا عزیز الرحمٰن صاحب سے بھی پڑھیں ۔ میرٹھ میں مدرس رہے ۔ صاحبِ استعداد ذاکر و شاغل بزرگ تھے ۔ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے سلسلۂ نقشبندیہ اور سہروردیہ میں بیعت تھے ۔ محمود احمد عباسی صاحب نے لکھا ہے کہ آپ کو تصنیف و تالیف سے شغف تھا ۔ لیکن آپ کی کسی کتاب کا نام نہیں لکھا ۔ خورشید مصطفیٰ صاحب رضوی نے راقم الحروف کو آپ کی ایک مسدس ''مسدس نوری'' کے نام سے دی جس کا پورا نام ''مسدس نوری' در بیان عقائد ضروری'' ہے اس میں کل ۳۷ بند ہیں حمد و نعت اور مدحِ صحابہؓ کے علاوہ بعض عقائد باطلہ کی رد ہے ۔ دسمبر ۱۹۳۸ء ، ۱۳۵۷ھ میں ساہونگلہ میں وفات پائی ۔ عبدالوحید صاحب رضوی نے حسبِ ذیل تاریخِ وفات کہی ؛

چو آں مولوی شوکتِ باحسین
زدنیا برفتہ بملک ودِاد

Marfat.com

زسال رحیلش ندا شد زغیب　　بگویم کہ "مغفور جاوید باد"
۱۳۵۷ھ

اولاد ذکور میں چار فرزند سبط حسین، محمود حسین، احمد حسین اور محمد حسین تھے۔ احمد حسین صاحب (م ۱۰ر جون ۱۹۸۷ء) بھی ذی استعداد عالم تھے جن کے صاحبزادے مولوی مسعود حسین، مولوی طفیل احمد اور حافظ ادریس احمد ہیں۔

نمونہ کلام :-

حمد

اس کو ہی حمد ہے کہ جو ہے واجب الوجود　　ہر شے کا بس اسی نے ہے قایم کیا وجود
اس صانع ازل سے ہے ہستی کا تار و پود　　موجود خود وہی ہے اسی سے ہے سب کی بود
موجیں ہیں سب یہ اس کی وہ دریا کرم کا ہے
باقی ہے وہ، تمام کو رستہ عدم کا ہے

نعتِ سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

نبیوں کے معجزات بھی اور ان کا حال وقال　　فطرت کی بھی سلامتی اخلاق کا کمال
ہوتے ہیں یہ امور نبوت پہ ان کی دال　　احمدؐ مگر تھے سارے کمالوں میں بے مثال
نبیوں میں کوئی آپؐ سا ہرگز ہوا نہیں
بہتر ہیں ساری خَلق سے لیکن خدا نہیں

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں کہتے ہیں :

صدیقؓ سب سے افضل ہیں بعد ان کے ہیں عمرؓ　　دی یہ جناب سیدِ ابرارؐ نے خبر
صدیقؓ سے ہی بعدِ نبیؐ کے ہے معتبر　　بیعت کی سب نے آپ کے افضال دیکھ کر
صدیقؓ کے پھر حکم سے حضرت عمرؓ ہوئے
بس جمع ان کی رائے پہ سب بے خطر ہوئے

****

Marfat.com

مجاہد حسین جوہرؔ

مجاہد حسین جوہرؔ ابن نثار حسین ساکن محلہ دانشمندان (از اولاد مولانا اشرف دانشمندؒ) ولادت تقریباً ۱۲۹۱ھ م ۱۸۷۴ء میں ہوئی۔ تحصیلِ علوم کے بعد کچھ عرصہ کلکٹری بدایوں میں ملازم رہے بعد میں مراد آباد میں اپنا ایک پریس ''جوہر پریس'' کے نام سے قائم کیا اور ایک مذہبی رسالہ ''اتحادِ اسلام'' جاری کیا جس کو بعد میں امروہہ منتقل کر دیا تھا۔ جو بعد میں ایک ہفت روزہ اخبار کی شکل میں ''اتحاد'' کے نام سے جاری رہا۔

مجاہد حسین جوہرؔ کی شاعری زیادہ تر اصلاحی اور مذہبی ہے۔ جوہرؔ ایک اچھے صحافی اور نثر نگار بھی تھے۔ اصلاحِ معاشرہ پر انھوں نے کئی کتابیں بھی لکھیں۔ ان کا مسدس ''مسدسِ جوہر'' کے نام سے راقم الحروف کے پاس محفوظ ہے جس کے سرورق پر پورا نام اس طرح لکھا ہوا ہے۔ ''تختِ اسلام'' ''مسدس جوہر اعنی جوش وخروش اسلام مع مناجات جوہرؔ'' نیز سرورق پر یہ رباعی لکھی ہے؛

یہاں طفلی و پیری و جوانی کیا ہے ہے خواب کا حال زندگانی کیا ہے
ہاں علم و ہنر سے آبرو ہے جوہرؔ بے علم کی عمر جاودانی کیا ہے

مجاہد حسین جوہرؔ نے ۱۳۵۷ھ م ۱۹۳۸ء میں وفات پائی۔ اولاد ذکور میں دو صاحبزادے محامد حسین اور مشاہد حسین تھے۔ جنھوں نے والد کی حیات ہی میں انتقال کیا۔ محامد حسین کے ایک فرزند خورشید حیدر تھے انھوں نے بھی عالم شباب میں رحلت کی۔ مشاہد حسین کی ایک دُختر جناب عطا حیدر ساکن محلہ بیگم سرائے خرد کی زوجہ ہیں جن کے بڑے لڑکے کمال حیدر سماجی کارکن ہیں۔

Marfat.com

نمونہ کلام :- مسدس جوہر مطبوعہ ۱۹۱۰ء سے دو نعتیہ بند ملاحظہ ہوں

اپنا رسولؐ اکرم جو فخرِ انبیا تھا　　امت کا ناخدا تھا محبوب کبریا تھا
عرشِ عُلا پہ جس کو حق نے طلب کیا تھا　　خالق تھا اس پہ عاشق خالق پہ وہ فدا تھا
گر اس کا دم نہ ہوتا یہ انس و جاں نہ ہوتے
گر وہ نبیؐ نہ ہوتا نو آسماں نہ ہوتے

ہر چیز سے عیاں ہے جلوہ نمائی اس کی　　ہرگز نہ اک نبی نے توقیر پائی اس کی
معراج سے ہے ظاہر حق تک رسائی اسکی　　لاریب حق اسی کا بیشک خدائی اس کی
کیا خوب نام نامی اس کو دیا خدا نے
محمود سے محمدؐ مشتق کیا خدا نے

مسدس کے آخیر میں مسلمانوں کے لئے دعا کرتے ہیں کہ

یارب نبیؐ کا صدقہ اس قوم پر کرم کر　　عزت کو دے ترقی آوارگی کو کم کر
یا ان کو اہلِ حرفہ یا صاحبِ قلم کر　　توفیقِ خیر دے کہ ذی جاہ و ذی حشم کر
گرداب میں جو کشتی ان سب کی پھنس رہی ہے
رونے کی جا ہے ان پر سب قوم ہنس رہی ہے

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

طاہر حسین گویا

طاہر حسین گویا ابن ممتاز حسین (از اولاد حضرت شاہ ولایتؒ) ولادت تقریباً ۱۸۹۹ء میں ہوئی۔ تعلیم گھر پر ہی حاصل کی۔ کسی پرائمری اسکول میں ٹیچر تھے۔ حکیم فیاض علی خاں فیاض کے رسالہ ''معراج الکلام'' کے مدیر بھی

Marfat.com

رہے۔ شاعری میں حکیم راحت علی خاں حاذقؔ امروہوی کے شاگرد تھے۔ بعد میں منظور احمد افسرؔ سے اصلاحِ سخن کرتے رہے۔ صاحبِ دیوان شاعر تھے۔ ''رہنمائے تخیل'' کے نام سے ان کا دیوان شائع ہوا تھا۔ ۱۹۳۸ء میں وفات پائی۔

نمونہ کلام :-

حسرت کسی غمگین کی نکلنے نہیں دیتے — وہ وصل کی شب دل کو بہلنے نہیں دیتے
کس طرح بھلا جائیں گے وہ غیر کے گھر کو — دل سے کبھی ہم ان کو نکلنے نہیں دیتے
دل کو تو جلاتے تھے مرے آپ شب و روز — اب شمع مری قبر پہ جلنے نہیں دیتے
کیوں کر کہے حسرت دلِ بیتاب کی ان سے — گویا کی کوئی بات بھی چلنے نہیں دیتے [1]

تیری رحمت کی طلب میں اے خدائے دوجہاں — اب تو گویاؔ بھی گنہگاروں میں شامل ہوگیا [2]

÷÷÷÷÷÷÷÷

مولوی فضل ستار لا اُبالی

مولوی فضل ستار لا اُبالیؔ ولد ابن مولوی سخاوت حسین رضا ساکن محلہ سرائے کہنہ (از اولاد حضرت شاہ ولایتؒ) پیدائش ۱۸۷۵ء میں ہوئی۔ اردو فارسی اور انگریزی زبانوں میں اچھی دسترس رکھتے تھے۔ فارسی درسیات کی تحصیل مدرسہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد امروہہ میں مولوی ظفریاب خاں بجنوری سے کی تھی۔ ۱۹۰۶ء میں بغرض تحصیلِ علم لاہور گئے اور اورینٹل کالج سے منشی، منشی کامل، منشی فاضل وغیرہ کے امتحانات امتیازی حیثیت سے پاس کئے اور

---

[1] معراج الکلام امروہہ [2] شاعر امروہہ ۱۹۲۹ء

Marfat.com

وظیفہ پایا۔ ۱۹۱۱ء میں بریلی میونسپل ہائی اسکول میں فارسی کے استاد مقرر ہوئے۔ بعد میں امروہہ گورنمنٹ کالج اور سہارن پور ہائی اسکول میں استاد رہے۔ اورنگ آباد میں بھی ملازم رہے۔ وہیں عبدالغفور شہبازؔ سے کلام پر اصلاح لی اور بعد میں اولاد حسین شاداںؔ بلگرامی کی شاگردی اختیار کی۔ شروع میں خستہؔ تخلص کرتے تھے بعد میں لاابالی تخلص کیا۔ اپنا تاریخی نام ''عزیز اختر'' رکھ لیا تھا اسی مناسبت سے اخترؔ تخلص بھی رکھا۔ مزاح میں بھی شعر کہتے تھے۔ اس میں ''لاؔفر'' تخلص کرتے تھے۔ نثر و نظم دونوں پر قدرت تھی۔ اودھ پنچ اور ''الپنچ'' بانکی پور کے خاص لکھنے والوں میں سے تھے۔ نثر میں اکثر مضامین ''مولانا رئی'' کے قلمی نام سے لکھے۔ تاریخ گوئی میں بھی اچھا ملکہ تھا۔ آپ کے صاحبزادے تلمیذ الدین نقوی صاحب نے آپ کے حالات و سوانح پر ایک کتاب ''اودھ پنچ کا قلم کار'' کے عنوان سے لکھی۔ جس میں مکمل سوانحی حالات مع کلام موجود ہیں۔ ۱۹۳۹ء میں وفات پائی۔ مٹھن لال وفاؔ سکینہ امروہوی نے تاریخ وفات لکھی ؛

لو آج مولوی فضل ستار گئے　　یا دہر سے اب ادب کے اوتار گئے
تاریخ وفات یہ وفاؔ نے لکھی　　اب دار بقا کو فضل ستار گئے
۱۹۳۹ء

نمونہ کلام :-

عیاں کی اپنی قدرت سے یہ بزم کن فکاں تو نے　　وجود مہر و مہ روشن کیا پھر شمع ساں تو نے
فلک کی سقف میں انجم کے تو نے قمقمے ٹانکے　　سجایا اپنی قدرت سے یہ سب کون و مکاں تو نے
تجلی طور سینا پر کبھی تیری نظر آئی　　اگرچہ ذرے ذرے سے کیا جلوہ عیاں تو نے

☆

نالے کرتا ہے کبھی یاد دل مضطر فریاد　　یاد میں کس کی کیا کرتا ہے دن بھر فریاد

Marfat.com

سوسن کی طرح زباں درازی کب تک　　نرگس کی مثال دیدہ بازی کب تک
ہے گلشن ہستی میں خزاں آنے کو　　اے بلبلِ جاں نغمہ طرازی کب تک
رات دن آہ کیا تڑپتا ہے　　تم نے پھر بھی خبر نہ لی دل کی

÷÷÷÷÷÷÷

شاہ علاء الدین شرؔر جعفری

حضرت شاہ علاء الدین شرؔر ابن شاہ نظام الدین ساکن محلہ نوگزہ (از اولاد حضرت شاہ عضد الدین محمد جعفری علیہ الرحمہ) ولادت تقریباً ۱۳۰۷ھ م ۱۸۸۹ء میں ہوئی، آپ ابھی گیارہ بارہ سال کے ہی تھے کہ آپ کے دادا حضرت شاہ قیام الدینؒ کا انتقال ہوگیا۔ آپ کے والد شاہ نظام الدین اکثر حالت جذب میں رہتے تھے۔ اس لئے آپ علوم ظاہری کی تحصیل نہ کر سکے۔ پروفیسر نثار احمد صاحب فارقی ''مقاصد العارفین'' کے مقدمہ میں لکھتے ہیں کہ:

''آپ علوم ظاہری کی تکمیل نہیں کر سکے بس رسمی تعلیم حاصل کی تھی۔ مگر خاندانی خصوصیات، زہد و ورع اور فقر و درویشی میں باکمال تھے۔ کشف قلب میں بھی اپنے اسلاف کرام کی طرح ممتاز تھے۔''[1]

حضرت شاہ علاء الدین صاحبؒ شعر کہتے تھے اس روایت کی تصدیق امروہہ کے کسی سوانح نگار نے نہیں کی اور نہ ہی ان کے کسی ہم جلیس نیز کسی مرید

[1] مقاصد العارفین صفحہ ۳۵ تصنیف شاہ عضد الدین محمد جعفریؒ مرتبہ نثار احمد فاروقی

Marfat.com

نے یہ بات بیان کی کہ وہ شعر بھی کہتے تھے۔ لیکن راقم الحروف کے پردادا حکیم محمد اسحاق پروین کے والد خلیفہ نوروز علی کی بیاض میں ایک غزل درج ہے جس کے سرنامہ پر ''شاہ علاء الدین شررؔ'' تحریر ہے راقم السطور نے اس دور کے رسائل و شعری گلدستوں میں اس نام کے شاعر کی تلاش کی تو محض ''جلوۂ یار میرٹھ'' کے ایک گلدستہ مطبوعہ ۱۹۰۹ء میں ایک شاعر ''علاء الدین شررؔ امروہوی کی غزل ملی دوسرے اسی گلدستہ میں ایک شاعر'' علاء الدین متخلص بہ علاؔ امروہوی'' بھی شامل ہیں۔ لیکن احقر کے اس خیال کی تائید مورخ امروہہ علامہ محمود احمد عباسی کی ایک قلمی تحریر ہے جس میں انھوں نے حضرت شاہ عضد الدین محمد جعفری کی اولاد کے اسماء تحریر کئے ہیں اور حضرت شاہ علاء الدین کے نام کے ساتھ ''شررؔ'' بھی تحریر ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ شعر کہتے تھے اور شررؔ تخلص اختیار کیا تھا۔ ممکن ہے کہ آپ نے آخر عمر میں شعری روش کو ترک کر دیا ہو۔ خلیفہ نوروز علی کی بیاض سے وہ چند شعر یہاں نقل کئے جاتے ہیں؛

آذر ہے وہی رونق بت خانہ وہی ہے — خود حسن ہے اور حسن کا دیوانہ وہی ہے
بیتاب اسے رکھتا ہے یاں اپنا ہی جلوہ — ہے شمعِ فروزاں وہی پروانہ وہی ہے
مدت ہوئی اک چوٹ لگی تھی کبھی دل پر — نالہ ہے ابھی تک افسانہ وہی ہے
بیگانہ یہاں کوئی ہمارا نہیں لیکن — اپنا جسے ہم کہتے ہیں بیگانہ وہی ہے
اس کوچہ میں اول کبھی طفلی میں گئے تھے — اک عمر ہوئی شیوۂ روزانہ وہی ہے
بارونق اسی سے ہے رہِ شیخ و برہمن — زنار وہی سبحۂ صد دانہ وہی ہے
خود عشق ہے معشوق ہے عاشق ہے وہ — ساقی وہی بادہ وہی مستانہ وہی ہے

شاہ علاء الدین علیہ الرحمہ نے ۲۸ ذی الحجہ ۱۳۵۸ھ، ۷ فروری ۱۹۴۰ء میں وفات پائی۔ آپ کے دو صاحبزادے شاہ جمال الدین

Marfat.com

(م ۲۹ ؍محرم ۱۳۶۵ھ م ۳ ؍جنوری ۱۹۴۵ء) دوسرے شاہ معین الدین اپنے اسلاف کی یادگار رہتے ۔ شاہ معین الدین صاحب کے تین فرزند جناب ڈاکٹر محمد مطلب جعفری ، جناب محمد طاہر اور محمد طیب ہیں ۔

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

منشی وہابؔ احمد غنچہ صدیقی

منشی وہاب احمد صدیقی ابن دلشاد علی ساکن محلہ قریشی ، امروہہ کے مختلف اساتذہ سے علوم وفنون کی تعلیم و تربیت حاصل کی ۔ شاعری میں اچھا مذاق رکھتے تھے اور اس فن میں مولوی اصغر علی ثابتؔ رامپوری سے تلمذ تھا ۔ آغاز جوانی میں وطن کو خیر باد کہہ کر ملتان چلے گئے ۔ وہاں چھاؤنی میں رہتے تھے ۔ ان کی وجہ سے اس علاقہ میں شعر و شاعری کا اچھا چرچا رہا ۔ ملتان سے ایک ادبی ماہانہ ''باغ و بہار'' کے نام سے جاری کیا تھا ۔ لیکن زیادہ دن نہیں چل سکا ۔ منشی بھیم سین ظفرؔ مصنف ''جوئبار'' ان کے شاگرد رشید تھے ۔ جو ان کے بعد احسان دانش کے تلامذہ میں داخل ہوگئے تھے ۔ ۱۹۴۱ء میں ملتان میں ہی وفات پائی ۔

نمونہ کلام :-

صورت میں آدمی کی کچھ ایسی دلکشی ہے　　گویا بنانے والا بیٹھا ہے آدمی میں
اے شمع رو دکھادے تو اپنا روئے روشن　　تقدیر کے لکھے کو پڑھ لوں میں روشنی میں
فرقت کی رات' دردِ الم' کرب: انتظار　　جھونکا غضب پھر اس پہ نسیمِ بہار کا

☆

Marfat.com

مولوی احمد حسین خاں نسیم

مولوی احمد حسین خاں نسیم ابن حافظ عباس علی خاں [۱]، حضرت مولانا احمد حسن محدث امروہویؒ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ ابتداء عمر سے شعر و ادب کا ذوق تھا۔ محمود احمد عباسی لکھتے ہیں:

''ادبیات کا ذوق ابتدائے عمر سے ہے، زمانہ طالب علمی میں اسی ذوقِ ادبی کی وجہ سے ان کا لقب ''ابو زید'' پڑ گیا تھا۔'' (تذکرۃ الکرام صفحہ ۳۴۲)

عرصہ تک ریاست حیدر آباد میں بسلسلہ ملازمت مقیم رہے۔ یہاں آپ اول محکمہ امور مذہبی میں ملازم اور بعد میں مدرسہ محبوبیہ میں صدر مدرس رہے۔ سلسلہ نقشبندیہ و قادریہ میں اپنے والد بزرگوار حضرت حافظ عباس علی خاں کے مرید و خلیفہ تھے شاعری کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا بھی ذوق تھا۔

---

[۱] حافظ عباس علی خاں ابن محمد دلدار علی خاں عالم و فاضل اور مرتاض بزرگ تھے۔ مولانا فخر الدین احمد المعروف حکیم بادشاہ الہ آبادی سجادہ نشیں دائرہ شاہ رفیع الزماں قادری کی خدمت میں حاضر ہو کر سلسلہ قادریہ سہروردیہ نیز سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں مرید ہوئے اور عرصہ تک حاضر خدمت رہ کر خرقہ خلافت پایا۔ ۶ رمضان المبارک ۱۳۲۴ھ بروز جمعرات بعد نمازِ ظہر وفات پائی۔ آپ کے خلیفہ مرزا محمد امیر الملک عرف مرزا بلاقی نے قطعۂ تاریخ وفات لکھا۔

حافظ عباس علی شاہ امام اقطاب بود ہر لحظہ بحق شاغلِ واصل بے شک
سال وصلش نوشت ایں احقر مرشدِ عارف و کامل بے شک
۱۳۲۴ھ

Marfat.com

تصوف اور سیرۃ المشائخ پر آپ کی کئی تصانیف یادگار ہیں۔ مثلاً ''عوامل احمدیہ'' و ''سنن احمدیہ معروف بہ فتاویٰ محبوبیہ'' و ''معارف احمدیہ'' و ''ارمغان عثمان شاہی'' (یعنی مجموعہ مثنویات تصوف) حیدرآباد دکن میں بہت لوگ آپ کے مرید و خلیفہ تھے۔ محمود احمد عباسی لکھتے ہیں کہ

''مقامات دکن میں کثرت سے آپ کے مریدین ہیں'
مریدین کے اسماء اور دیگر حالات کے باضابطہ رجسٹر
مرتب رہتے ہیں۔'' (تذکرۃ الکرام صفحہ ۳۴۲)

اپنے والد حافظ عباس علی خاں صاحب کے مزار پر ایک مسجد اور مختلف عمارات تعمیر کرائیں اردو فارسی اور عربی تینوں زبانوں میں شعر کہتے تھے۔ امروہہ سے ایک شعری گلدستہ ''نسیم چمن'' کے نام سے جاری کیا تھا۔ جس کے چھ شماروں کا زیروکس مشفقِ گرامی پروفیسر نثار احمد صاحب فاروقی کی وساطت سے راقم الحروف کو دستیاب ہوا ہے۔

مولوی احمد حسین خاں نسیم نے ۱۳۶۱ھ، ۱۹۴۲ء کو اجمیر میں انتقال کیا۔ جسدِ خاکی کو امروہہ لاکر روضۂ عباس علی خاں میں سپردِ خاک کیا گیا۔

نمونہ کلام :-

نسیمُ الحَمدِ انصبّتْ کَنُورٍ	لِاِزْھَارِ القُلُوبِ بِالنُّظُورِ
نسیم ثناء ہے رواں مثل نور	کہ حاصل ہو جس سے دلوں کو سرور
فَصَلَّے اللّٰہ بالتَّسلِیمِ مِنّی	علیٰ من کَانَ یُرٰیٰ فِی القُبُورِ
خدا کی صلوٰۃ ان پہ میرا سلام	ملیں گے مجھے قبر میں جو ضرور

÷÷÷÷÷÷÷÷÷

[illegible] ۱۸ مئی ۲۰۰۶ء [illegible] کراچی میں انتقال ہوا [illegible]

Marfat.com

رام سرن داس جاہلؔ

رام سرن داس جاہلؔ و بھگتؔ خلف پورن مل بھگت ساکن محلّہ کوٹ، تحریکِ آزادی کے اچھے ورکر تھے۔ اس سلسلہ میں قید و بند کی تکالیف اور برٹش حکومت کے مظالم برداشت کئے۔ ۱۹۳۰ء میں تین ماہ جیل میں رہے۔ شری رام کمار وید ساکن محلّہ کوٹ کے بیان کے مطابق ''آپ جاہلؔ تخلص کرتے تھے اور سنہ ۲۹،۳۰ میں شری رام چرن لال احمقؔ کے ساتھ جیل گئے تھے۔ امروہہ میں کانگریس کے خزانچی بھی رہے تھے۔'' اولاد میں دولڑکے شری درباری لال اور شری رام گپتا ہیں۔ شری رام گپتا ڈگری کالج امروہہ میں ہیڈ کلرک تھے۔ آپ نے ''شری رام سیوا ٹرسٹ'' جاری کیا۔ جس کی جانب سے ہندو ڈگری کالج امروہہ میں سائنس کا شعبہ قائم کرنے کے لئے دس لاکھ روپیہ دان کیا۔ نیز آریہ سماج مندر اور دیگر تنظیموں کو بھی خاصا روپیہ دیا ہے۔ آپ کے تین لڑکے ہیں اروند کمار گپتا، چاند پور کے کسی کالج میں لکچرار ہیں۔ دوسرے اونیش کمار گپتا اور انل کمار گپتا ہیں۔ شری درباری لال کے دولڑکے شری امر بندھو اور اودھیش کمار ہیں۔

نمونہ کلام:-

منزلِ ناسوت کو گر پار کرنا ہے بھگتؔ　　خلوتوں میں لے مزا تو احمدِ مختارؐ سے

☆

مر گئے گاندھی ہمیں مرنا سکھا کر چل دیئے　　گولیاں پستول کی سینے پہ کھا کر چل دیئے

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

Marfat.com

حکیم سردار احمد خاں رئیس وگہر

مولوی حکیم سردار احمد خاں گہر ورئیس ابن نثار احمد خاں سوری ساکن محلہ کٹکوئی۔ فارسی درسیات حافظ نادر علی صدیقی ساکن محلہ گھیر مناف وخلیفہ نصب علی امروہوی سے پڑھیں بعد میں مدرسہ اسلامیہ جامع مسجد سے درس نظامی سے فراغت حاصل کی درس نظامی سے فراغت کے بعد مولوی حکیم عبدالسلام صدیقی ساکن محلہ قریشی امروہہ اور حکیم امجد علی خاں ساکن محلہ چکلی سے طب کی تعلیم حاصل کی نیز طبیہ کالج دہلی میں حکیم عبدالمجید خاں صاحب سے بھی فن طب کی تعلیم پائی۔ صاحب رموزِ حکمت لکھتے ہیں:

> ''مدرسہ طبیہ دہلی میں حکیم عبدالمجید خاں صاحب حاذق الملک مرحوم کی خدمت میں رہ کر تعلیم حاصل کی اور مدرسہ سے تمغہ وسند عطا ہوا''[1]

تعلیم سے فراغت کے بعد بلند شہر میں مطب شروع کیا۔ اور اس میدان میں خاص شہرت ونا موری پائی۔ حکیم عبدالرحیم صاحب لکھتے ہیں:

> ''اب عرصہ تخمیناً ۱۶ریا ۱۷ربرس سے بلند شہر خاص میں مطب کرتے ہیں اور اچھا مطب چل رہا ہے۔ آپ نے بڑے بڑے معرکے کے علاج کرکے اپنا نام روشن کیا ہے۔''[2]

شاعری کا شوق ابتدا ہی سے تھا۔ شاعری میں امیر مینائی صدیقی لکھنوی

---

[1] رموزِ حکمت صفحہ ۱۳۳، مولفہ حکیم عبدالرحیم   [2] ایضاً

Marfat.com

سے شرف تلمذ تھا۔ پہلے رئیس بعد میں گہر تخلص اختیار کیا۔ بلند شہر میں وفات پائی۔ اخلاف میں ایک صاحبزادے مولوی حکیم تمکین احمد خاں حافظ قرآن اور اچھے طبیب تھے۔ طبیہ کالج دہلی سے ۱۹۲۰ء میں ''حکیم کامل'' کی سند حاصل کی اور اپنے والد کی جگہ مطب کیا۔

نمونہ کلام :-

نظر جب آپ کی صورت پڑی ہے ۔۔۔ نگاہِ شوق کیا کھُل کر لڑی ہے
ہنسے کیا کھل کھلا کر زخم میرے ۔۔۔ تمہاری تیغ جب اوچھی پڑی ہے
نہ تھے کچھ حُسن میں تم سے زیادہ ۔۔۔ فقط یوسف کی شہرت ہی بڑی ہے
رئیس اپنا نہیں ہوتا وہ کافر ۔۔۔ خدا جانے کہ کیا ضد آپڑی ہے [1]

☆

جگر میں ٹیس دلِ بے قرار میں حسرت ۔۔۔ اسے سنبھالیں کہ اسکی طرف خیال کریں

☆

الٰہی خانہ دل میں خیالِ یار رہے ۔۔۔ مدام دیدۂ خوں بار اشکبار رہے

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

زیرک حسین رضی

ڈاکٹر زیرک حسین رضی ابن مومن حسین صفی ساکن محلہ گذری ولادت ۱۲۸۸ھ م ۱۸۷۱ء میں ہوئی۔ آپ کئی سال بسلسلہ ملازمت آگرہ میں مقیم رہے اور بھٹنڈہ میں افسرِ شفا خانہ رہے۔ ایک کتاب نثر میں فنِ قرأت پر ''معین القراء'' کے نام سے لکھی تھی جس کو آپ کے برادرزادے لائق حسین قوی نے

---

[1] دامن بہار فروری ۱۸۹۳ء

۱۹۱۶ء میں شائع کیا۔ شاعری میں اپنے والد مومن حسین صفی کے شاگرد تھے۔ ۱۹۴۲ء م ۱۳۶۱ھ میں وفات پائی۔ اردو فارسی دونوں زبانوں میں شعر کہتے تھے۔ نمونہ کلام مندرجہ ذیل ہے۔

فتنہ ہا چوں دورِ ساغر زیرِ سر داریم ما　　گردشِ چشم تو ساقی! در نظر داریم ما
تا خیالِ روئے جاناں در نظر داریم ما　　کافرِ عشقم اگر از خود خبر داریم ما
اشک و آہ و سوز و ساز و نالہ و زاری بعشق　　بوالعجب نخلِ وجود پُر ثمر داریم ما
تا خمارِ مستیِ مینائے غم را بشکنیم　　ہر سحر جائے پُر از خونِ جگر داریم ما
ہرگز از بیدادِ گردوں شکوہ بر لب نا دریم　　چوں بدل مہرِ خدائے دادگر داریم ما
گر ز در صد بار راند کے بگردانیم روئے　　در جہاں زاں در اگر جائے دگر داریم ما
عالمی از خشک و تر باشند از ما بہرہ ور　　تالب و چشمی بعشقت خشک و تر داریم ما
فیضہا داریم چوں فیض دم روح القدس　　وز دمِ جاں بخشِ عالم بہرہ بر داریم ما
سرِ حق سالارِ دیں صاحب لوائے لافتیٰ　　پیشواؤ رہنماؤ راہ بر داریم ما
کے رضی اندر مدیحش داد دل دادیم چوں　　بر زبان از خلق بانگ الحذر داریم ما

☆

دولت جو ہاتھ آئے تو دل بھی کھلا رہے　　مٹھی رہی جو بند تو زر دار کیا ہوا

☆

اسی لئے مری شمع حیات گل کی تھی　　کبھی چراغ بھی روشن مزار پر نہ کیا

☆

فتنہ بیدار ہوا کیجیئے موقوف خرام　　آپ کی چال نہیں حشر کا ساماں دیکھا
کہتے ہیں خیر ہو یارب مرے سودائی کی　　خواب میں گیسوئے شبگوں کو پریشاں دیکھا

☆

بیخودی شرط ہے جب کے انھیں پائے کوئی　　آپ آئیں وہ اگر آپ سے جائے کوئی
توبہ کرلی ہے تو کیا توڑ نہیں سکتے ہم　　اب بھی پی جائیں خوشی سے جو پلائے کوئی
اپنے دل پر وہ ذرا ہاتھ تو رکھ کر دیکھے　　اے رضی دل جو دُکھاتا ہے پرائے کوئی

****

Marfat.com

علی متقی خاں شوخؔ

علی متقی خاں شوخؔ ابن علی مجتبیٰ خاں ساکن گھڑیال منزل واقع محلّہ بساون گنج (ازاولاد حضرت شاہ ولایتؒ)، ولادت تقریباً ۱۸۶۸ء میں ہوئی۔ آپ حافظ قرآن اور ذی علم شخص تھے۔ محلّہ گنج کی مسجد میں امامت کے فرائض بھی انجام دیتے تھے۔ آپ نے برصغیر پاک و ہند میں مسلم لیگ کا پہلا ترجمان اخبار ''انصاف'' جاری کیا جس کے مدیر بھی خود ہی تھے۔ اس میں ایک فکاہت کا کالم ''معجون مرکب'' کے نام سے لکھتے تھے۔ جو نظم و نثر دونوں میں ہوتا تھا۔ مسلم لیگ امروہہ کے صدر اور امروہہ میونسپل بورڈ کے ممبر اور چیئر مین بھی رہے۔ ایک اچھے صحافی، بہترین مقرر اور قادر الکلام شاعر تھے۔ صاحب ''گلدستۂ سادات امروہہ'' لکھتے ہیں؛

> ''نہایت وجیہہ، عالی دماغ، شیر دل، حاضر جواب اور اچھے مقرر، اچھے صحافی اور اچھے شاعر تھے۔ شوخؔ تخلص تھا۔ تقریر اور تحریر کا انداز مولانا ابوالکلام آزاد والا تھا۔ مولانا مذکور کے 'الہلال' میں اور مولانا محمد علی جوہر کے 'ہمدرد' میں کالم نگار اور نمائندہ کے فرائض بھی انجام دیتے تھے۔''[۱]

صاحب تذکرہ شعرائے روہیلکھنڈ جناب تعظیم علی شایاںؔ بریلوی نے شاعری میں آپ کو حضرت امیرؔ مینائی کا شاگرد لکھا ہے۔ ۱۸ رمئی ۱۹۴۴ء میں

---

[۱] گلدستۂ سادات امروہہ صفحہ ۴۴۱/۴۴۲، مولفہ امان علی شجرہ مستجاب احمد نقوی

Marfat.com

وفات پائی۔ اولاد ذکور میں دو صاحب زادے خورشید علی خاں اور علی مظفر خاں ہیں۔ نیز خورشید علی خاں کے دو فرزند قمر علی خاں اور ببّو ہیں۔علی مظفر صاحب کے انور کمال (مقیم پاکستان) اور شارق ہیں۔

نمونہ کلام:۔

آپ کی قسموں کا اور مجھکو یقیں　　ایک وعدہ بھی کبھی پورا کیا
ضبط کی طاقت نہ تھی گر بوالہوس　　نام کیوں بدنام الفت کا کیا

☆

زہے قسمت مرا قاتل بنا وہ　　جہاں میں دھوم تھی جس کے کرم کی
اُسی نے دل دکھایا خوب اے شوخ　　توقع ہم نے کی جس سے کرم کی

÷÷÷÷÷÷÷÷÷

مولوی زاہد حسن جوہر رضوی

مولوی زاہد حسن جوہر ابن اکبر حسین برادر مولانا احمد حسن محدث امروہویؒ دارالعلوم دیوبند کے فارغ التحصیل عالم تھے۔تعلیم سے فراغت کے بعد حیدر آباد کے محکمۂ امور مذہبی میں سرکاری واعظ مقرر ہوئے۔ سنتِ نبویؐ کے سخت پابند تھے۔ خلاف شرع کوئی بات پسند نہیں کرتے تھے۔ خورشید مصطفیٰ رضوی لکھتے ہیں؛

''مذہبی روایات اور شرع کی سختی سے پابندی کرتے اور خلاف شرع امور کسی بڑے سے بڑے ذی وجاہت حاکم سے بھی سرزد ہوتے تو اعتراض کرنے سے نہ چوکتے

Marfat.com

تھے۔'' [1]

شاعری میں مولوی جواد حسن شمیم امروہوی کے شاگرد تھے۔ آخر عمر میں گوشہ نشین رہے اور ۲۴ رجنوری ۱۹۴۵ء م ۱۳۶۴ھ میں وفات پائی۔ اولاد ذکور میں تین فرزند حکیم فخر الحسن، بدر الحسن، نور الحسن تھے۔ نمونہ کلام حسبِ ذیل ہے۔

رنگ آ گیا بہار دکھاتے ہیں اتنے گل — اس گل بدن کے ہجر میں گلشن بدن میں ہے
قاتل سے وصل ہو کے ہوا ہے مرا وصال — صبحِ شبِ وصال کی رنگت کفن میں ہے
جھانکے ہیں اک جہاں کے کنوئیں اس کی چاہ میں — جوہر وہ آب یار کے چاہِ ذقن میں ہے

☆

چھپا رکھا ہے جوہر کیوں نگاہ ناز پرور کا — کبھی تو امتحان کر لیجئے اس تیز خنجر کا
کمال اپنا کسی صورت سے چھپ سکتا نہیں جوہر — ہمارے نام سے ظاہر ہے شہرہ اپنے جوہر کا

☆

موقوف اپنا وصل ہے روزِ وصال پر — ہے زیست کا مدار مرے انتقال پر
کھایا ہے داغ چاند نے حسن و کمال پر — حیرت ہے آئینہ کو تمہارے جمال پر
ممکن نہیں ہے یار کے موئے کمر کا وصف — کیسے چلے گا ذہن کہ رستہ ہے بال پر
برسوں سے ہے فروغ پہ اس ماہ وش کا حسن — پھولا ہے چاند ایک ہی شب کے کمال پر
ہم روز لطف اٹھاتے ہیں تم سے خیال میں — موقوف کچھ نہیں ہے تمہارے وصال پر

☆

آنا بھی ہو تو کرتا ہے انکار وہ ضرور — دل توڑنے کی خو بُتِ پیاں شکن میں ہے

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

---

[1] تذکرۂ بدر چشت صفحہ ۳۶۹، مولفہ خورشید مصطفیٰ رضوی

Marfat.com

حافظ مظہر الدین مظہرؔ فریدی

حافظ مظہر الدین مظہرؔ فریدی ابن مولوی کریم اللہ اکرمؔ فریدی، ساکن محلّہ چلہ (از اولادِ شیخ الاسلام حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر علیہ الرحمہ) حافظ مظہر الدین فریدی نے حفظ قرآن، علم تجوید نیز صرف ونحو کی درسیات سے فراغت کے بعد مولوی اکبر علیؒ، مولانا رافت علی حسینیؒ، مولوی بشیر علی، مولوی کریم بخش (عمِ بزرگ مولوی آلِ حسن نخشبی صاحبِ نخبۃ التواریخ) وغیرہ سے درس نظامی کی تکمیل کی نیز بعض کتب میں حکیم محمد حسن بڑے (صاحبِ تفسیر شاہی) سے بھی استفادہ کیا۔ ابتداً محلّہ جھنڈا شہید (جھنڈہ شہیدؒ) اپنی پھوپی کے یہاں قیام تھا۔[1] (آپ کے پھوپا حاجی محمد حسن فریدی تھے) وہیں پیرزادہ اسکول میں مدرس رہے۔ اس کے علاوہ ایک مدرسہ واقع مکان ڈپٹی بشیر احمد فاروقی میں اردو فارسی اور دینی تعلیم دیتے تھے۔ جہاں مولانا مفتی نسیم احمد فریدیؒ ڈاکٹر برہان احمد فاروقی نزیل لاہور، مولوی تسلیم احمد فریدی (م ۴ رجنوری ۱۹۸۷ء والدِ گرامی پروفیسر نثار احمد فاروقی) وغیرہ نے آپ سے تعلیم پائی۔

تاحیات درس وتدریس کا شغل رہا۔ رجب پور میں آپ کی معافیات تھیں جن کی معقول آمدنی ملتی تھی۔ تاحیات مسجد معمرہ مولوی احمد الدین فریدی واقع محلّہ جھنڈا شہید میں نمازِ جمعہ کی امامت کے فرائض انجام دیئے۔ مولوی ارشاد علی نظامی (جدامجد پروفیسر خلیق احمد نظامی) سے آپ کے قریبی مراسم تھے۔ مولوی ارشاد علی نے آپ کو ''ختم خواجگان'' کی خلافت واجازت سے

---

[1] آپ تقریباً ۱۹۱۰ء میں محلّہ چلہ پر اپنے ذاتی مکان میں منتقل ہوگئے۔

Marfat.com

بھی سرفراز کیا تھا۔ شعر گوئی کا ذوق ورثہ میں پایا تھا۔ نثر میں بھی ایک کتاب بعنوان ''کتاب الصلوٰۃ'' لکھ کر ۱۹۴۰ء میں مفت تقسیم کی۔ اس میں نماز کی اہمیت وافادیت نیز نماز کا طریقہ اور ضروری مسائل کو اختصار کے ساتھ اچھے انداز میں سمجھایا ہے۔ زبان بھی سلیس اور سادہ ہے۔

شعر گوئی کا ذوق بڑا صاف ستھرا اور منجھا ہوا تھا۔ زبان وبیان پر قدرت کے ساتھ ساتھ کلام سوز وگداز سے پُر ہے۔ زیادہ تر کلام نعت رسول اکرم ﷺ نیز قطعاتِ تاریخ وفات پر مشتمل ہے۔ تاریخ گوئی میں اچھا ملکہ تھا۔ مولانا احمد حسن محدث امروہویؒ، مولوی ارشاد علی نظامیؒ وغیرہ کی وفات پر طویل نظمیں لکھیں۔ ۱۹۴۵ء میں وفات پائی۔ باغیچہ حاجی غلام علی شاہ واقع محلہ چلہ میں مدفون ہوئے۔ اخلاف میں دو صاحبزادے مولوی فیاض علی (ساکن رجب پور) اور مولوی آفتاب الدین فریدیؒ تھے۔ (اتراسی، حسن پور روڈ پر موضع ''فیاض نگر'' اِن ہی فیاض علی کی معافیات میں ان ہی کے نام پر ہے۔)

مولوی آفتاب الدین صدر مہتمم مدرسہ چلہ، امروہہ جن کے بڑے صاحب زادوں میں ماسٹر انوار الدین صدر مدرس پرائمری اسکول اور جناب اکرام الدین فاروقی امروہہ کے معروف افسانہ نگار ہیں۔ آپ کے صاحزادوں میں جناب جاوید اکرم فاروقی نمایاں شعراء میں سے ہیں۔ آجکل کان پور سینٹرل اسکول میں انگلش ٹیچر ہیں۔ آپ کے دوسرے بھائی نشاط اکرم ایڈوکیٹ، جنید اکرم فاروقی (جے۔ سی۔ او) عبید اکرم فاروقی اور ادیس اکرم ہیں۔ آفتاب الدین صاحب کے دوسرے صاحب زادے احسان الدین (پرنسپل ایم۔ ایم۔ انٹر کالج، نگینہ) بھی ذی علم ہیں۔ جن کے بڑے صاحب زادے محمد ندیم فریدی (بی۔ یو۔ ایم۔ ایس) اور چھوٹے انجم فریدی ہیں۔ نیز

Marfat.com

مولوی آفتاب الدین صاحب کے تیسرے صاحبزادے احتشام الدین فاروقی اور چوتھے حافظ مولوی انعام الدین فاروقی ہیں۔

نمونہ کلام ملاحظہ فرمائیں:

بھڑک یوں آتشِ عشقِ شہِ والا کہ جل جاؤں ـــــ فراقِ مصطفیٰ میں صورتِ شمعہ پگھل جاؤں
وفورِ شوق کہتا ہے پہنچ جاؤں وہاں اُڑ کر ـــــ عقیدت کہہ رہی ہے لطف یہ ہے سر کے بل جاؤں
جنوں کو میرے اے اللہ صحرائے حجازی دے ـــــ کبھی مکّے پہنچ جاؤں کبھی طیبہ نکل جاؤں
نبیؐ کے روضۂ عالی سے رخصت کا جو وقت آئے ـــــ مجھے وہاں روک لے کوئی اگر اس دم مچل جاؤں
بڑھاؤں ریش عمامہ سر پہ باندھو اور عبا پہنوں ـــــ بظاہر ہی سہی کچھ سیرتِ احمدؐ میں ڈھل جاؤں
جبیں پر میری نامِ سرورِ دیں لکھ دیا جائے ـــــ خدا کے سامنے منھ لے کے کیا میں بے عمل جاؤں
ترے دیدار کی خواہش سدا بے چین رکھتی ہے ـــــ ترا دیوانہ ہوں کیا حور و جنت سے بہل جاؤں
سفینہ گو کنارے آلگا پر اب بھی ممکن ہے ـــــ کوئی صورت نکل آئے تو میں طیبہ نکل جاؤں

کہیں جبریل مدّاحِ شہِ لولاک ہے مظہر
سرِ محشر جو میں پیشِ خدائے لم یزل جاؤں

☆

عشق میں جان گئی آفتِ جاں باقی ہے ـــــ دب گئے خاک میں پر سوزِ نہاں باقی ہے
تو اپنی سوچ واعظ مجھ کو عصیاں کا رہنے دے ـــــ سرِ محشر کھلے گا اب نہ کر تکرار رہنے دے

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

محبوب الرحمٰن محبوبؔ صدیقی ہادوی

محمد محبوب الرحمٰن محبوبؔ ابن شاہ ممتاز الرحمٰن بدنام امروہوی (از اولاد حضرت شاہ عبدالہادی صدیقیؒ ساکن محلّہ قریشی)۔ آپ نے حضرت

Marfat.com

مولانا شاہ سلیمان احمد صاحبؒ سے علوم متداولہ کی تحصیل کی اور غالباً انھیں سے بیعت بھی تھے۔ اپنے والد کی حیات میں ہی ۱۹۴۵ء میں لاولد انتقال کیا۔ شاعری کا ذوق ورثہ میں پایا تھا۔ اور اپنے والد سے شرف تلمذ تھا۔ نمونہ کلام

آئینہ اپنے سامنے رکھا نہ کیجیے — اپنا نظیر آپ ہی پیدا نہ کیجیے
مولا گنہگار ہوں، میدانِ حشر میں — صدقہ رسولؐ کا مجھے رسوانہ کیجیے
آجایئے نگاہ سے آنکھوں کے سامنے — محبوبؔ خستہ جان سے پردا نہ کیجیے

☆

یہ مانا میں نے کہ اس شوخ کو حجاب نہیں — کروں میں صبر مجھے بھی تو اتنی تاب نہیں
عبث خیال ہے اے چاند ہمسری کا تجھے — مقابل اس کی جبیں کے تو آفتاب نہیں
نکل بھی آیا خط ان کے عذارِ گلگوں پر — ہمارے خط کا مگر آج تک جواب نہیں
گذر رہی ہے عجب لطف سے ہماری عمر — اگر شراب میسر ہوئی کباب نہیں
یہ بعدِ مرگ مرے دل پہ ہاتھ رکھ کے کہا — بس اب یہ چین میں ہے اس کو اضطراب نہیں
ہزار بار لکھوں خط اگر انھیں محبوبؔ — مرے سوال کا دیتے وہ کچھ جواب نہیں

÷÷÷÷÷÷÷÷÷

نسیم حسن ہلاآل نقوی

نسیم حسن ہلاآل ابن مولوی اعجاز حسن ساکن محلہ گذری چھتہ، ولادت ۱۸۸۳ء میں ہوئی۔ ''حامد حسن'' آپ کی عرفیت تھی۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے گھر پر حاصل کرنے کے بعد ''سید المدارس'' واقع محلہ شفاعت پوتہ میں عربی فارسی کی درسیات پڑھیں، منشی ومنشی فاضل کے امتحانات پاس کئے بعد میں

Marfat.com

اسی مدرسہ کے پرنسپل رہے۔ شاعری کے علاوہ تصنیف و تالیف سے بھی شوق تھا نثر میں رسالہ ''الصلوٰۃ'' ''تائیدِ اسلام'' ''زبردست خلافت'' آپ کی تصانیف ہیں۔ آخیر عمر میں رضا لائبریری رام پور میں ملازم ہو گئے تھے۔ شاعری میں اپنے برادرِ کلاں ممتاز حسین کمالؔ اور مولانا اولاد حسن سلیمؔ کے شاگرد تھے۔ ۱۹۴۵ء میں وفات پائی۔ آپ کے ایک صاحبزادے مولوی ابو طالب پرنسپل سید المدارس تھے (راقم الحروف نے ان سے کچھ عرصہ فارسی پڑھی تھی) جن کے صاحبزادگان میں محمد علی ایڈوکیٹ امروہہ کے معروف وکلاء میں سے ہیں۔ نمونہ کلام:-

ہے بقا راہ محبت میں فنا ہو جانا　　عشق کی قید ہے عالم سے رہا ہو جانا
لذتِ جور و جفا دل سے ہمارے پوچھو　　ظلم ہے اپنے لئے ترک جفا ہو جانا
امتحاں شرط ہے ٹھوکر تو لگا کر دیکھو　　آج ممکن نہیں کیا حشر بپا ہو جانا
کون ہوں میں کوئی جبریل سے پوچھے جا کر　　باعثِ فخر ہے اس در کا گدا ہو جانا
ان کا مداح ہوں مداح بھی ادنیٰ ہوں ہلالؔ　　دیکھئے لکھا ہے تقدیر میں کیا ہو جانا

☆

نہ ہوا پر نہ ہوا اس بتِ بے دیں پہ اثر　　گو مری آہ سے کہسار پگھل جاتے ہیں

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

حکیم لالا بانکے لال بسملؔ

حکیم لالا بانکے لال بسملؔ ولد لالا بالک رام ساکن محلہ چوک، پیدائش ۱۸۹۳ء اردو فارسی نیز عربی تینوں زبانوں پر اچھی دسترس اور فنِ طب میں

Marfat.com

اچھا درک رکھتے تھے۔ عربی درسیات کی تحصیل مولانا انوارالحق صدیقی ساکن محلّہ چلہ اور طب کی تعلیم حکیم اسرارالحق شوقؔ صدیقی سے حاصل کی۔ شاعری میں بھی حکیم اسرارالحق شوقؔ کے شاگرد تھے۔ ان کے بعد وقار علی تاجؔ امروہوی سے اصلاح لی۔ امروہہ کے مختلف رسائل میں آپ کا کلام شائع ہوا ہے۔ ''تذکرہ شعرائے روہیلکھنڈ'' مولفہ تعظیم علی شایاںؔ بریلوی اور ''موجِ گنگ'' مولفہ بدھ پرکاش گپتا جوہرؔ دیوبندی میں آپکا ذکر موجود ہے۔ ۱۹۴۶ء میں آپ نے انتقال کیا۔ آپ کے اکلوتے فرزند شری ہریش چندر آریہ ساکن محلّہ کالی پگڑی آریہ سماجی ہیں آپ کے دو لڑکے کپل آریہ (ایم۔اے۔) اور پرویِن آریہ (ایم۔کام۔) ہیں۔ نمونہ کلام:-

تواضع میں ہے اچھی تیغ ہی قاتل کی قاتل سے — سرِ مقتل ذرا جھک کر تو ملتا ہے یہ بسمل سے
دمِ آخر وہ آئے ہیں چھڑانے مجھکو مشکل سے — سہارا آہ کا لے کر نکلتی ہے دعا دل سے
زمانہ ہو، فلک ہو، بخت ہو، محشر ہو، دنیا ہو — جسے رنگت بدلنی ہو وہ سیکھے ان کی محفل سے

☆

لئے پھرتا ہوں سر شوقِ شہادت میں ہتھیلی پر — تمنا ہے کہ جوہر آج دیکھوں تیغِ قاتل کا
قدم رکھنا سمجھ کر کوچۂ الفت میں تو اے دل — ابھی تو نام ہی تو نے لیا ہے پہلی منزل کا
خبر اپنی نہیں مجھکو خبر میں دل کی کیا رکھتا — پتا پوچھو نگاہِ ناز سے کھوئے ہوئے دل کا

☆

یہی آرزو ہے میرے دلِ بیقرار میں — ایسا بھی کوئی دن ہو کہ تم ہو کنار میں
بس میں تمہارا دل ہے ملے یا نہیں ملے — لیکن ہمارا دل تو نہیں اختیار میں
نکھرے ہیں یوں شباب سے رخسار آپ کے — جس طرح پھول کھلتے ہیں فصلِ بہار میں
بسمل سے نیم جاں کا قصہ تمام ہے — تیغِ نگاہِ ناز کے دو ایک وار میں
یوں وار کیا کرتے ہیں وہ تیرِ ادا کا — ظاہر نہیں ہوتا کسے مارا کسے تاکا

Marfat.com

کچھ ایسا بھروسہ ہے مجھے اس کے کرم پر — اقرار کیے جاتا ہوں ہر ایک خطا کا
اَب آپ کے بیمار کا یہ حال ہوا ہے — کہتے ہیں معالج بھی کہ ہے وقت دعا کا
حق بیں ہو اگر آنکھ تو دیکھے وہ تماشہ — جلوہ نظر آ جائے ہر ایک بت میں خدا کا
بسملؔ کو محبت میں ہو کیا زیست کی اُمید — بسمل نہیں بچتا کوئی شمشیرِ ادا کا

÷÷÷÷÷÷÷÷÷

محمد جعفر حیاتؔ نقوی

محمد جعفر حیاتؔ ابن محمد احسن ساکن محلہ شفاعت پوتہ (از اولاد شاہ ولایت") ۱۹۱۲ء میں پیدا ہوئے۔ سید المدارس محلہ شفاعت پوتہ میں تعلیم حاصل کی۔ ابتداً بنگلہ اسکول امروہہ اور دارالعلوم منصبیہ میرٹھ میں مدرس رہے۔ امروہہ سے ایک ادبی پرچہ "حیات" نکالا تھا جو چند اشاعتوں کے بعد بند ہو گیا۔ بعد میں کمال امروہوی کے ساتھ بمبئی گئے جہاں بعض فلموں کے لئے اچھے گانے لکھے مثلاً فلم "پکار"۔ حیات امروہہ کے اچھے شعراء میں شمار ہوتے تھے۔ ان کا کلام حال ہی میں پاکستان سے شائع ہوا ہے۔ ۲۰/اکتوبر ۱۹۴۶ء میں انتقال کیا۔

نمونہ کلام :-

زندگی کا ساز بھی کیا ساز ہے — بج رہا ہے اور بے آواز ہے
ہائے خالی رہ گیا جامِ شراب — اور درِ توبہ ابھی تک باز ہے
وہ مجھے اپنا سمجھتے ہیں حیاتؔ — مجھ کو اپنی زندگی پر ناز ہے
جھکائے سر کہیں سے آ رہا ہوں — میں ارمانوں کی میت لا رہا ہوں

☆

Marfat.com

عاشق کی بھی ہستی ہے دنیا میں عجب ہستی ☆ زندہ ہے تو رسوا ہے مرجائے تو افسانہ

ترے سوا نہ رہے کوئی آرزو باقی ☆ یہ آرزو بھی دلِ خانماں خراب میں ہے

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

شیخ حیدر بخش حیدرؔ

شیخ حیدر بخش حیدرؔ ابن رحیم بخش ساکن کٹرہ غلام علی ، ولادت تقریباً ۱۸۷۳ء ، تحصیل علم کن اساتذہ سے کی یہ تو معلوم نہیں لیکن شعر گوئی میں مولوی جواد حسن شمیم امروہوی سے تلمذ تھا۔ رواجِ زمانہ کے مطابق اردو فارسی میں اچھی استعداد رکھتے تھے۔ چہار بیت بھی کہتے تھے۔ غزل بھی اچھی کہتے تھے 'معراج الکلام' میں آپ کا خاصا کلام موجود ہے۔

ڈاکٹر عظیم امروہوی لکھتے ہیں :

''غزل ، قصیدہ ، سلام ، قطعہ ، رباعی اور مرثیے میں طبع آزمائی کی اردو فارسی کی اچھی استعداد رکھتے تھے۔ امروہہ کے ماحول کے سبب چہار بیت بھی کافی کہیں۔''[۱]

حیدرؔ ایک اچھے خوشنویس بھی تھے۔ ۱۹۴۸ء میں وفات پائی کوئی اولادِ نرینہ نہیں تھی۔ ایک لڑکی کی شادی ماسٹر عزیز احمد عزیزؔ امروہوی سے ہوئی تھی جو آپ کے بھتیجے تھے۔

نمونہ کلام :-

تو عیادت کو جو آجاتا ہے اے رشکِ مسیح ☆ مرتے مرتے ترے بیمار سنبھل جاتے ہیں

۱؎ مرثیہ نگارانِ امروہہ صفحہ ۳۵۹ 'مولفہ عظیم حیدر عظیم نقوی

Marfat.com

ارمان مرے دل کے نکلنے نہیں دیتے — کوچہ سے وہ اغیار کو ٹلنے نہیں دیتے
اس درجہ ہے نفرت جو گذرتے ہیں ادھر سے — کاندھا وہ کہاروں کو بدلنے نہیں دیتے

☆

صاف کہہ دیجیئے کہ ملنا ہی نہیں مدِ نظر — اک قیامت ہے یہ ہر روز کی تکرار مجھے
اُن کے قدموں سے نہ برپا ہو کہیں فتنۂ حشر — آج بے طور نظر آتی ہے رفتار مجھے

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

منشی عبدالرب شکیبؔ صدیقی

منشی عبدالرب شکیب صدیقی ابن شبیر علی ساکن شیش محل واقع محلّہ چاہ غوری مدرسہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد امروہہ میں مولوی ظفریاب خاں نیز خلیفہ شمس الدین وانی صدیقی (گھیر مناف) سے فارسی درسیات کی تحصیل کی۔ فارسی زبان وادب پر اچھی دسترس تھی۔ بلا تکلف فارسی کی منتہی کتب پڑھاتے تھے۔ کچھ عرصہ سروہی راجستھان میں بحیثیت معلم ملازم رہے۔ صاحبِ 'خم خانہ جاوید' لکھتے ہیں:

''منشی عبدالرب شکیبؔ امروہوی علمی استعداد کامل ہے۔ فارسی کے اچھے عالم ہیں، اکثر طلباء امتحاناتِ فارسی میں شامل ہونے کے لئے آپ سے رجوع کرتے ہیں۔ سید ابوالحسن ساکتؔ امروہوی کے شاگردوں میں ممتاز ہیں۔ کلام میں بھی استاد کے رنگ کا تتبع کرتے

Marfat.com

ہیں۔ ۱۹۰۰ء سے قبل کے امروہہ کے مشاعروں میں
شریک رہا کرتے تھے۔ اس کے بعد راجپوتانہ کی کسی
ریاست (سروہی) میں ملازم ہو گئے۔ اب عرصہ سے
امروہہ میں ہیں تاریخ گوئی میں بھی ملکہ حاصل ہے۔''[1]

امروہہ کے ذی علم لوگوں میں سے تھے۔ خط نہایت پاکیزہ تھا۔ راقم نے آپ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی بعض دستاویزات دیکھی ہیں۔ فن شعر گوئی میں اپنے ہم عصروں میں ممتاز تھے۔ آپ کے شاگردوں کی تعداد بھی خاصی ہے۔ ۲۶ رمئی ۱۹۴۹ء میں انتقال کیا۔

نمونہ کلام :-

میں نے کب شکوہ کیا گھر غیر کے جانے لگے — کیوں نظر نیچی ہوئی کیوں آپ شرمانے لگے
آئے تھے جس بزم سے کل ہو کے رسوا و ذلیل — آج اسی محفل میں پھر ہم خود بخود جانے لگے
ہے غنیمت کون کہتا تھا یہ دن ہوں گے نصیب — ہم وہاں جانے لگے اور وہ یہاں آنے لگے
خوب کی مہماں نوازی گھر بلا کر آپ نے — مجھکو باتیں ہر کس و نا کس کی سنوانے لگے
کہئے تو دیکھیے مجھے کچھ سن تو لیجیے میرا حال — کیا ضروری ہے کہ سنکر رحم ہی آنے لگے

☆

بعد فنا بھی تختۂ مشقِ ستم ہوں میں — تودہ بنایا یار نے میرے مزار کا
آغوش میں وہ گل نہیں سینے میں دل نہیں — بدتر خزاں سے ہے مجھے موسم بہار کا
اے نامہ بر وہ آئیں گے وعدہ پہ اپنے آج — کافی ہے ان کو ایک بہانہ سنگار کا
وہ چٹکیوں سے مل کے یہ کہتے ہیں وصل میں — ہے یہ علاج تیرے دل بے قرار کا
تربت پہ فاتحہ کو اٹھائے انھوں نے ہاتھ — یہ کہہ کے ہم پہ حق تھا کچھ اس خاکسار کا

---

[1] خم خانہ جاوید جلد پنجم صفحہ ۲۲،۲۳

Marfat.com

کیجیئے شکیبؔ یادِ خدا بھی کبھی کبھی   کیا اعتبار زندگیٔ مستعار کا

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

صوفی نوراللہ عیشؔ صدیقی

صوفی نوراللہ عیشؔ صدیقی ابن محمد شفیع ساکن محلہ قریشی (از اولاد قاضی نظام الدین قریشی صدیقی) ولادت ۱۸۷۸ء میں ہوئی۔ مدرسہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد امروہہ میں مختلف اساتذہ سے تحصیل علم کی۔ تحصیل علوم کے بعد ریاست راہوگڑھ میں تقریباً ۲۳ رسال ملازم رہے۔ وہاں آپ نے ایک مسجد بھی تعمیر کرائی تھی۔ دوران قیام ریاست راہوگڑھ 'جمالِ صابری' (مطبوعہ ۱۳۲۲ھ) نیز 'مناجاتِ عیشؔ' (مطبوعہ ۱۳۲۴ھ) اپنے کلام کے مجموعے شائع کیے۔ شاعری میں غلام نبی خاں شاعرؔ عباسی اور مولوی ابوالحسن ساکتؔ امروہوی سے تلمذ تھا۔ نعت و منقبت خوب کہتے تھے۔ غزل میں قدما کا رنگ پایا تھا۔ اصلاحی اور حب الوطنی کی نظمیں بھی کہتے تھے۔ حضرت شاہ قیام الدین جعفریؒ کے مرید تھے۔ ان کے حالات و ملفوظات پر مشتمل ایک کتاب ''صیقل القلوب'' کے نام سے لکھی۔ ۱۸۹۵ء میں ایک سالانہ مشاعرہ ''بیادگار خلیفہ اوّل حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ'' کی بنیاد ڈالی۔ جس میں امروہہ سے باہر بلکہ ہندوستان کے مختلف علاقوں کے نامور شعراء شریک ہوتے تھے۔ اس کا ایک سالانہ پرچہ بھی ''انوارِ صدیقؓ'' کے نام سے شائع ہوتا تھا۔ جو امروہہ کے شعری سرمائے میں ایک خاصے کی چیز ہے۔ اس کے علاوہ ایک ادبی

Marfat.com

گلدستہ ''گلشن سخن'' کے نام سے جاری کیا تھا۔ ۱۶/جنوری ۱۹۵۰ء کو وفات پائی۔

نمونہ کلام:-

تو کبھی جھوٹی قسم کھاتا نہیں سچ ہے تو اغیار میں جاتا نہیں
تجھ سے تو بہتر تصور ہے ترا یہ شب غم پاس سے جاتا نہیں
پڑھتے پڑھتے خط کو حرفِ وصل پر بولے اب آگے پڑھا جاتا نہیں
کیوں مسیحائے زمانہ بن گئے جو علاجِ دردِ دل آتا نہیں
میں وفا کرکے پشیماں ہو گیا تو جفا کرکے بھی شرماتا نہیں
کہتے کہتے رک گئے کیا بات ہے کیا ہے دل میں لب پہ جو آ- نہیں
بندہ پرور رحم کے لائق ہے عیش رحم اس پر کیوں تمھیں آتا نہیں!

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

یٰسین احمد صبا صدیقی

یٰسین احمد صبا ابن مہتاب احمد صدیقی ساکن محلہ قریشی (از اولاد حضرت قاضی نظام الدین صدیقی قریشی) ولادت ۹/اکتوبر ۱۹۱۰ء م ۴/شوال ۱۳۲۸ھ میں ہوئی مولانا نعمت اللہ صاحب صدیقی اور مولانا حکمت اللہ صدیقی ساکنانِ محلہ قریشی سے فارسی ادبیات کی تحصیل کی نیز مولوی

پیامِ یار لکھنؤ فروری ۱۹۰۶ء صفحہ ۱۴/۱۵

عبدالرحمٰن خاں سے خوش نویسی سیکھی اور اس فن میں کمال حاصل کیا۔فن شعر گوئی میں صوفی نوراللہ عیشؔ صدیقی سے تلمذ تھا۔محلہ قریشی میں ایک ادبی انجمن ''انجمن سراج الادب'' قائم کی جس کے صدر صوفی نوراللہ عیشؔ اور سیکریٹری آپ خود تھے۔اس کے زیرِ اہتمام محلہ قریشی میں دو سال تک بڑے کامیاب مشاعرے ہوئے اور ایک گلدستہ ''گلشن سخن'' جاری ہوا جس کے مدیرِ اعلیٰ صوفی نوراللہ عیشؔ تھے۔

یٰسین احمد صباؔ کافی عرصہ پشاور بھی رہے جہاں ایک ہفت روزہ جریدے ''سرحد'' کے مدیر رہے۔صباؔ قومی و وطنی جذبہ رکھنے والے شخص تھے۔اسی لئے انھوں نے غزل گوئی سے زیادہ توجہ نعت و منقبت اور قومی و اصلاحی نظموں پر مرکوز رکھی۔خوش فکر، اصلاح پسند اور قادرالکلام شاعر تھے۔مجموعہ کلام ''تنویرِ خیال'' کے نام سے ۱۹۳۴ء میں شائع ہوا جس پر علامہ محمود احمد عباسی مورخِ امروہہ نے تقریظ لکھی۔۱۹۵۰ء میں وفات پائی۔

نمونہ کلام:-

مدح سیدنا صدیق اکبرؓ

صداقت کا تمغہ جسے حق نے بخشا　　وہ دراصل صدیق اکبرؓ تمہیں ہو
نبی تم نہیں ہو یہ تسلیم ہم کو　　مگر عکسِ خُلقِ پیمبرؐ تمہیں ہو
شہادت یہ اتقی الذی دے رہی ہے　　کہ اشیاء میں سب ہی سے بڑھکر تمہیں ہو
جہاں جگمگا اُٹھا جس کی ضیاء سے　　وہ تاجِ نبوت کا گوہر تمہیں ہو
صباؔ دھوم ہے جس کی ہندوستاں میں　　وہ مداحِ صدیق اکبرؓ تمہیں ہو

☆

وفائیں مری رنگ لاکر رہیں گی　　ستم سے تمہیں باز آنا پڑے گا

Marfat.com

شاہ ممتاز الرحمٰن بدنام صدیقی

Marfat.com

میں دعوے سے کہتا ہوں اک روز تمکو　　مرے حال پر رحم کھانا پڑے گا
مرے شوق کی لاج رکھنا پڑے گی　　تمہیں آج جلوہ دکھانا پڑے گا
وہ دورِ محبت بھی ہے آنے والا　　میں روٹھوں گا تم کو منانا پڑے گا

☆

ایک پیمانہ صباؔ کو بھی عنایت ہو جائے　　کہ دعا گو ہے یہ ساقی ترے میخانے کا

÷÷÷÷÷÷÷

ممتاز الرحمٰن بدناؔم صدیقی

شاہ ممتاز الرحمٰن عرف عبید اللہ شاہ بدناؔم خلف شیخ محمد اسحاق ساکن محلّہ قریشی (از نبیرگان حضرت شاہ عبد الہادیؒ [۱]) ولادت ۱۲۸۴ھ میں ہوئی کلام پاک کے بعد اردو، فارسی نیز ابتدائی عربی کی تعلیم حاصل کی اور بارہ سال تک مختلف مقامات امروہہ، مراد آباد، سنبھل نیز آگرہ وغیرہ میں ملازم رہے۔ صوفیانہ مزاج کے سبب ملازمت سے دستکش ہو کر بزرگوں کے مزارات کی زیارت اور چلہ کشی شروع کی۔ سندھ، بلوچستان، پنجاب، پٹیالہ وغیرہ اور

---

[۱] حضرت شاہ　الہادی علیہ الرحمہ اپنے وقت کے سرآمد روزگار اتقیاء و کاملین سے تھے۔ حضرت شاہ یتیم صحرائی سے اکتساب کمالات کئے اور ان ہی سے بیعت تھے۔ بعد میں حضرت شاہ عضد الدین محمد جعفریؒ کے حلقۂ مریدین میں داخل ہو کر خرقہ خلافت پایا۔ آپ کے مریدین وخلفاء کی تعداد بھی کثیر تھی۔ صاحب نخبۃ التواریخ کا بیان ہے کہ ''خلفا و مریدانش راحدے ونہایتے نیست'' (صفحہ ۸۵)

Marfat.com

سرحد کے مختلف علاقوں کی سیاحت کی۔ شعر گوئی سے خاص لگاؤ تھا۔ بڑے زود گو اور قادر الکلام شاعر تھے۔ پہلا دیوان ''زرقِ بلیغ'' کے تاریخی نام سے ہے جس کی یہ خصوصیت ہے کہ جو غزل جس حرف سے شروع ہوئی اسی پر ختم ہے۔ اسی کے آخر میں ۱۲۴ ر اشعار پر مشتمل ایک نعتیہ قصیدہ ہے جس کا ہر شعر لام سے شروع اور لام پر ختم ہے بطور نمونہ دو اشعار نقل کرتا ہوں؛

لمحہ بھر کو بھی نہ ہو دوری محمدؐ سے مجھے — صورت پاک نہ ہو آنکھوں سے میرے اوجھل
لکنت آئے نہ زباں میں مری یا رب دم نزع — پورا کلمہ ہو زباں پر مری جب آئے اجل

دوسرا دیوان ''غدق برم'' (۱۳۴۹ھ) ہے اس میں غزلیات کے علاوہ مناقب وقصائد اور مثنویاں و رباعیات نیز چند توشیحات بھی شامل ہیں۔
۹ ر ربیع الثانی ۱۳۷۰ھ م ۱۸ ر جنوری ۱۹۵۱ بروز جمعرات وفات پائی۔

نمونہ کلام :-

ساتھ غیروں کے وہ نگار افسوس — ایک افسوس کیا ہزار افسوس
سسکیاں لیتے دیکھ کر مجھکو — کیا ظالم نے بار بار افسوس

☆

طرح دنیا کی استوار غلط — کوئی شے اس کی پائیدار غلط
طور سب ان کے ہم کو ہیں معلوم — جو کہے ان کو دوستدار غلط
طرۂ زلف سے تیرے اے شوخ — طائر دل نہ ہو شکار غلط
طرز اس شوخ کی نرالی ہے — گر کہو بے وفا شعار غلط

☆

قصہ کیوں پوچھتے ہو مجنوں کا — دیکھ لو حال اپنے مفتوں کا

☆

Marfat.com

اچک کر لیگئے دل جس کسی سے لڑگئیں آنکھیں سلیقہ سیکھے یہ کوئی طرزِ دلستانی ہے

☆

در موسمِ گل شراب جائز باشد معشوق و گزک کباب جائز باشد
ہر گز نہ کنم شکوہ بہ پیش غفار گر در صلہ اش عذاب جائز باشد

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

منشی فیاض علی فیاضؔ صدیقی

مولوی فیاض علی ابن فیض بخش صدیقی، ساکن محلہ کٹکوئی ۱۸۷۴ء میں پیدا ہوئے۔ مراد آباد سے درس نظامی کی تکمیل کی، بعد میں ریاست گوالیار کی فوج میں بھرتی ہوئے لیکن چندہی ماہ میں فوج کی ملازمت ترک کر دی۔ امروہہ اور بچھرایوں میں معافی کی زمین تھی اسی پر گذر اوقات رہی۔ متواضع منکسر المزاج اور نیک سیرت تھے۔ شعر گوئی سے دلچسپی تھی لیکن مشاعروں وغیرہ میں شرکت بہت کم کرتے تھے۔ شرف الدین آلمؔ بچھرایونی کے شاگرد تھے۔ منشی محمد فاضل خاں بیدارؔ امروہوی اور احمد علی احمدؔ سے بھی مشورۂ سخن کرتے تھے۔ ۱۹۵۱ء میں وفات پائی۔ صاحبزادگان میں پانچ فرزند رضوان احمد لاغرؔ، پروفیسر خورشید خاورؔ، صغیر احمد، نواب احمد اور ظہیر عالم ہیں۔ یہ سب بھائی ہندوستان سے باہر آباد ہیں۔ اوّل الذکر دو پاکستان میں مقیم ہیں۔

نمونہ کلام:۔

وہ جو رستہ میں آشنا سا ملا جب ملا کچھ خفا خفا سا ملا
خوب ہے اس کا یہ بھی اک انداز انتہا پر بھی ابتدا سا ملا

Marfat.com

زعم ہے اس کو حسنِ فانی پر آدمی ہے مگر خدا سا ملا
اس میں کچھ شک نہیں ہے اے ناصح تو ہی بس درد آشنا سا ملا
کتنا بہروپیہ ہے زاہد بھی میکدے میں بھی پارسا سا ملا
وہ مجھے اپنا ہم خیال لگا عشق میں جو بھی مبتلا سا ملا
کوہکن، قیس اور وہ فیاض جو ملا مجھ کو سر پھرا سا ملا

÷÷÷÷÷÷÷÷÷

حکیم محمد اسماعیل عیش

مولوی حکیم محمد اسماعیل عیش ابن مولوی محمد احسن [1] ساکن شاہ علی سرائے، ولادت ۱۸۸۷ء م ۱۳۰۴ھ کو بھوپال میں ہوئی۔ درس نظامی اور فن طب کی تحصیل امروہہ، رامپور اور بھوپال میں مختلف اساتذہ سے کی۔ محکمہ سروے آف انڈیا میں ملازمت اختیار کی۔ آپ بسلسلہ ملازمت برما میں مقیم

---

[1] مولوی محمد احسن ابن مردان علی از اولاد سراج الدین قادری م ۴ محرم ۱۳۴۵ھ علوم متداولہ کے فاضل مولانا رافت علی حسینیؒ مولانا محمد حسین جعفری نیز حکیم محمد حسن کے تلامذہ میں سے تھے۔ عرصہ تک ریاست بھوپال میں بحیثیت مدرس قیام رہا۔ جہاں نواب صدیق حسن خاں کی صحبت سے بھی فیض پایا اور تقلید کا مسلک ترک کر کے اس سلسلے میں کئی رسائل تالیف کیے۔ آخر عمر میں قادیانی مسلک اختیار کیا اس مسلک کی تبلیغ و اشاعت میں بھی کئی کتابیں تصنیف کیں۔
علامہ محمود احمد عباسی نے لکھا ہے کہ:
''آپ کی کل تصانیف کی تعداد تقریباً اسی ۸۰ بتائی جاتی ہے۔'' (تذکرۃ الکرام صفحہ ۲۰۹)

Marfat.com

رہے۔ ۱۹۲۵ء میں ملازمت سے استعفیٰ دیکر ''بڑا دواخانہ'' کے نام سے برما رنگون میں مطب کیا اور ایک کامیاب طبیب کی حیثیت سے مشہور ہوئے۔ دین دار، متقی اور ملک وقوم کا درد رکھنے والے شخص تھے۔ رنگون کے مسلمانوں میں آپ بڑے مقبول اور مرجع خلائق تھے۔

گلدستہ ساداتِ امروہہ کے مولفین لکھتے ہیں:

> ''عیش مرحوم طبیب حاذق، فاضل محقق اور ماہر زبان تھے۔ شعر وسخن میں اساتذہ لکھنؤ میں ضامن علی جلال لکھنوی، عبدالاحد شمشاد لکھنوی اور آرزو لکھنوی سے تلمذ رہا۔ علمی اور دینی خدمات کی بنا پر برما کے مسلمانوں میں نہایت مقبول اور مرجعِ خلائق تھے۔ ۱۹۱۵ء سے ۱۹۵۱ء تک برما کے دورانِ قیام علم وادب اور دین وملت کی گراں قدر خدمات انجام دیں، مرحوم جمیعۃ العلماء برما رنگون کے صدر، مجلس مرکزی ائمہ مساجد برما رنگون کے مربی، ہندوستانی مسلم انجمن رنگون کے صدر، اقبال اکیڈمی رنگون کے صدر، مجلس انتظامیہ ندوۃ العلماء لکھنؤ کے رکن تھے۔''[1]

عیش امروہوی نے رنگون سے تین جریدے بھی جاری کئے۔ آخر میں کراچی ہجرت کی اور وہیں ۱۳/ اگست ۱۹۵۱ء م ۱۰/ ذی قعدہ ۱۳۷۰ھ میں وفات پائی۔ ''معراجِ علم وفضل'' مادہ تاریخ وفات ہے۔

نمونہ کلام:

کرتے نہیں ہیں سالک راہ طلب مقام ۔۔۔ دل ہے حضر میں بھی تو برابر سفر میں ہے

---

[1] گلدستہ ساداتِ امروہہ صفحہ ۱۵۷، مولفین شجر علی امان ومستجاب احمد (پاکستان)

Marfat.com

ویرانگی کہاں ہے بیاباں میں اے جنوں — دیکھے جو تو اسے تو مرے اجڑے گھر میں ہے
برسوں رہِ نیاز سے گزرا ہے سر کے بل — پہنچا ہوا ہے وہ جو تری رہگذر میں ہے
یہ کہہ کے قتل گاہ میں آگے تھے سب سے ہم — الفت میں بہتری قدم پیشتر میں ہے
دل کے سوا نہ پاؤ گے اے کاوش والم — وہ عاطفت جو دامنِ زخم جگر میں ہے
جو یار دل نواز کی صحبت میں ہو بسر — حاصل وہی تو ایک گھڑی عمر بھر میں ہے
کس طرح دیکھوں تابش حسن و جمالِ دوست — اے چشم ابھی قصور بصیرت بصر میں ہے
اے عیش اور طول غزل کو نہ دیجیئے — معلوم ہے کہ لطف جو ہے مختصر میں ہے

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

منشی آلِ نبی وفا

منشی آلِ نبی وفا ابن آلِ علی نقوی ساکن محلہ کٹرہ غلام علی (از اولاد حضرت شاہ ولایتؒ) ولادت ۱۹۰۱ء کو لاہور میں ہوئی۔ لاہور سے مولوی کا امتحان پاس تھے۔ مرادآباد، حسن پور، کندرکی وغیرہ میں ملازم رہے۔ ۱۹۵۱ء میں وفات پائی۔ اپنا کلام ''گلدستۂ وفا'' کے نام سے مرتب کیا تھا جو ہنوز زیور طبع سے نا آشنا ہے۔ اخلاف میں تین فرزند جعفر رضا، باقر رضا، تقی رضا ہیں۔

نمونہ کلام:-

یہ دیکھو کیسی کیسی چال بازی یاد ہے ان کو — جلانے کو میرے ایک شمع زیر آشیاں رکھدی
وفا اس کی زباں پر رات دن ہے نالہ وشیون — دہن میں کس نے بلبل کے ہماری یہ زباں رکھدی

÷÷÷÷÷÷÷÷÷

Marfat.com

عین الحسن جرّیؔ

عین الحسن جرّیؔ ابن محسن حسین تنخیؔ ساکن محلہ گذری (از اولاد حضرت شاہ ولایتؒ) امروہہ کے باکمال خوش نویس اور اچھے شاعر تھے۔ شاعری اور خوش نویسی میں اپنے والد محسن حسین تنخیؔ کے شاگرد تھے۔ افسوس کہ آپ کے حالات دستیاب نہیں ہو سکے۔ اولاد ذکور میں پانچ صاحبزادے تہذیب حسین، نشیب حسین، تصویب حسین، ترغیب حسین بلندؔ، نجیب حسین وغیرہ پاکستان میں مقیم ہیں۔

نمونہ کلام:-

قتل کیسا زندگی بخشی ہمیشہ کے لئے　　وہ مسیحا تھا حقیقت میں، مرا قاتل نہ تھا

☆

بالیں پہ وہ جو آئے تو ناکام عشق نے　　دو ہچکیوں میں غم کا فسانہ سنادیا

☆

ان بتانِ حق نما کی حق پسندی دیکھئے　　خانۂ کعبہ سے نکلے، کعبۂ دل میں رہے

☆

یوں تیرے کوچے سے اک بے سروساماں نکلا　　ساتھ جو نکلا وہ با دیدۂ گریاں نکلا
مضطرب نکلا، نہ حیراں نہ پریشاں نکلا　　حشر ہمراہ لئے خُلد سے انسان نکلا
جائے انصاف ہے اے جانِ کرم، روحِ کرم　　کوئی حسرت مری نکلی، کوئی ارمان نکلا؟
مجھ پہ جو گذری وہ گذری تجھے کیا اس کا ملال　　شکر کی جا ہے کہ قاتل ترا ارماں نکلا
اے جرّیؔ میں نے اسے قلب وجگر نذر دیئے　　جس کماں سے مری تقدیر کا پیکاں نکلا

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

Marfat.com

سید انیس الدین احمد رضوی امروہوی
ایم اے (آنرز) ایل ایل بی (علیگ)

Marfat.com

انیس الدین انیسؔ رضوی

خانوادۂ حضرت شاہ ابن بدر چشتی قدس اللہ سرہ العزیز کے گل سرسبد جناب انیس الدین انیسؔ رضوی ابن رئیس الدین احمد رضوی کی ولادت ۲۲ رجولائی ۱۹۰۳ء کو علی جان منزل محلہ قریشی میں ہوئی۔ امروہہ اور میرٹھ سے ہائی اسکول و انٹر وغیرہ کرنے کے بعد علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے ۱۹۲۶ء میں تاریخ میں ایم۔اے اور ۱۹۳۰ء میں ایل۔ایل۔بی کیا۔ بریلی رامپور اور مراد آباد میں وکالت کی شعری ذوق زمانہ طالب علمی ہی سے تھا۔ علی گڑھ کے دوران قیام اچھی نظمیں لکھیں جس کی بنا پر آپ ''انجمن حدلقیۃ الشعراء'' کے سکریٹری بنائے گئے اور ایک نظم ''پیام وداع'' پر آپ کو'ملک الشعراء' کا خطاب ملا۔ شاعری میں محامد حسین وفا رضوی کے شاگرد تھے۔ اردو فارسی دونوں زبانوں کے قادر الکلام اور استاد شاعر تھے۔ ایک معرکتہ الآراء نظم موسوم بہ 'یاد ایام' فارسی زبان میں ''تذکرۃ الکرام'' کے دیباچہ میں شامل ہے جس میں امروہہ کی تاریخ اور مشاہیر امروہہ (علماء، اطباء، شعراء) کے حالات بیان کئے ہیں کہ امروہہ میں کیسے کیسے نامور پیدا ہوئے اور انھوں نے کیسے کیسے وقیع علمی کارنامے انجام دیئے، اس نظم سے متاثر ہو کر مؤرخ امروہہ محمود احمد عباسی نے آپ کو''فردوسئ امروہہ'' لکھا۔

انیس الدین رضوی نے اگر چہ ہر صنف سخن میں طبع آزمائی کی لیکن زیادہ تر رجحان نعت ومنقبت اور اصلاحی نظموں پر تھا۔ علی گڑھ کے زمانہ قیام میں آپ نے بہت سی اصلاحی نظمیں لکھیں جس سے آپ کے جذبہ قومی اور اصلاح معاشرہ

Marfat.com

اور مسلم قوم کی ترقی و بقاء کے احساسات کا اندازہ ہوتا ہے۔ شعرگوئی کے علاوہ ادبی و تحقیقی مضامین بھی لکھے جو مختلف رسائل میں شائع ہوئے ایک اچھے افسانہ نگار بھی تھے۔ آپ کے دو افسانوی مجموعے ''رزم و وطن کے فسانے'' اور ''منتخب روسی افسانے'' (یہ روسی افسانوں کے تراجم ہیں) شائع ہوئے۔

اپنا دیوان بھی ''نقد ہستی'' کے نام سے مرتب کیا تھا جس میں حمد و نعت کے علاوہ خلفاء راشدین حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ، حضرت علیؓ نیز حضرت شاہ ابن بدر چشتیؒ کے علاوہ بہت سے اولیاء کرام کی شان میں مناقب نیز غزلیات و نظمیں شامل ہیں۔ یہ دیوان قلمی صورت میں ان کے صاحبزادے محترم خورشید مصطفیٰ صاحب رضوی کے پاس محفوظ ہے۔ ۶ر جولائی ۱۹۵۲ء/۱۳ر شوال ۱۳۷۱ھ کو وفات پائی ڈاکٹر مقبول احمد خاں وفا رامپوری نے حسب ذیل قطعۂ تاریخ وفات لکھا۔

نوجواں ابن رئیس الدین صاحب نیک نام	عالم و فاضل ادیب و شاعر نیکو عمل
تیرہویں شوال یکشنبے کی شب غیر وطن	بخت میں لکھی ہوئی تھی یوں جوانی میں اجل
اے وفا لکھو یہی تم مصرعہ سال وفات	آہ اے سید انیس الدین رضوی بے بدل

۱۳۷۱ھ

اولاد ذکور میں دو صاحبزادے مشفقی جناب خورشید مصطفیٰ رضوی اور جناب عامر مصطفیٰ ہیں، جناب خورشید مصطفیٰ رضوی صاحب کئی اہم تصانیف کے مصنف ہیں، جن میں ''بابر'' ''حیات ذاکر حسین'' ''شیر ہندوستان ٹیپو سلطان'' (۱۹۹۸ء) چند تاریخی حقائق'' ''تذکرہ بدر چشتؒ (۱۹۷۵ء)'' جنگ آزادی اٹھارہ سوستاون (۱۹۵۹) ۱۹۶۰ء میں یوپی گورنمنٹ نے ایوارڈ سے نوازا، تاریخ کی سچائیاں (۱۹۹۴ء) تاریخ جنگ آزادی ہند اٹھارہ سو

Marfat.com

ستاوں (طبع ثانی معہ اضافہ ۲۰۰۱ء) یہ کتاب رضا لائبریری رام پور سے شائع ہوئی ہے۔ قابل ذکر ہیں۔ آپ کے چھوٹے بھائی عامر مصطفیٰ صاحب امروہہ کے معروف وکلاء میں سے ہیں اور ادبی ذوق بھی خوب رکھتے ہیں۔ نمونہ کلام؛

مناجات بہ درگاہ قاضی الحاجات

بہ نامِ پاک رحمانے رحیمے
جہاں دارے جہاں بانے کریمے

الٰہی ابتدا تیرے لیے ہے — الٰہی انتہا تیرے لیے ہے
کرم کر جلوۂ امید دکھلا — سیہ بختوں کو صبح عید دکھلا
ترے لطف و کرم پر ہی نظر ہے — ہمارا آسرا تیرا ہی در ہے
ترے در کے سوا بار الٰہا — غریبوں کا ہے کوئی آسرا کیا
طفیل اس ذاتؐ کے جس کی محبت — مسلماں کے لیے ہے مہر جنت
زمین و آسماں جن کے لیے ہیں — یہ سب کون و مکاں جن کے لیے ہیں
زہے فخر بنی آدم محمدؐ — محمدؐ رحمت عالم محمدؐ

☆

بحق حضرت صدیق اکبرؓ — جو بعد انبیا ہیں سب سے برتر
بحق حضرت فاروقؓ اعظم — ہوئی جن سے اساس دین محکم
بحق حضرت عثمان عفانؓ — سراپائے حیا و خلق و ایماں
بحق حضرت کرّار حیدرؓ — امیر مومنین سلطان خیبر

☆

اے کہ نامت حرزِ جان عاشقاں — اے کہ ذکرتؐ جان پاک مومنیں
المدد اے قبلۂ ایمان و دیں — الغیاث اے رحمت اللعالمیں

Marfat.com

تیری امت کی بری حالت ہوئی　　چشم رحمت باز کن مارا ببیں

غزل کے چند شعر ملاحظہ ہوں

بیا ساقی کہ گلزار ارم در باغ جاں بینی　　بہ ہر برگ ہو یدا صد بہار بوستاں بینی
چہ می دانی بہ سیمائے فلک چوں کہکشاں بینی　　ہوائے زلف لیلیٰ در دماغ آسماں بینی

☆

جبیں رہین سجود و نیاز ہے لیکن　　مقابلہ میں کسی کا تو سنگ در آئے

☆

تم سے اچھی ہے بہر حال تمہاری تصویر　　دل کے بہلانے کو ہر وقت مرے پاس تو ہے

☆

آیا نہ لب پہ شکوہ بیداد آج تک　　کرتا رہا ہوں دل ہی سے فریاد آج تک
ٹوٹی ہوئی امیدیں شکستہ مسرتیں　　دنیائے دل انھیں سے ہے آباد آج تک

☆

میری فریاد کو تم چاہے سنو یا نہ سنو　　میں تو فریاد پہ فریاد کئے جاؤں گا
اور دو چار جو پر باقی ہیں ان کو بھی انیسؔ　　نذرِ بے مہری صیاد کئے جاؤں گا

☆

بڑھائے ذوق جنوں اب کس کا ڈر ہے　　ادھر یہ سر ادھر وہ سنگ در ہے

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

ضیاء احمد خاں ضیاؔ

ضیاء احمد خاں ضیاؔ ابن احمد رضا خاں ساکن محلہ کٹکوئی ولادت ۱۸ر نومبر ۱۸۹۱ء ابتدائی تعلیم کے بعد گورنمنٹ ہائی اسکول سے ہندی انگریزی کی تعلیم حاصل کی۔ اردو، فارسی ادبیات پر اچھا ملکہ حاصل تھا۔ آپ ایک اچھے زمیندار تھے اور یہی ذریعہ معاش تھا تقریبا چھ گاؤں علی پور

Marfat.com

کوٹی ، متھانہ ، پاکبڑہ ، باگڑپور اور پلک سرائے آپ کی زمینداری میں تھے۔ شعر گوئی کا بڑا صاف ستھرا مذاق رکھتے تھے ، نعت و منقبت اور غزل کے اچھے شاعر تھے۔

۲۰ / اگست ۱۹۵۲ء میں وفات پائی۔ اولاد ذکور میں چھ صاحبزادے پروفیسر شجاع احمد خاں زیبا ، عطاء احمد خاں عطا ، ثناء احمد خاں وغیرہ ہیں۔ ثناء احمد خاں صاحب کے اکلوتے فرزند جناب ضیاء الرب خاں طرب ضیائی ہیں۔

نمونہ کلام :-

فرقت میں اس صنم کی ہمارا یہ حال ہے تنگ آئے اپنی جان سے جینا محال ہے
کیا ہوگئی ہے ایسی خطا مجھ سے جانِ من کیوں رات دن ستانے کا میرے خیال ہے
اپنے نہ ملنے کا تو مجھے غم نہیں مگر غیروں کے گھر وہ جاتا ہے اس کا ملال ہے
کام آئے گی نہ تیری عبادت یہ زاہدا جب دل میں تیرے حور کا ہردم خیال ہے
بالیں پہ میرے آکے ضیا اس نے یہ کہا مجھکو یہ کیا خبر تھی ترا ایسا حال ہے [1]

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

مولوی شفیق احمد شفیق

مولوی شفیق احمد شفیق صدیقی ابن محمد صدیق ساکن محلہ چاہ شور امروہہ ، عربی ، فارسی کی تعلیم مدرسہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد امروہہ میں حاصل کی ، بعض کتابیں دارالعلوم چلہ میں مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی سے پڑھیں۔ میٹرک بھی پاس کیا تھا۔ تعلیم سے فراغت کے بعد درس و تدریس کا شغل

---

[1] بزمِ سخن امروہہ صفحہ ۱۲

Marfat.com

اختیار کیا ۱۹۴۰ء میں ریاست ٹھکانا کھیتڑی کے مدرسہ ناصر الاسلام میں مدرس رہے ۔ آخر میں جمیعت العلمائے ہند کی شاخ اتر پردیش کے صدر رہے ۔ شاعری کے علاوہ بچّوں کے لیے نصیحت آمیز کہانیاں اور افسانے بھی لکھتے تھے ۔ ۱۹۵۲ء میں وفات پائی ۔

نمونہ کلام ÷

ہوش و حواس کھو دیے، جان بھی اب نثار کر　　　باقی ہے کیا قفس میں اب، اس کو بھی تار تار کر
دست کرم جب اٹھ گیا باقی رہے نہ کچھ کسر　　　دامن و جیب سے گزر قلب کو بہ[illegible]نار کر
سوز و قلق برنگ نو عین حیات ہے شفیق　　　باقی ہے جب تلک رمق دل کو نہ [illegible]ا

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

مولوی ابن حسن حسؔن صدیقی

مولوی ابن حسن حسؔن صدیقی ابن خلیفہ نوروز علی ساکن محلّہ قریشی (از اولاد قاضی نظام الدین صدیقی قریشیؒ) آپ ایک ذی علم عالم تھے ۔ مولوی چھدّا کے نام سے مشہور تھے ، ذریعہ معاش کاشت کاری تھا ۔ شعری ذوق خداداد پایا تھا ۔ اردو ، فارسی دونوں زبانوں میں بلا تکلف شعر کہتے تھے اور اس فن میں باقاعدہ کسی کے شاگرد نہیں تھے ۔ یٰسین احمد صبا صدیقی ، صوفی نور اللہ عیش صدیقی اور جگر مراد آبادی سے دوستانہ تعلقات تھے ۔ '' صیقل القلوب '' (مولفہ صوفی نور اللہ عیش امروہوی) '' انوار صدیق '''' درمقصود '''' اعجاز امروہہ '' میں آپ کا کلام موجود ہے ۔ ۲۶ ر رمضان المبارک ۱۳۷۲ھ م جون ۱۹۵۳ء

ا؎　ماخوذ از کشور اولیاء امروہہ، مولفہ احمد حسین صاحب صدیقی

Marfat.com

وفات پائی۔ اولاد ذکور میں دو صاحبزادے حسین احمد اور احمد حسن تھے۔ احمد حسن صاحب کے دو فرزند افسر حسن (مرحوم) اور صفدر حسن ہیں۔ حسین احمد صاحب کے چار فرزند اقبال احمد، سرتاج احمد، ذیشان احمد اور سرفراز احمد ہیں (م ۳۱ دسمبر ۲۰۰۱ء)۔ ذیشان احمد امروہہ کے معروف وکلا میں ہیں۔ نمونہ کلام ÷

منقبت بشان حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ

یہ تھا صدق و صفا و اتقا صدیق اکبرؓ کا   نبی صدیق اکبرؓ کے خدا صدیق اکبرؓ کا
قدم لیتی تھی تسلیم و رضا صدیق اکبرؓ کا   نہ تھا کچھ مدعا اس کے سوا صدیق اکبرؓ کا
نبی صدیق اکبرؓ کے خدا صدیق اکبرؓ کا

شرف حاصل ہوا اسلام کا وہ آپ کے گھر کو   میسر جو نہیں فاروقؓ کو عثمانؓ و حیدرؓ کو
ہوئی محبوبیت حاصل نبیؐ کی ان کی دخترؓ کو   بس آخر اور اب کیا چاہیئے صدیق اکبرؓ کو
نبی صدیق اکبرؓ کے خدا صدیق اکبرؓ کا

نہیں صدیقؓ کا ثانی کوئی فیض نبوت میں   عجب سرکار کی حالت تھی دربار رسالت میں
کرامت میں، ہدایت میں، شرافت میں، طریقت میں   رفاقت میں، صداقت میں، محبت میں، حقیقت میں
ہوا ہے مرتبہ سب سے سوا صدیق اکبرؓ کا

ہوئے ممتاز سب سے آپ دربار نبوت میں   کوئی ہمسر نہیں ان کا رفاقت میں صداقت میں
نبیؐ کے بعد وہ سب سے مقدم ہیں خلافت میں   پس مردن بھی ہیں آرام سے آغوش رحمت میں
یہاں تک ہے رسا بخت رسا صدیق اکبرؓ کا!

''انوار صدیق' مرتبہ حیات احمد عشرت صدیقی، مطبوعہ ۱۳۵۴ھ نمبر ۴

Marfat.com

غزل

گھٹ گھٹ کے آج بدر فلک پر ہلال ہے — سچ ہے کہ ہر کمال کو لازم زوال ہے
نیّر جبیں ہے ان کی تو ہے مانگ کہکشاں — ہے آفتاب چہرہ تو ابرو ہلال ہے
کیا پوچھتے ہو حال شب ہجر جانِ من — اک رات تم بغیر ہمیں ایک سال ہے
تفتیش حال وہ نہ کریں چاہے عمر بھر — پر جانتا ہوں میں انھیں میرا خیال ہے
کس کو سنائیں کس سے کہیں غم کی داستاں — ابن حسن کا کون یہاں ہم خیال ہے

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

حکیم محمد ابرار الحق دِلؔ صدیقی

مولوی حکیم محمد ابرار الحق دلؔ ابن مولوی حکیم عبد القیوم صدیقی ساکن محلہ قریشی (از اولاد حضرت قاضی نظام الدین قریشی صدیقیؒ) مدرسہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد امروہہ کے فارغ التحصیل عالم تھے نیز طب کی تعلیم اپنے والد اور برادر بزرگ حکیم محمد انوار الحق صدیقی سے حاصل کی بعد میں حکیم محمد اجمل خاں سے بھی استفادہ کیا۔ صاحب رموز حکمت لکھتے ہیں۔

''مسیح الملک۔ بہادر حکیم محمد اجمل خانصاحب سے بھی استفادہ کیا۔ اس کے بعد علیحدہ مطب شروع کیا جو نہایت کامیاب ہے۔ اکثر مایوس مریض آپ سے صحت یاب ہونے ہیں۔ آپ نہایت ذہین اور قابل طبیب ہیں۔''[1]

شعر گوئی کے علاوہ تصنیف و تالیف سے بھی لگاؤ تھا۔ ایک کتاب ''معیار الحق''

---

[1] رموز حکمت صفحہ ۳۷۷، مولفہ حکیم عبد الرحیم

Marfat.com

کے نام سے لکھی تھی۔ ۱۹۴۸ء میں پاکستان ہجرت کی اور وہیں ۱۹۵۴ء میں وفات پائی۔ آپ کے اکلوتے فرزند مظہر الحق صدیقی فارسی ادبیات میں اچھی لیاقت رکھتے تھے اور اچھے افسانہ نگار تھے، ان کے تین فرزند ہمایوں مظہر، محمد خرم، محمد ظفر پاکستان میں آباد ہیں۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو:-

منقبت بشان خلیفہ اول حضرت سیدنا ابو بکر صدیقؓ

خود ہم سفر ہے راہ نما یار غارؓ کا — کیا پر اثر ہے نقش وفا یار غارؓ کا
مقبول رب ہے صدق و صفا یار غارؓ کا — یہ ہے مقام سب سے سوا یار غارؓ کا
ظاہر ہوا یہ ثانی اثنین سے ہمیں — ثانی کوئی نہیں بخدا یار غارؓ کا
خلعت انھیں نبیؐ نے خلافت خدا نے دی — اصحاب نے خطاب دیا یار غارؓ کا
اس پیکر جمیل کا دل ہے حریم ناز — دنیا کو دے رہا ہوں پتا یار غارؓ کا

☆

امامت اور خلافت بے طلب اللہ نے بخشی — پسند آیا دل بے مدعا صدیق اکبرؓ کا
معیت میں کیا شامل رسول اللہؐ نے کس کو — ولاتحزن شرف کس کا ہوا؟ صدیق اکبرؓ کا [1]

☆

وہ دل ہی کیا جو محبت سے فیضیاب نہیں — وہ آنکھ کیا جو غم و درد سے پر آب نہیں
حیات واعظ نافہم کامیاب نہیں — ہلاک ناز نہیں کشتہ عتاب نہیں
نگاہ شوق کا مرہون ہے یہ حسن و جمال — کسی کا ذوق نظر ہے ترا شباب نہیں
چلے بھی آؤ محبت کی لاج ہی رکھ لو — تمہارے درد جدائی کی اب تو تاب نہیں
حصول عشق و محبت ہے عین ناکامی — ہے کامیاب وہی جو کامیاب نہیں
بس اب تو شورش و فریاد کی اجازت دو — سوائے اس کے کوئی حسرت جواب نہیں
دل حقیر کو اس پر یقین کامل ہے — تری جناب سے بہتر کوئی جناب نہیں

---

[1] ''انوارِ صدیقؓ'' مطبوعہ ۱۳۵۴ھ نمبر ۴ مرتبہ حیات احمد عشرت صدیقی

Marfat.com

شبیر احمد خاں شبیر

محمد شبیر احمد خاں شبیر ابن احمد خاں ابن عبداللہ خاں ابن بھیکن خاں ساکن کالا کنواں ۔قوم کے کاکرزئی پٹھان تھے ۔ولادت ۱۸۶۸ء میں کرنیل گنج کانپور میں ہوئی جہاں آپ کے والد عہدہ سب انسپکٹری پولس پر مامور تھے ۔ابتداً اپنے برادران بزرگ حکیم محمد عثمان خاں اور اسماعیل خاں سے تعلیم حاصل کی پھر امروہہ آکر عربی و فارسی درسیات کی تحصیل کی ۔۱۸۸۶ء میں حکیم محمد عثمان خاں کے ساتھ ضلع رنگوں برما گئے اور محکمہ بندوبست میں ملازم ہوئے ۔دو سال بعد امین ہوئے اور بارہ سال تک اسی عہدہ پر رہے ۔۱۸۹۸ء میں ضلع چاٹگام و ضلع ارکان میں انسپکٹر بندوبست رہے ۔ایک سال کلکتہ دو سال بنارس نیز دو سال گیا میں اسی عہدہ پر متمکن رہے ۔والد کے انتقال کے بعد ملازمت ترک کی اور زمینداری پر اکتفا کیا ۔

قدرت نے شعر گوئی کا اچھا ملکہ دیا تھا بڑے پرگو اور قادر الکلام شاعر تھے ۔محمود احمد صاحب عباسی آپ کے خاندان کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں ۔

''۔۔۔منشی محمد شبیر خاں متخلص بہ شبیر امروہہ کے کہنہ مشق اور ہر دلعزیز شاعر ان میں ہیں ۔''[1]

مسیح اللہ خاں عطا ، (مرتب نظم شبیر حصہ دوم) لکھتے ہیں ۔

''اس طرح آپ شاعری کے دریائے بے کنار میں پورے پورے غواص ہوگئے اور وہ گوہر سخن صدف دماغ سے

---

[1] تحقیق الانساب صفحہ ۳۳۱

نکالے کہ ہم عمر و ہم عصر آپ کے حیران رہ گئے''۔[1]

شاعری میں مولانا ابو الحسن ساکت اور مومن حسین صفی امروہوی کے شاگرد تھے۔ بزم شبیر، نظم شبیر، جنگ نامہ برہما، مثنوی قتل معشوق، قصہ جاڑا بخار و ہیضہ وغیرہ، گلدستۂ شبیر، مثنوی آشوبِ ریل، سوانگ قتلِ معشوق وغیرہ آپ کے مطبوعہ مجموعہائے شعر ہیں۔ آپ کے تلامذہ کی تعداد کثیر تھی، امروہہ سے باہر بھی خاصی تعداد میں شاگرد کئے، ہر صنف سخن میں ملکہ رکھتے تھے مزاح اور ہزلیات میں بھی خوب شعر کہے ہیں۔ ۱۹۵۵ء میں انتقال کیا آپ کے فرزند سہراب احمد خاں سہراب بھی شاعر تھے۔

نمونہ کلام:۔

ابرو کا گیا بل تو وہ مژگاں ہوئی سیدھی — جب کند ہوئی تیغ تو خنجر نکل آیا
اس بت کو نہ کچھ خوف ہوا پیش خدا بھی — شمشیر بکف پھر سر محشر نکل آیا
شبیر سے کم گو کے سنے شعر جو اس نے — بولا کہ کہاں سے یہ سخنور نکل آیا

☆

چھین کر دل دکھا گئے آنکھیں — ایسا چالاک تو، نہ جانا تھا
ہوتے غیروں کے، اے مہِ خوباں — کیا مجھی کو تمہیں ستانا تھا

☆

کیا کیا نہ مرے قتل کے سامان کئے گئے — ابرو چڑھائی تیغ کھینچی نیمچا لیا
محشر میں جب نہ پرشش اعمال کچھ ہوئی — بولا وہ بت خدا سے مرا کیا کرا لیا

☆

ادا نے قتل کیا اور قضا کا نام کیا — کسی پہ بات گئی اور کسی نے کام کیا
بتوں کی یاد میں ایسا خدا کو بھول گئے — پڑھی نماز تو سجدہ میں رام رام کیا

۱۔ نظمِ شبیر حصہ دوم مرتبہ مسیح اللہ خاں عطا

Marfat.com

رہتے ہو کیوں خفا خفا صاحب   ہم سے کیا ہو گئی خطا صاحب
نہ رہا کچھ بھی اختیار افسوس   دل مرے ہاتھ سے چلا صاحب
ایک بوسہ کے ہم تو بھوکے تھے   اس پہ تم ہو گئے خفا صاحب
کیوں تڑپتے ہو میرے پہلو میں   عشق سمجھے تھے کھیل کیا صاحب
جس کو چاہا وہ ہو گیا دشمن   عشق کا نام ہے برا صاحب
دل کو قابو میں رکھیوائے شبیر   پاس بیٹھے ہیں دل ربا صاحب

☆

مرے مرنے پہ بھی ان کو یہاں تک بدگمانی ہے   عدو سے پوچھتے ہیں موت کی کیا کیا نشانی ہے

☆

کیسا اعجاز مسیحا کیسا سحرِ سامری   تیری آنکھوں میں نظر آتا ہے ہر جادو مجھے

☆

مجھ سے کہتے ہیں نہ تڑپے گا اگر   تیغ گردن سے ہنا لی جائے گی
اب وہاں بھی ہے کچھ انگریزی چلن   کل کو مقتل میں دونالی جائے گی

☆

پھر بدل دی وصل کی تاریخ ٹھہرائی ہوئی   پہلے سولہ جون تھی اب سات جولائی ہوئی

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

فضل حسین بسمل صدیقی

مولوی فضل حسین بسمل ابن ہادی حسن بن محمد حسین ساکن محلّہ گھیر مناف (از اولاد شیخ محمد ابراہیم برادر خرد شیخ ابو المناف صدیقی منصب دار دربار اکبری) مولوی فضل حسین بسمل کے دادا محمد حسین صاحب نے جنگ آزادی میں حصہ لیکر نمایاں خدمات انجام دی تھیں ۔ ڈاکٹر اختر حسن صدیقی مرحوم کے

Marfat.com

بیان کے مطابق آپ کو پھانسی کی سزا ہوئی تھی لیکن افسوس آپ کا کوئی ریکارڈ راقم الحروف کو نہیں مل سکا۔

مولوی فضل حسین بسملؔ نے علوم متداولہ کی تحصیل کے بعد طب کی تعلیم بھی حاصل کی اور امروہہ کی سکونت ترک کر کے مرادآباد میں جا بسے تھے جہاں ایک پریس ''افضل المطابع'' کے نام سے جاری کیا تھا اور اسی پریس سے ایک اخبار ''المشیر'' نکالا جس کے بعض شمارے جناب خورشید مصطفیٰ رضوی کی وساطت سے راقم السطور کی نظر سے گذرے ہیں۔ مرادآباد سے آپ نے ایک ماہنامہ ''ضیاء الاسلام'' بھی جاری کیا تھا جو تقریباً پانچ سال تک جاری رہا۔

مرادآباد سے ترک سکونت کر کے کانپور جا رہے وہاں سے بھی ایک اخبار ''البرید'' جاری کیا۔ کانپور سے حیدرآباد اور پھر پاکستان جا کر آباد ہوئے۔ جناب مولانا افتخار احمد فریدیؒ کا بیان ہے کہ

''آپ قوم و ملت کے بڑے سچے ہمدرد تھے، آپ نے ترکی کی جنگ میں بڑے کارہائے نمایاں انجام دیئے، آپ ''انجمن اشاعت اسلام'' مرادآباد کے صدر بھی رہے''[1]

نظم و نثر دونوں میں اچھا ملکہ رکھتے تھے شاعری میں جناب شریف وجاد و مرادآبادی کے شاگرد تھے، اردو، فارسی دونوں زبانوں میں شعر کہتے تھے۔ تاریخ وفات تحقیق نہیں ہو سکی اولاد ذکور میں اکمل حسین اور افضال حسین تھے جن کی اولاد اب پاکستان میں آباد ہے۔

---

[1] تحفۃ الانساب صفحہ ۹۷، مولفہ راقم الحروف مطبوعہ ۱۹۹۲ء

نمونہ کلام :

یہی مجھ سے دل مضطر مرا کہتا ہے چپکے سے
کسی کافر پہ اب مائل طبیعت ہونے والی ہے

مریض عشق کو فہمائش پرہیز اے ناصح
موثر اس کو کب تیری نصیحت ہونے والی ہے

خدا کے واسطے جلدی عیادت کے لیے آ جا
کوئی دم میں ترے بسملؔ کی رحلت ہونے والی ہے [1]

☆

بس گئی یار کی کیا نکہت گیسو دل میں
بھینی بھینی ہے عجب مشک کی خوشبو دل میں

آپ تاریخ گوئی میں بھی خاص مہارت رکھتے تھے مختلف کتب پر آپ کے قطعات تاریخ ملتے ہیں، ایک قطعہ تاریخ مولوی فرید احمد وفاؔ مرادآبادی کے دیوان ''دیوان نیرنگ نظم'' پر اس عنوان کے ساتھ درج ہے۔

از خاکسار محمد فضل حسین بسملؔ مالک افضل المطابع پریس مرادآباد۔

چوں مرتب گشت دیوان وفاؔ
ہست آں روشن بہ نظم مستنیر

برق تاباں کرد بامن ایں خطاب
دل کش اے بسملؔ ز نظم دل پذیر

۱۹۰۲ء

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

حکیم انوار الحق انورؔ

مولوی حکیم انوار الحق ابن فضل الحق ساکن محلہ گھیر مناف (از اولاد حضرت شاہ عبد الحکیمؒ) مختلف اساتذہ امروہہ سے عربی و فارسی درسیات کی تحصیل کی اور افسر الاطباء حکیم حامد حسن رضوی سے فن طب حاصل کیا۔ عرصہ تک لاہور میں فن طب سے مخلوق خدا کی خدمت کی۔ شاعری سے طبعی مناسبت رکھتے

---

[1] پیام یار صفحہ ۵ ماہ فروری ۱۸۹۶ء جلد ۱۴

Marfat.com

تھے ۔ انورؔ تخلص تھا کلام میں صوفیانہ رنگ غالب تھا ، شیدا علی ساکن محلہ گھیر مناف اپنی تالیف ''قطب الاقطاب'' کے صفحہ ۲۵ پر لکھتے ہیں ،

'آپ ایک قادر الکلام شاعر تھے تخلص انورؔ تھا آپ کا کلام صوفیانہ افکار و عالمانہ رجحانات کا حامل ہے ۔ دیوان طبع نہ ہو سکا'

لاہور میں ہی وفات پائی اولاد ذکور میں دو صاحبزادے معراج الحق مرحوم لاہور ریلوے میں ملازم تھے اور وہاج الحق میونسپل بورڈ امروہہ میں ٹیچر تھے ۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو ؛

منقبت درشان حضرت شاہ ابن بدر چشتؒ

شراب چشتیہ کی ہے صراحی ہاتھ میں تیرے
ادھر سب مست ہاتھوں میں لیے پیمانے آتے ہیں

سلامت ہو ابد تک آپ کا میخانہ چشتیؒ
مئے وحدت جہاں کو آپ خود بلوانے آتے ہیں

غبار چہروں پر دلوں میں خاکساری ہے
تمنائے نظارہ میں ترے دیوانے آتے ہیں

فریدی، صابری، چشتی ہیں سب بزم محبت میں
کسی کو تم نہ یہ سمجھو کہ یہ بیگانے آتے ہیں

نہ چھوٹے گی محبت مجھ سے انورؔ بدر چشتی کی
فرشتے عالم بالا سے کیا سمجھانے آتے ہیں

÷÷÷÷÷÷÷÷

غلام نبی اوجؔ

غلام نبی اوجؔ ابن آل نبی طالبؔ (نبیرہ میر خواجم خاں دہلوی) ساکن دربار کلاں ولادت ۱۸۹۸ء میں ہوئی ۔ مڈل تک تعلیم حاصل کی بعد میں شیخ مہدی حسن ریاضؔ سنبھلی سے عربی و فارسی کی تعلیم حاصل کی اور فن شعر گوئی

Marfat.com

میں بھی انھیں سے تلمذ رہا، ڈسٹرکٹ بورڈ کے پرائمری اسکول میں استاد رہے۔ ۱۹۲۶ء میں کراچی (پاکستان) چلے گئے وہاں محکمہ تعلیم سے وابستہ رہے اسی دوران آپ نے مختلف موضوعات پر آسان زبان میں چند نصابی کتابیں لکھیں، ۱۹۲۸ء سے ملازمت ترک کر کے صوبہ سندھ سے ''نقیب'' نام سے ایک اخبار جاری کیا جو بعد میں ۱۹۵۸ء تک روزنامہ ''نظام'' نام سے جاری رہا۔ سیاست میں بھی دخل رکھتے تھے انجمن ترقی اردو کراچی کے بانیین میں سے تھے کراچی مسلم لیگ کے بھی سکریٹری رہے۔ شعر گوئی میں مہدی حسن ریاض [1] کے بعد منظور احمد افسر امروہوی سے تلمذ حاصل کیا۔

نمونہ کلام:-

دیکھنے میں تو اکیلا نظر آتا ہوں میں ورنہ مجموعہ گل رونق دنیا ہوں میں
صبر میں بھی ہے میسر مجھے پوری قدرت خود ہی بیمار ہوں اور خود ہی مسیحا ہوں میں
میں ہوں وہ راز جو مخلوق پہ ظاہر نہ ہوا جو کبھی منھ سے نہ نکلی وہ تمنا ہوں میں
اہل دانش کے لیے بس ہے یہی شرح وجود اوجؔ اللہ کی قدرت کا تماشا ہوں میں
یوں تو گناہ گار محبت تھے سیکڑوں آیا ہمارا نام ہی پہلے شمار میں

معراج الکلام ۱۹۲۵ء

[1] مہدی حسن ریاضؔ وہ مظفر سنبھل کے ساکن تھے۔ سنبھل سے ترک سکونت کر کے امروہہ آئے۔ بڑے بازار میں مقیم ہوئے۔ اردو، فارسی اور عربی کے اچھے اور صاحب استعداد عالم نیز قادر الکلام شاعر تھے۔ آپ ایک اچھے خوش نویس اور آرٹسٹ بھی تھے۔ بعمر ۸۰ سال ۱۹۱۸ء میں انتقال کیا اور درگاہ شمس شاہ غازی میں مدفون ہوئے۔ امروہہ کے بہت سے لوگوں کو آپ سے تلمذ تھا۔ جن میں ڈاکٹر بشیر احمد سیفؔ، غلام نبی اوجؔ، منظور احمد افسرؔ، وحیدالدین تاجؔ لائق حسین قویؔ قابل ذکر ہیں۔ افسوس کہ آپ کا تمام کلام برباد ہو گیا۔

Marfat.com

محمد فاضل خاں بیدآر

منشی محمد فاضل خاں بیدآر ساکن محلہ افغانان متصل محلہ کٹکوئی۔ امروہہ کے معروف استاد شعراء میں سے تھے۔ مڈل پاس تھے کانجی ہاؤس میں ملازم رہے۔ آخیر عمر میں محلہ نوبت خانہ میں ایک دوکان کر لی تھی، عرصہ تک بچھرایوں میں مقیم رہے وہیں آلم بچھرایونی (شاگرد حکیم مومن خاں مومن دہلوی) سے اصلاح لی، مشکل زمینوں میں شعر کہنے میں مہارت رکھتے تھے۔ جناب تعظیم علی شایاں بریلوی لکھتے ہیں۔

''مشاعروں میں مشکل طرحیں اس لیے دی جاتی تھیں کہ وہ غزل نہ کہہ سکیں لیکن وہ ہر زمین میں کامیاب غزل کہتے تھے''۔[1]

غزل کے علاوہ دوسری اصناف سخن میں بھی شعر کہتے تھے، نعت و مناقب بھی لکھے ایک مختصر شعری مجموعہ ''درِ یتیم'' کے نام سے شائع ہوا تھا جو سراپائے رسولؐ اور حلیمہ دائی کے بارے میں تھا۔ آپ کا اکثر کلام ضائع ہو گیا۔ آخیر عمر میں خاصے تنگ دست رہے ایک روایت مشہور ہے کہ آپ نے کسی صاحب سے دس روپیہ ادھار لیے تھے وہ ادا نہیں کر سکے تو وہ صاحب آپ کی قلمی بیاض لے گئے کہ جب دس روپیہ دوگے تو بیاض ملے گی۔ (واللہ اعلم) اولاد میں صرف صاحبزادیاں تھیں۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو؛

جنازے پہ میرے نہ آیا وہ شوخ کھڑی بیکسی ہاتھ ملتی رہی

---

[1] تاریخ تذکرہ شعرائے روہیلکھنڈ، مولفہ تعظیم علی شایاں بریلوی

Marfat.com

روضۂ خیر الوریٰ کا رعب اللہ غنی | سرد ہو جاتا ہے مغرب کے سفر میں آفتاب
کس قیامت کی شب غم ہے کٹتی ہی نہیں | سو گیا کیا آج دامانِ سحر میں آفتاب

تجھے صانع نے جس دم حسن کے سانچے میں ڈھالا تھا | مجھے بھی لکھ دیا تھا اس گھڑی شوریدہ سر ہونا

ہوں ہوں کے بھی تصدق قربان تیری ہاں کے | اک بار پھر تو کہہ دے صدقے تری زباں کے

÷÷÷÷÷÷÷÷

مسعود حسن فنؔا رضوی

مسعود حسن فنؔا رضوی ابن مولوی محامد حسین وفؔا ساکن محلہ پیرزادہ (از اولاد حضرت شاہ ابن بدر چشتؒ) ولادت تقریباً ۱۳۰۸ھ م ۱۸۹۰ء میں ہوئی۔ اپنے والد اور مختلف اساتذہ سے اخذ علم کیا ورنگل میں بحیثیت اور سیر ملازم رہے۔ شاعری کا ذوق ورثہ میں پایا تھا اور اس فن میں اپنے والد کے ہی شاگرد تھے، ذی الحجہ ۱۳۷۵ھ م ۱۹۵۵ء میں حیدر آباد میں وفات پائی عبدالوحید رضوی مرحوم نے حسب ذیل تاریخ وفات لکھی

مسعود حسن فنؔا برفتہ | از دار فنا بسوئے یزداں
شد ارض دکن مزار و مدفن | امروہہ قدیم مسکن آں
تاریخ وفات گفت رضوی | مسعود حسن بخلد رقصاں [1]
۱۳۷۵ھ

اولاد ذکور میں پانچ فرزند مقبول حسن، مسرور حسن، منصور حسن، مشکور حسن اور مخدوم حسن ہوئے۔ حضرت شاہ ابن بدر چشتؒ کی رسم چادر سے متعلق چند شعر ملاحظہ ہوں:

---

[1] اسرار بدر چشت صفحہ ۹۹ مجموعہ کلام عبدالوحید رضوی مرحوم

Marfat.com

عاشقِ کبریا کی چادر ہے　　دلبرِ مصطفیٰ کی چادر ہے
ابنِ شیرِ خدا کی چادر ہے　　شمع بزمِ ضیا کی چادر ہے
رہنما پیشوا کی چادر ہے　　کانِ جود و سخا کی چادر ہے
نور چشمِ جنابِ زہراؑ کی　　جانِ مشکل کشاؑ کی چادر ہے
چل رہے ہیں ملایکہ ہمراہ　　کون سے اولیاء کی چادر ہے
چاند آفاقِ چشت کا جو ہے　　یہ اسی مہ لقا کی چادر ہے
آؤ لے لو مراد منھ مانگی　　شاہِ جود و عطا کی چادر ہے
سر پہ آنکھوں پہ کیوں نہ رکھوں فناؔ　　بدرِ چشتیؒ پیا کی چادر ہے

÷÷÷÷÷÷÷÷

محمد عارف حسرتؔ

محمد عارف حسرتؔ ابن ماجد حسین ابن مولوی عبداللہ ابن مولانا حافظ رافت علی (از اولاد حضرت شاہ ولایتؒ) ساکن محلہ دربارکلاں، مولانا رافت علی امروہہ کے معروف علماء کرام میں سے تھے نیز کئی اہم کتابوں کے مصنف تھے ان کے صاحبزادے مولوی عبداللہ بھی عالم تھے۔

محمد عارف حسرتؔ کے والد ماجد حسین انگریزی حکومت کے سخت مخالف تھے جس کے لیے آپ کو کئی مرتبہ جیل کی صعوبتیں برداشت کرنی پڑیں نیز ایک بار کال کوٹھری کی سخت سزا دی گئی۔ محمد عارف حسرتؔ اپنے دادا کی طرح علمی ذوق کے شخص تھے شاعری کا بڑا صاف ستھرا مذاق رکھتے تھے۔ کوئی مجموعہ کلام شائع نہیں ہوا لاولد انتقال کیا۔

Marfat.com

نمونہ کلام :-

ہوگا وہی جو کچھ کہ ہے ازل سے مستور　　تقدیر ہے احکام خدا کا بھی ظہور
ارے تدبیر تو نہ کر کچھ فکر مآل　　ہے سامنے قسمت کے خدا بھی مجبور

☆

عجب کشمکش میں پڑا ہوں میں حسرتؔ　　فقط مر ہی جانے کو دل چاہتا ہے

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

قاری علی تجمل خاں تجملؔ

قاری علی تجمل خاں تجملؔ ورزمیؔ ابن علی مقتدیٰ خاں ساکن گھیر یال منزل بساون گنج (از اولاد حضرت شاہ ولایتؒ) اردو، فارسی کے قادرالکلام شاعر اور ادیب تھے۔ حضرت مولانا عبدالشکور فاروقی لکھنوی کی شان میں ۶۲ اشعار پر مشتمل ایک قصیدہ فارسی زبان میں لکھا جو اخبار النجم لکھنو کے خلافت نمبر میں شائع ہوا، اس کا مقطع ہے۔

وصف پاکش ریخت از کلک تجملؔ زانکہ او　☆　قاطع رگ ہائے جان رافضیاں آمدہ

قاری علی تجمل خاں کو یہ فخر حاصل ہے کہ اعلان پاکستان کے بعد ریڈیو اسٹیشن پیشاور سے سب سے پہلی جو قرأت کلام پاک نشر ہوئی وہ قاری علی تجمل خاں نے کی۔

نمونہ کلام :-

راوی ہوں چاہے آج کے خضر آج کے مسیح　　ہو وہ بیان غیر کسی بھی مقام سے
مانیں نہ کوئی بات بھی تحقیق کے بغیر　　رزمیؔ کی التجا ہے یہ ہر خاص و عام سے

•••••••••••••

Marfat.com

مولوی شفیق حسن شفیق

مولوی شفیق حسن ایلیا ابن نصیر حسن نصیر ساکن محلہ لکڑا (از اولاد حضرت شاہ ولایتؒ) ۱۴ رجولائی ۱۸۸۵ء کو پیدا ہوئے اپنے دادا مولوی امیر حسن امیر اور والد نصیر حسن نصیر نیز مولوی اولاد حسن سلیم سے علوم متداولہ کی تحصیل کی۔ عربی فارسی سنسکرت اور عبرانی زبانوں پر اچھا عبور تھا۔ مختلف ریاستوں کے محکمۂ بندوبست میں ملازم رہے، مطالعہ کا ذوق تھا، قرآن کے علاوہ توریت وانجیل کا بہ نظر غائر مطالعہ کیا تھا، تصنیف و تالیف سے بھی لگاؤ رکھتے تھے۔ ایک کتاب ''تاریخ امروہہ'' سے متعلق بھی لکھی تھی جو طبع نہ ہوسکی ''حقیقۃ المسیح'' آپ کی معروف تصنیف ہے، شاعری میں مولوی اولاد حسن سلیم کے شاگرد تھے۔ نعت و منقبت مرثیہ و قصیدہ اور غزل وغیرہ خوب کہتے تھے۔ ۸ رجنوری ۱۹۵۶ء کو انتقال کیا۔ اولاد میں محمد مہدی رئیس امروہوی، محمد تقی (چیف ایڈیٹر روزنامہ جنگ کراچی) محمد عباس اور ہندو پاک کے معروف شاعر جون ایلیا ہیں۔ نمونہ کلام:۔

ہاں اے شفیق! بات کوئی نئی سناؤ ۔۔۔ یہ بزم رشک طور بنے رنگ وہ جماؤ
لو انتہائے عرش سے آگے قدم بڑھاؤ ۔۔۔ محفل کو حولہ کی ہوا باندھ کر دکھاؤ

اسریٰ سے ہے عروج رسول کبیر کا
لاہوت میں ہو نور سمیع و بصیر کا

غیر تو غیر ہیں کب اپنے ہیں ۔۔۔ کوئی اپنا نہیں سب اپنے ہیں
آپ حریم ناز میں شوق سے آئیں بے حجاب ۔۔۔ اب وہ جنوں جنوں نہیں اب وہ نظر نظر نہیں

Marfat.com

حکیم نبی بخش سائلؔ

حکیم نبی بخش سائلؔ ابن حاجی رحیم بخش ساکن محلہ سرائے کہنہ ولادت تقریباً ۱۸۸۴ء میں ہوئی۔ حکیم علی احمد رضوی سے فن طب کی تحصیل کی تھی ابتدا انھیں کے مطب میں ملازم رہے بعد میں اپنا ذاتی مطب کیا۔ قادر الکلام شاعر تھے۔ صاحب 'خم خانۂ جاوید لالہ سری رام نے لکھا ہے'۔

''نومشق شاعر ہیں، مگر کلام اچھا ہے''[1]

شاعری میں لائق حسین قویؔ کے شاگرد تھے دیوان ''گلشن چہار بیت'' کے نام سے ۱۹۲۹ء میں شائع ہوا۔ چہار بیت خوب کہتے تھے۔ اگست ۱۹۵۶ء م ۱۳۶۵ھ میں وفات پائی۔ اولاد میں اکلوتے فرزند حکیم محمد یوسف تھے جن کا ذکر تذکرہ ھذا میں علاحدہ شامل ہے۔

نمونہ کلام:-

مزا کیا خاک ہم کو نالۂ بلبل سے آئے گا — نہ جس میں سوز کے ٹکڑے نہ جس میں ساز کے ٹکڑے
ترے دامن کے دھونے سے چھپیگا خون کب قاتل — کہ خود بولیں گے محشر میں شہید ناز کے ٹکڑے
جگر ہے پارہ پارہ اور دل ہے پاش پاش اپنا — جو ہیں یہ ناز کے ٹکڑے تو وہ انداز کے ٹکڑے
کسی کو ذبح کر ڈالا کسی کو زندگی بخشی — اثر رکھتے ہیں کیا کیا آپ کی آواز کے ٹکڑے
بہت کچھ ہیں مری کشکول میں باقی ابھی سائلؔ — نرالی وضع کے ٹکڑے نئے انداز کے ٹکڑے

☆

حقیقت پر نظر کرتا ہوں جب دنیائے فانی کی — بہاریں خاک میں مل جاتی ہیں سب زندگانی کی
محفل میں سوزِ غم سے کیسی پگھل رہی ہے — پروانہ جل چکا ہے اب شمع جل رہی ہے

---

[1] خم خانہ جاوید صفحہ ۶۸ جلد چہارم

Marfat.com

ہجر میں تیرے صنم دل مرا گھبرائے ہے　　ماہئ بے آب کی صورت مجھے تڑپائے ہے

÷÷÷÷÷÷÷÷

شاہد احمد زیبؔ رضوی

شاہد احمد زیبؔ رضوی ابن محمد احمد (م ۲۲ / مارچ ۱۹۵۷ء) ساکن محلہ قریشی علی جان منزل (از اولاد حضرت شاہ ابن بدر چشتیؒ) ولادت ۱۹۱۹ء میں ہوئی۔ ہائی اسکول کے بعد اردو فارسی کے دیگر امتحانات پاس کیئے اور ایکسائز انسپکڑی کے عہدہ کے لئے منتخب ہوئے مگر طبیعت اس طرف مائل نہیں تھی تو اس کو قبول نہیں کیا ۱۹۴۳ء میں پبلک سروس کمیشن یو پی سے سرکاری ملازمت میں انتخاب ہوا اور ملٹری اکاونٹ آفس دہرہ دون میں بحیثیت آڈیٹر متعین رہے لیکن چند ماہ بعد محکمۂ تعلیم کی ملازمت کا پروانہ آگیا اور اس عہدہ کو چھوڑ کر معلّمی کا پیشہ اختیار کیا، ساتھ ہی دوران ملازمت اردو، فارسی اور انگریزی میں ایم۔ اے پاس کیا۔ ادبی ذوق بہت تھا شاعری کے علاوہ نثر میں بھی مضامین لکھے جو مختلف رسائل میں شائع ہوئے آخیر میں فیض آباد انٹر کالج میں لیکچرار تھے کہ اسی دوران ۲۲ / نومبر ۱۹۵۷ء کو بعمر ۳۸ سال وفات پائی۔
عبدالوحید رضوی مرحوم نے حسب ذیل تاریخ وفات لکھی۔

رفت از دنیا سوئے دارالبقا　　شاہد رضوی جواں نیکو صفات
فکر شد مارا زسال ہجر لیش　　گفت ہاتف ہاں بگو سال وفات
گشت چوں مہماں درخلد بریں　　جام عشرت "شاہدِ احمد" بیافت

۱۳۷۷ھ

Marfat.com

اولاد ذکور میں دو فرزند سہیل رضا اور منصور احمد (بی. ایس. سی) ہیں۔

نمونہ کلام :-

'منقبت در شانِ حضرت شاہ ابّن بدر چشتؒ '

سلطان عرفاں بدرِ زماں ہیں   جنکی سخا کے چشمے رواں ہیں
صولت سے جنکی دنیا ہے لرزاں   صورت پہ جنکی شیدا ہر انساں
آنکھوں میں بجلی دانتوں میں تارے

الفت سے جنکی امروہہ شاداں   حکمت سے جنکی ہر مشکل آساں
نکہت سے جنکی گل عطرافشاں   ہیبت سے جنکی باطل گریزاں
بت سرنگوں ہیں دہشت کے مارے

ماہِ منور کرتا ہے آکر تجھ پہ نچھاور نقرئی گوہر
ہادئی برحق وہ شہ کرماںؒ زلف طریقت جس نے سنوارے

مولوی احمد امین رضوی

مولوی احمد امین ابن شاہ روح الامین ابن شاہ محمد امین نمازی ساکن محلہ پیرزادگان (از اولاد حضرت شاہ ابن بدر چشتؒ) ولادت ۱۳۰۰ھ م ۱۸۸۳ء میں ہوئی حصول تعلیم کے لئے اوائل عمری میں ہی امروہہ سے باہر گلاؤٹھی، سکندرہ، مرادآباد وغیرہ میں مقیم رہے اکثر علماء مشاہیر سے تحصیل علم کی۔ دارالعلوم دیوبند سے درس نظامی سے فراغت حاصل کرنے کے بعد مدرسہ مرادیہ مظفرنگر، مدرسہ ریاست دان پور، مدرسہ عالیہ میرٹھ، مدرسہ نعمانیہ لاہور، دارالعلوم دیوبند، مدرسہ مظفرالاسلام ہاپوڑ، فرنگی محل لکھنؤ وغیرہ میں

Marfat.com

تدریسی خدمات انجام دیں۔ شعر گوئی کا صاف ستھرا مذاق رکھتے تھے۔ اردو فارسی میں بلا تکلف شعر کہتے تھے۔

۲۲/اپریل ۱۹۵۸ء م ۱۰/شوال ۱۳۷۷ھ ۷۷/سال کی عمر میں انتقال کیا۔ مولوی عبدالوحید رضوی نے مندرجہ ذیل قطعۂ تاریخ لکھا؛

مردِ بزرگ عالم و فاضل نکو صفات   از دہر دوں رفت سوئے ملک قدسیہ
رضوی بگفت ہاتف غیبی سنِ وفات   احمد امین رفت بفردوسِ صوفیہ[1]
۱۳۷۷ ہجری

اخلاف میں دو صاحبزادے مولوی محمد صالح اور محمد اختر تھے۔ مولوی محمد صالح فارغ التحصیل عالم تھے جن کے دو صاحبزادے محمد یحییٰ و محمد زکریا ہیں، محمد اختر صاحب کے محمد خالد اور محمد طلحہ ہیں یہ سب پاکستان میں آباد ہیں۔

نمونہ کلام:-

دیئے دیتا ہوں انھیں دل سی شے ذرا نیک و بد پہ نظر نہیں
ابھی ابتداء تو مزے کی ہے ہو نتیجہ کیا یہ خبر نہیں

مرا سر ہے زانوئے یار پر غم اضطرابِ جگر نہیں
کوئی کہدے موت سے لوٹ جا ابھی مرنا مدِ نظر نہیں

یہ اندھیری رات، یہ طول غم، مجھے تاب درد جگر نہیں
بجھا جا رہا ہے چراغ دل، اور ابھی امید سحر نہیں

---

1. از اسرار بدر چشت صفحہ ۱۰۰

Marfat.com

ارے باغباں ذرا رحم کھا مرے آشیاں کو نہ تو جلا
میں غریب ہوں نہ ستا مجھے، تجھے کچھ خدا کا بھی ڈر نہیں

کئی تیر اوروں کے مارے ہیں مری باری آئی تو چپکے ہیں
یوں نگاہ پھیر کے بیٹھے ہیں مرے پاس جیسے جگر نہیں

یہ کرشمے سب ہیں نصیب کے کریں نیکیاں اور بدی ملے
انھیں دل بھی دیدیا ہے بے کہے مگر اب بھی سیدھی نظر نہیں

یہ رہائی قید سے ہے سوا وہی بے بسی کا ہے سامنا
ہے چمن میں بلبل خوش نوا مگر آشیاں میں گذر نہیں

گئے قبر پر جو پکارنے تو نہ بولنے کے ہیں کیوں گلے
یہ تو قاعدہ ہی وہاں کا ہے کہ کسی کو کسی کی خبر نہیں

غم زلف یار کا مبتلا غم درد جب نہ اٹھا سکا
تو یہ کہہ کے ہجر میں اٹھ گیا مری دل کے ساتھ گذر نہیں

نہ ہے دوستی نہ ہے دشمنی یہ تو ہے حسینوں کی دل لگی
جو ہیں خوش تو باتیں ہیں پیار کی ہیں خفا تو سیدھی نظر نہیں۔[1]

---

[1] تذکرۃ الکرام از محمود احمد عباسی صفحہ ۳۵۵

Marfat.com

منقبت حضرت شاہ ابن بدر چشتؒ

ہوا ظاہر گلستاں میں یہ فریادِ عنادل سے — کہ یہ بھی عشق بدر چشت میں مجبور ہیں دل سے
پھنسا ہوں بحرِ عشق بدر میں اب دیکھیے کیا ہو — یہی ڈر ہے مری کشتی نہ ٹکرا جائے ساحل سے
خدا کے واسطے اپنا رُخِ زیبا دکھا دیجیے — نہ جب تک دیکھ لیں گے ہم اٹھیں گے در سے مشکل سے
جلائے خرمنِ دل وہ ضیائے رخ تو کیا پروا — جو بربادِ تجلی ہیں انھیں کیا بحث حاصل سے

امیںؔ اتنا کہاں تھا وقت جو کچھ فکر کرتے تم
یہ شعر اس عرس کے ہنگامہ میں لکھے ہیں مشکل سے[1]

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

برج باسی لال عاجزؔ

منشی برج باسی لال عاجزؔ ولد منشی جوالا پرشاد ساکن محلہ چوک امروہہ۔ شری نند کشور ساکن محلہ چوک ریٹائرڈ امین تحصیل امروہہ کی فراہم کردہ معلومات کے مطابق، آپ اردو، فارسی میں خلیفہ شمس الدین واقی صدیقی کے شاگرد تھے ممکن ہے شاعری میں بھی انھیں سے اصلاح لی ہو، لیکن تعظیم علی شایاں بریلوی نے انھیں حکیم اسرار الحق شوقؔ صدیقی کا شاگرد لکھا ہے۔

عاجزؔ تحصیل امروہہ میں جمنا پرشاد مختار کے منشی تھے، ۱۹۶۰ء میں انتقال

---

[1] در قصود نمبر سنہ اشاعت ۱۹۴۵ء

Marfat.com

کیا۔ ان کے ایک صاحبزادے امروہہ سے باہر کسی بینک میں ملازم ہیں۔

نمونہ کلام :-

کیسا جنوں کا جوش ہے فصلِ بہار میں
ہر سو چمن میں دامن گل بھی ہے تار تار

خواجہ عشرت علی لکھنوی نے اپنے تذکرہ 'ہندو شعرا' میں لکھا ہے،

''عاجز برج باسی لال امروہوی ضلع مراد آباد''[1]

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

عبدالحکیم خاں حکیم

منشی عبدالحکیم خاں حکیم ابن عبدالوحید خاں ساکن محلہ کٹکوئی (از اولاد محمد عمر خاں سوری) ولادت ۱۸۹۵ء میں ریاست گوالیار میں ہوئی۔ ناظرۂ قرآن کے بعد اردو، فارسی کی تعلیم حاصل کی اور اردو فارسی کی منتہی کتابیں خلیفہ شمس الدین واثق سے پڑھیں۔ تعلیم سے فراغت کے بعد محکمہ پولس میں ملازم رہے۔ شاعری میں مفتی عنایت بخش رسا بلند شہری اور داغ دہلوی کے شاگرد تھے۔ زبان و بیان پر قدرت تھی۔ پرگو اور قادر الکلام شاعر تھے، تمام اصناف سخن میں اپنی طبع کے جوہر دکھائے ہیں۔

دو دیوان ''آفتابِ سخن'' ''انتخابِ سخن'' اور ایک مثنوی ''فریادِ حکیم'' کے عنوان سے شائع ہو چکے ہیں۔ ''آفتابِ سخن'' کے کئی ایڈیشن شائع ہوئے۔ ۱۹۶۰ء کو امروہہ میں وفات پائی۔

---

[1] ''ہندو شعرا''، صفحہ ۹۵ مطبوعہ ۱۹۳۱ء، مولفہ خواجہ عشرت علی لکھنوی

Marfat.com

نمونہ کلام :-

تیغِ قاتل جو چل گئی ہوتی　　میری حسرت نکل گئی ہوتی
تیرے وعدہ کی طرح اے ظالم　　شب فرقت بھی ٹل گئی ہوتی
خیر گذری وگرنہ محشر میں　　تم پہ خلقت مچل گئی ہوتی
رازِ الفت حکیم کھل جاتا　　اُف جو لب سے نکل گئی ہوتی

کون فرقت کا ساتھ دیتا ہے　　درد میں بھی تو اب کمی ہے حکیم
صاف انکار بھی نہیں کرتے　　اُن کے لب پر ابھی ابھی ہے حکیم
سن کے میرا کلام فرمایا　　لکھنوی ہے کہ دہلوی ہے حکیم

دیکھئے غیر سے نہ کہہ دیجئے　　بندہ پرور یہ راز کی باتیں

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

پنڈت رام سرن آتمانند

پنڈت رام سرن آتمانند ساکن محلہ بڑا بازار، پیدائش ۱۸۸۲ء میں ہوئی۔ آپ ایک اچھے سنگیت کار اور موسیقار تھے۔ ساتھ ہی ایک اچھے ناٹک کار بھی، ہندی گائیکی، لیلیٰ مجنوں، گنیش جنم، سیتا بنواس وغیرہ آپ کے ڈرامے ہیں۔ یہ ڈرامے ہندوستان کی مشہور ڈرامہ کمپنی ''الفریڈ کمپنی'' میں کھیلے گئے۔ آپ ایک ڈرامہ ''پارلیمنٹ کا ممبر'' کے عنوان سے پرتھوی راج کپور کے لئے لکھ رہے تھے اسی دوران آپ کا انتقال ہو گیا اور یہ ڈرامہ مکمل نہ ہو سکا۔ اردو، ہندی میں اچھی مہارت رکھتے تھے، ڈراموں میں حسب موقع شعروں کا خوب استعمال کیا ہے۔ ۱۹۶۰ء میں انتقال کیا۔

Marfat.com

نمونہ کلام ÷

کیوں نہیں دیتے میرے خط کا جواب　　مجھ سے کیا ایسی برائی ہو گئی
ان کے پہلو میں جگہ جو مل گئی　　میرے حق میں بس خدائی ہو گئی

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

مختار احمد ان پڑھ صدیقی

حاجی مختار احمد انؔ پڑھ صدیقی ابن مہدی حسن ساکن محلہ بڑوال پیدائش ۱۸۹۸ء۔ آپ نے کوئی تعلیم حاصل نہیں کی بالکل ان پڑھ تھے لیکن علم مجلسی میں طاق تھے، دہلی میں ڈبل روٹی کی بیکری تھی بڑے رکھ رکھاؤ سے رہتے تھے، شعر گوئی کا بڑا اچھا مذاق رکھتے تھے، مفتی نسیم احمد فریدیؔ کے شاگرد تھے، شعر اچھا کہتے تھے، نعت ومنقبت کے علاوہ غزلیں بھی خوب کہیں۔ ان پڑھ ہونے کے باوجود ایک شعری گلدستہ ''شعرستان'' کے مرتب ہیں۔ آپ کا کچھ کلام ۱۹۳۶ء میں ''نسیم چمن'' کے نام سے شائع ہوا تھا۔ آپ کا کلام غیر مطبوعہ شکل میں آپ کے چھوٹے صاحب زادے وقار احمد کے پاس محفوظ ہے۔

۳/ جون ۱۹۶۱ء/ ۲۷/ ذی الحجہ ۱۳۸۱ھ میں وفات پائی اور روضہ شاہ ابن بدر چشتؒ میں مدفون ہوئے۔ عبدالوحید رضویؔ نے قطعہ تاریخ وفات لکھا۔

حاجی مختار احمد رفت آہ　　باجنان قدسیاں گشتہ جلیس
سال رحلت گفت ہاتف باوحید　　شاعرانؔ پڑھ بفردوس نفیس ۱۳۸۱ھ [1]

---

[1] اسرار بدر چشتؒ، مولفہ عبدالوحید رضوی

Marfat.com

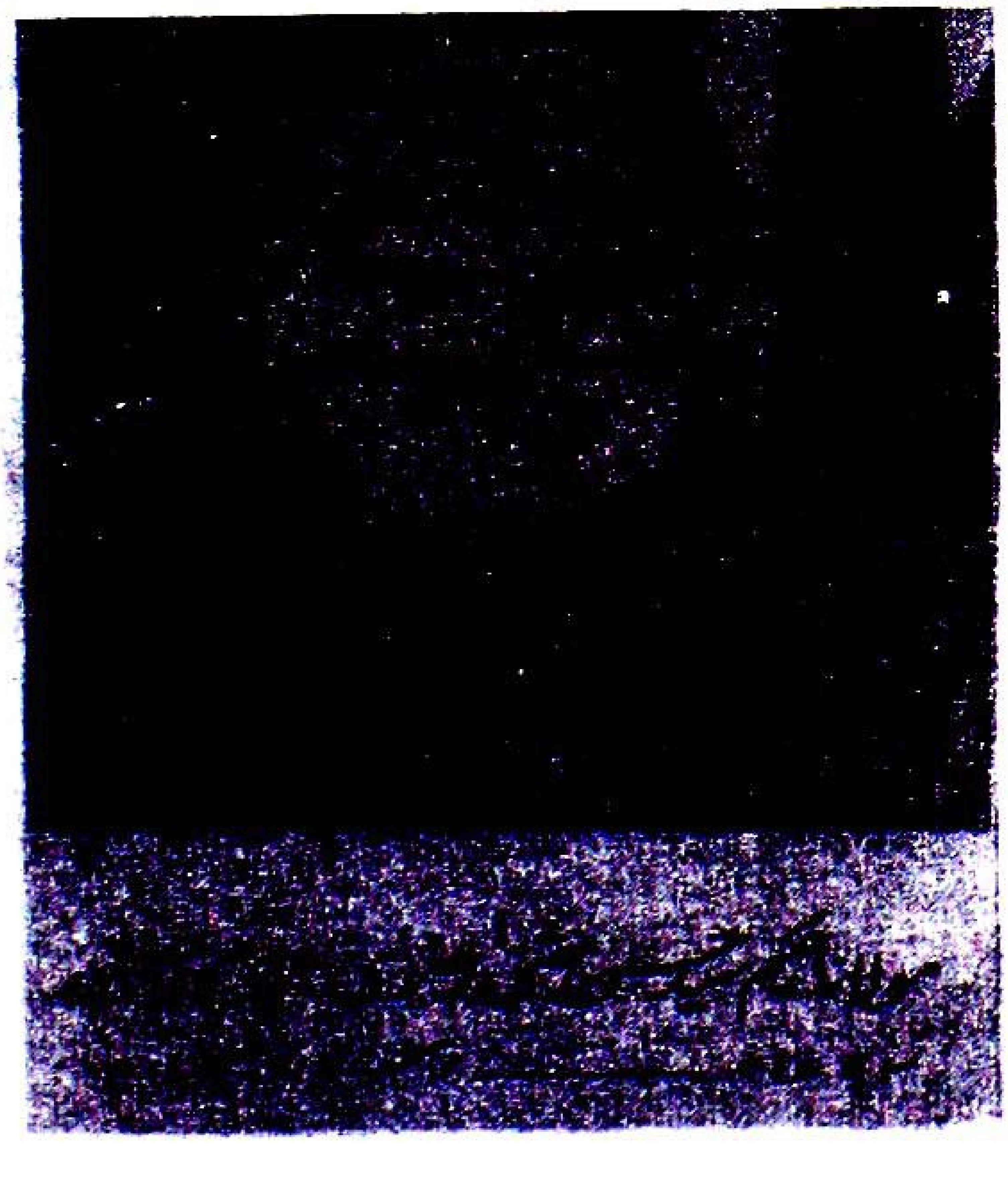

Marfat.com

اولادِ ذکور میں دو صاحبزادے محمد احمد اور وقار احمد ہیں۔

نمونہ کلام:-

مرے دشمن یہ پیہم دے رہے ہیں بددعا دل سے
نہ آئے لوٹ کر مختار یارب کوئے قاتل سے

تری الفت نے خالی ہاتھ کب جانے دیا مجھکو
ہزاروں حسرتیں لیکر اٹھا ہوں تیری محفل سے

تمہیں جو علم ہے ان پڑھ کتابوں سے نرالا ہے
مخاطب کون کرسکتا ہے تم کو لفظ جاہل سے

☆

خواب میں آنے کا ان سے ہے یقین کامل مجھے
نیند کیوں آتی نہیں اے اضطراب دل مجھے

گھر میں وحشت ہے تو بے چینی ہے کوئے یار میں
چین سے رہنے بھی دے گا تو کہیں اے دل مجھے

دشت میں پھرتا تھا مجنوں یہ صدا کرتا ہوا
جلوہ کب دکھلائے گی وہ زینت محمل مجھے

میری جانب سے عدو نے کردیا برہم اسے
جیتا چھوڑے گا نہ ہرگز بر گماں قاتل مجھے

بھولے پن سے پوچھتے ہیں کیا ہوا ان پڑھ تجھے
اپنے کوچہ میں جو دیکھا صورت سائل مجھے

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

مولوی حکیم حسن مثنیٰ حسن رضوی

مولوی حکیم حسن مثنیٰ حسن رضوی ابن حکیم عزیز الرحمن ابن مولوی حکیم علی حسن ساکن محلہ پیرزادہ گان (از اولاد حضرت شاہ ابن بدر چشتؒ) ولادت ۳ رصفر ۱۳۱۱ھ م اگست ۱۸۹۳ء مولانا احمد حسن محدث امروہویؒ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ کئی سال مدرسہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد امروہہ میں تعلیم حاصل کی بعد میں دارالعلوم ندوہ تشریف لے گئے جہاں علامہ سلیمان ندوی سے تحصیل علم کی۔ بڑے ذی استعداد کامل قابلیت کے عالم تھے۔ علم

Marfat.com

انساب، اسماء الرجال، علم لغت، جغرافیہ، علم طب یعنی علوم عقلیہ و نقلیہ میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ کتب بینی کا شوق عشق کی حد تک تھا بلا ناغہ صبح کو دو تین گھنٹے مختلف علوم و فنون کی کتابیں مطالعہ میں رہتی تھیں۔

سیاست میں بھی اچھا دخل رکھتے تھے قلب و جگر میں حب الوطنی اور حریت پسندی کا دریا موجزن تھا۔ امروہہ میں کانگریس پارٹی کے سب سے پہلے صدر رہے۔ دسمبر ۱۹۳۱ء میں امروہہ میونسپل بورڈ کے چیرمین چنے گئے اور ۱۹۳۵ء تک اس عہدہ پر فائز رہے۔

صحابہ کرامؓ اور حضور ﷺ کی ذات گرامی سے والہانہ عشق رکھتے تھے مولانا ابوالحسن علی میاں ندویؒ (م ۳۱؍دسمبر ۱۹۹۹ء /۲۲؍رمضان ۱۴۲۰ھ) کی وساطت سے غائبانہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ سے بیعت تھے۔ ۲۷؍دسمبر ۱۹۶۲ء م ۲۸؍رجب ۱۳۸۲ھ میں رحلت کی۔ علامہ انور صابری نے حسب ذیل قطعہ تاریخ لکھا۔

رفت چوں سوئے جناں آں حکیم حاذقِ دہر زبانِ خلق مآل حیات دنیا گفت
برائے سالِ وصالش پئے نگاہِ حزیں حدیث گریہ و فات حسن مثنیٰ گفت
۱۹۶۲ء

اولادِ ذکور میں چار فرزند عمر مجتبیٰ، حسن مرتضیٰ (لاولد) حسین مجتبیٰ اور عباس مثنیٰ تھے۔

نمونہ کلام:-

منقبت بشان حضرت شاہ ابن بدر چشتؒ

شاہ ابن بدر چشتیؒ کز فیوض مقدمش خاک امروہہ شدہ ہم پایۂ عرش بریں
آں شہ والا نسب آں خواجہ عالی جناب آں کہ دانش پر تو انوار ختم المرسلیںؐ

Marfat.com

سرمۂ خاک مزارش کحل مازاغ البصر حلقہ باب حریمش بوسہ گاہ عارفیں
سالکان راہ حق راباب اوباب السلام خانقاہش مصدر عرفان وایمان ویقیں

☆

منبع جود وسخا یا شاہ ابن بدر چشتؒ معدن علم وحیا یا شاہ ابن بدر چشتؒ
نیرّ برج سیادت گوہر دریائے نور قرۃ العین رضا یا شاہ ابن بدر چشتؒ
بادۂ عرفاں بدہ از ساغر خم غدیر ساقی جام ولا یا شاہ ابن بدر چشتؒ
مخزن اسرارِ عرفاں مطلع انوار حق مصدر فیض وعطا یا شاہ ابن بدر چشتؒ
کاشف سرّ حقیقت وارث علم نبیؐ نور چشم مرتضیٰ یا شاہ ابن بدر چشتؒ
حامئ دینِ محمدؐ ماحئ کفر و ضلال پرتو نور خدا یا شاہ ابن بدر چشتؒ
یک نگاہ لطف کن بہر خدا سوئے حسنؔ بر درت آمد گدا یا شاہ ابن بدر چشتؒ

÷÷÷÷÷÷÷÷÷

ڈاکٹر بانکے لال بانکے

ڈاکٹر بانکے لال بانکے خلف لالہ رام چندر اگروال ساکن محلہ کٹرہ غلام علی، پیدائش ۱۸۷۲ء۔ حکیم کلب علی شاہدؔ مرحوم کی روایت کے مطابق آپ نے خلیفہ شمس الدین واثی صدیقی ساکن محلہ گھیر مناف سے فارسی درسیات کی تحصیل کی تھی۔ فن شعر گوئی میں جوادحسن شمیمؔ کے شاگرد تھے ان کے انتقال کے بعد نوحؔ ناروی سے تلمذ حاصل کیا، شری بدھ پرکاش گپتا جوہرؔ دیوبندی لکھتے ہیں۔

'آپ ضلع گورکھپور اور الہ آباد کے سرکاری اسپتالوں

Marfat.com

میں ڈاکٹر رہے رٹائرڈ ہونے کے بعد دہرہ دون میں اپنا مطب کھول لیا تھا'۔[1]

تعظیم علی نقوی شایاںؔ بریلوی لکھتے ہیں :

'بانکے امروہوی۔ ڈاکٹر بانکے لال ولد لالہ رام چندر اگروال ساکن امروہہ آپ کو سولہ سال کی عمر سے شاعری کا شوق ہوا۔ حضرت شمیم امروہوی کے انتقال کے بعد جناب نوحؔ ناروی سے استفادہ کیا تھا۔ مدّت تک ضلع گورکھپور میں افسر شفاخانہ رہے۔ ۱۹۳۴ء میں پینشن لے کر دہرہ دون میں اپنا ذاتی شفاخانہ قائم کیا تھا'۔[2]

نمونہ کلام ÷

پوچھے گا کون حشر میں پرہیز گار کو
ہوگی جو پوچھ گچھ تو فقط بادہ خوار کی
☆
اپنے سائے سے بھی وحشت ہوگئی
اس قدر اب بڑھ گیا جوش جنوں
☆
جو دل پتھر کا رکھتا ہو سنے وہ داستاں میری
جگر کو چھید دے گی اور کلیجے کو ہلا دے گی
☆
دل کی خبر رہی نہ جگر کی خبر مجھے
بیخود میں ہو گیا جو وہ آیا نظر مجھے
☆
مشرف ان کے قدموں سے مرے دل کی زمیں ہوتی
شب وعدہ چلے آتے تمنا کچھ تو بر آتی

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

۱۔ ''موجِ گنگ'' تذکرہ شعراء ہنود صفحہ ۶۸، مولفہ بدھ پرکاش گپتا جوہر دیوبندی

۲۔ تاریخ و تذکرہ شعرائے روہیلکھنڈ صفحہ ۲۸۸۵/۸۶، مولفہ تعظیم علی شایاںؔ بریلوی ثم کراچوی

Marfat.com

عبدالوحید وحید رضوی

عبدالوحید وحید رضوی ابن عبدالمجید ساکن محلہ پیرزادہ گان (از اولاد حضرت شاہ ابن بدر چشتؒ) ولادت ۱۸۸۹ء میں ہوئی تھی علوم متداولہ کی تحصیل کے بعد ۱۹۰۵ء میں رانچی اور ہزاری باغ میں ملازم رہے، بعد میں ریاست سروہی (راجستھان) میں منصرم مقرر ہوئے۔ ۱۹۵۰ء میں رٹائرڈ ہوئے، ۱۹۱۹ء میں ایک سالانہ پرچہ ''درمقصود'' کے نام سے حضرت شاہ ابن بدر چشتؒ کے عرس کے موقع پر جاری کیا جو آج تک جاری ہے۔ ایک کتاب اپنے خاندانی حالات پر ''صحیفۂ رضویہ'' کے نام سے کراچی سے شائع کی۔ موزوں طبع تھے صرف نعت و منقبت کہتے تھے۔ تاریخ گوئی میں بھی خاص ملکہ حاصل تھا۔ مجموعہ کلام ''اسرار بدر چشتی'' کے نام سے ۱۳۸۱ھ م ۱۹۶۲ء میں کراچی سے شائع ہوا اس کے علاوہ ''مثنوی سید محمود مالا مال کرمانی'' مرتب کر کے ۱۹۶۲ء میں شائع کی۔ ۱۳ر جنوری ۱۹۶۴ء میں وفات پائی، محمد مہدی رئیس امروہوی نے حسب ذیل تاریخ وفات لکھی

جہانِ خلق و ایثار و شرافت کائنات اسکی — سراپا الفت و اخلاص و دینداری حیات اسکی
غم عبدالوحید اک عالم صد داغ و حرماں ہے — تو داغ صد ہزار عالم'' ہے تاریخ وفات اسکی
۱۳۸۳ھ

نمونہ کلام:

خدائے قادر مطلق جو ہو مدح سرا تیرا — تو بندہ وصف کیا لکھے شہ ہر دو سرا تیرا
عروج مرتب کی شان کا قرآن واصف ہے — کہ سبحان الذی اسرا لکھا ہے مرتبا تیرا
گنہگاران امت کی تو کیا گنتی ہے محشر میں — تمامی انبیا بھی تکتے ہوں گے راستا تیرا

Marfat.com

یہی ہے حسرت وارماں یہی ہے آرزو دل کی ‏ ‏ ‏ کہ ان آنکھوں سے دیکھوں وہ دیار پر ضیا تیرا
وحیؔد زار کیوں ہے خوف تجھ کو روز محشر کا ‏ ‏ ‏ محمد مصطفیٰ صلی علیٰ ہیں آسرا تیرا

عبدالوحید صاحب رضوؔی مرحوم نے حضور اکرم ﷺ اور خلفاء اربعہ کی تاریخ ہائے وفات بھی نظم کیں ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

قطعہ وفات سید المرسلین خاتم النبیین حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰؐ وفات ۱۱ھ۔

آں محمد مصطفیٰ صلی علیٰ ‏ ‏ ‏ آں امام انبیاء و مرسلاں
آں شفیع المذنبیں محبوب حق ‏ ‏ ‏ رفت از دنیا بملک جاوداں
خواستم ازغیب رضوی سال وصل ‏ ‏ ‏ گفت ہاتف ''دہ و یک'' ہجری بخواں
۱۱ھ

حضرت ابوبکر صدیقؓ

ابوبکر صدیقؓ میر جہاں ‏ ‏ ‏ بدے یار غار رسولؐ جہاں
بصدق و صفا بود ممتاز قومؔ ‏ ‏ ‏ پس مصطفیٰ شد خلیفہ عیاں
بداں ''دہ و سہ'' سال ہجری وحید ‏ ‏ ‏ بہ لفظ ''احمد'' سال رحلت بخواں
۱۳ھ ‏ ‏ ‏ ۱۳ھ

حضرت عمر فاروقؓ

آں عمر فاروقؓ اعظم شد زدھر ‏ ‏ ‏ عادل و کامل بصد لطف و عطا
خواستم از غیب چوں سال رحیل ‏ ‏ ‏ آہ زاہد شد نداہم ''زیب جا''
۲۳ھ ‏ ‏ ‏ ۲۳

حضرت عثمان غنیؓ

آں خلیفہ سویم از دنیا برفت ‏ ‏ ‏ حضرت عثمان ذوالنورینؓ بود
رفت از دنیا پے یادِ ودود ‏ ‏ ‏ گفت ہاتف سال رحلت ''پاک بود''
۳۵ھ ‏ ‏ ‏ ۳۵ھ

Marfat.com

حضرت علیؓ

رفت چوں قرب خدا بہر بقااز دنیا　　آں علی شیر خدا ہاشمی و مطلبی
عامل دین مبیں حامل احکام نبیؐ　　رہبر راہ طریقت کہ بدے پیکِ وصی
فکر کر دم پے تاریخ بگفتا ہاتف　　ـ ''زاہد پاک'' بگو سال رحلیش رضوی
۴۰ھ

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

مولوی آفتاب الدین آفتاؔب فریدیؒ

مولوی آفتاب الدین آفتاؔب فریدیؒ ابن حافظ مظہر الدین مظہؔر فریدی ساکن محلہ چلّہ ۔ بڑے ذہین و زیرک، متبع شریعت و سنت، عبادت گذار ذی وجاہت اور ذی استعداد و عمائدین شہر میں سے تھے ۔فن ریاضی میں اچھا درک اور مہارت رکھتے تھے ۔انیس احمد صاحب فاروقی کا بیان ہے کہ

''انھیں فن ریاضی میں بڑا تبحّر تھا اور ضلع مرادآباد بلکہ دور دور تک اس فن میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے ۔مشکل سے مشکل مسائل ہمہ وقت ان کی نوک زبان پر رہتے تھے امروہہ میں آپ کی حیثیت جگت استاد کی سی تھی ، بے شمار لوگوں نے ان سے پڑھا[1]''

ابتدا شعر گوئی سے بھی دل چسپی تھی ۔آفتاؔب اور فریدؔی تخلص کرتے تھے ۔لیکن جب مولانا عبد الشکور فاروقی لکھنوی سے بیعت ہوئے تو ان کے

[1] تحفۃ الانساب صفحہ ۲۲۲ مولفہ راقم الحروف

Marfat.com

حسب ارشاد شعر گوئی ترک کر دی ،مولانا عبد الشکور صاحب نے فرمایا کہ ''جو وقت آپ فکر شعر میں صرف کریں اسے یاد الٰہی میں لگائیں''

بہت سے نعت و مناقب اور سلام آپ سے یادگار ہیں ،شعروں میں استادانہ رنگ پوری طرح موجود ہے۔ ۱۳۸۵ھ م ۱۹۶۵ء میں حرکت قلب بند ہو جانے سے وفات پائی ''وھو الغفور الودود'' سے تاریخ وفات برآمد ہوتی ہے ،اولاد ذکور کا ذکر حافظ مظہر الدین فریدی کے ذکر میں گذرا۔ بطور نمونہ کلام ایک نعتیہ سلام ملاخطہ ہو :-

سلام صاحب لولاک صد ہزار سلام | سلام قبلہ کونین بے شمار سلام
ظہور آپؐ کا وجہ ظہور عالم ہے | سلام سر دو عالم کے راز دار سلام
کمال احسن تقویم آپ کی خلقت | سلام صانع عالم کے شاہ کار سلام
حریم ناز کے مہمان و شاہد یزداں | سلام آپؐ پہ محبوب کرد گار سلام
امام جملہ امم صدر انبیاء و رسلؑ | سلام ملک رسالت کے تاجدار سلام
کرم نواز دو عالم سراپا رحمت حق | سلام آپؐ پہ اے فخر روزگار سلام
سرور بادۂ رحمت نشاط تشنہ لبی | سلام ساقی کوثر کو بار بار سلام
گناہ لاکھ سہی پر نہیں ہیں دوش پہ بار | سلام شافع محشر کو ہزار بار سلام
سلام سرور کونینؐ کے وسیلے سے | سلام جملہ رفیقان شہر یار سلام
صدیق محفل و میداں رفیق غار و مزار | سلام حضرت صدیقؓ باوقار سلام
جلیل و غازی و خطاب و صائب و عادل | سلام حضرت فاروقؓ روزگار سلام
غنی جواد و حلیم و غیور و ذوالنورینؓ | سلام حضرت عثمانؓ حیا شعار سلام
خدا کے شیر نبیؐ کے ولی شجاع و دلیر | سلام حیدر جاں بازو جاں نثار سلام
جماعت صلحاء سے ہے آبرو دیں کی | جماعت صلحاء پر ہزار بار سلام

Marfat.com

حضورؐ شافع محشرؐ قبول کیجئے گا　　سلام بھیجتا ہے آفتاب زار سلام

÷÷÷÷÷÷÷

حامد حسن راجی صدیقی

حامد حسن راجیؔ ابن خلیفہ شمس الدین واثقؔ (از اولاد شیخ ابوالمناف صدیقی) ساکن محلہ گھیر مناف۔ ۱۸۷۶ء میں پیدا ہوئے۔ فارسی کی منتہی درسیات اپنے والد سے پڑھیں انگریزی زبان پر بھی اچھا عبور رکھتے تھے۔ ملازمت سے سبکدوشی کے بعد ۱۹۴۴ء میں قالین بانی کے کارخانہ میں ملازمت کی۔ اچھے اور خوش فکر شاعر تھے، کلام مدینہ اخبار بجنور وغیرہ میں شائع ہوتا تھا۔ ۱۹۶۹ء میں دہلی میں انتقال کیا۔ اولاد میں ایک فرزند زاہد حسن ہیں جن کے صاحبزادے ڈاکٹر خالد حسن و ڈاکٹر ساجد حسن ہیں۔

نمونہ کلام:-

مال وزر سب کچھ گیا عزت گئی　　اب تو باقی جان جانی اور ہے
پھول جیسا حسن ہے مت کر غرور　　مختصر سی یہ جوانی اور ہے
گردش ایام آنی ہے ضرور　　کوئی دن کی حکمرانی اور ہے
کٹ گئی یہ عمر ساری فکر میں　　اب تو تھوڑی جانفشانی اور ہے
ان کی باتوں پر نہ رکھ راجیؔ نظر　　دل میں کچھ ہے اور زبانی اور ہے

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

Marfat.com

عبدالصمد سازؔ رضوی

عبدالصمد سازؔ رضوی ابن عبدالحکیم ساکن محلہ پیرزادہ (مقیم حیدرآباد) پیدائش ۱۹۱۲ء (از اولاد حضرت شاہ ابن بدرِ چشتؒ) ابتدائی تعلیم کے بعد ۱۹۳۷ء میں عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد سے ایل. ایل. بی. کیا۔ ۱۹۳۹ء سے سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لیا۔ ورنگل میں وکالت شروع کی اور خاصی شہرت و ناموری پائی۔ حیدرآباد میں پولیس ایکشن، ۱۹۴۸ء کے بعد پوشیدہ طور پر بمبئی ہوتے ہوئے لاڑکانہ (سندھ) پہنچے وہاں بھی وکالت کی اور کافی نام کمایا۔ شاعری کا ذوق ابتدا ہی سے تھا۔ پہلے غمگینؔ اور بعد میں سازؔ تخلص اختیار کیا۔ سندھ کے دورانِ قیام ۱۹۶۷ء میں آپ کا مجموعہ کلام ''سحر نغمہ'' کے نام سے شائع ہوا۔ ۲۲/ مارچ ۱۹۷۰ء م ۱۲/ محرم ۱۳۹۰ھ میں وفات پائی۔ اولادِ ذکور میں دو صاحبزادے ہیں اقبال مصطفیٰ جو آجکل امریکہ میں بحیثیت انجینئر مقیم ہیں۔ اقبال مرتضیٰ یہ بھی انجینئر ہیں اور آجکل جاپان میں مقیم ہیں۔

نمونہ کلام:-

کتنے فرعون خدا دوست نظر آتے ہیں   کتنے شدّاد غریبوں پہ ترس کھاتے ہیں
کتنے ابلیس فرشتوں کی جگہ پاتے ہیں   کتنے کافر ہیں جو ایمان کے گن گاتے ہیں

زندگی نغمۂ خیام نہیں ہے اے دوست
یہ جہاں شاہدِ گلفام نہیں اے دوست

کتنے مہتاب اندھیروں نے چھپا رکھے ہیں   کتنے طوفان، غریبوں نے دبا رکھے ہیں
کتنے جادو ہیں جو عسرت نے جگا رکھے ہیں   کتنے فتنے ہیں، جو دولت نے اُبھار کھے ہیں

Marfat.com

زندگی نغمۂ خیام نہیں ہے اے دوست
یہ جہاں شاہدِ گلفام نہیں اے دوست

☆☆

ہے سکوں طلب غم زندگی کو مٹائے جا — یہ جو نظر پہ ہوش و خرد کے پردے پڑے ہوئے ہیں اٹھائے
تو فضا کی وسعت بیکراں میں شرابِ نغمۂ بہائے جا — یہ شباب و حسن کی داستاں جو سنا رہی ہے سنائے جا
ابھی اے حسین مغنیہ یونہی گائے جا یونہی گائے جا

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

مولوی مقبول حسن قابلؔ حسنی

مولوی مقبول حسن ابن محب حسن حسنی ساکن دربار کلاں (از اولاد حضرت شاہ شکر اللہ قادریؒ) مدرسہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد امروہہ کے تعلیم یافتہ اور فارسی زبان کے قابل اساتذہ میں سے تھے۔ گورنمنٹ ہائی اسکول امروہہ میں فارسی کے استاد رہے۔ تحریک خلافت کے موقع پر ملازمت ترک کی اور پرائیویٹ طور پر تدریس کا شغل جاری رکھا۔ کچھ عرصہ مسلم اسکول واقع محلہ قریشی امروہہ میں ہیڈ مولوی رہے۔ بعد میں تقریباً دس سال تک مدرسہ میر کلو محلہ گذری میں فارسی ادبیات کا درس دیا۔ اردو فارسی دونوں زبانوں میں شعر کہتے تھے۔ ۲۱ر اگست ۱۹۶۷ء میں وفات پائی۔ اخلاف میں مولانا مفتی مشہود حسن حسنی، شیخ الحدیث مدرسہ امینیہ دہلی امروہہ کے معروف علماء میں ہیں۔ ان کے چھوٹے بھائی محمود حسن قیصرؔ ہیں۔

Marfat.com

خمسہ بر غزل جامی

نمونہ کلام:-

اے رحمت العالمین تجھ سا نہیں دیکھا کہیں   کیا لکھ سکے تیری ثنا یہ مشتِ خاکِ ادنیٰ تریں
تیری ثنا و وصف میں کافی ہے قرآنِ مبین   تو جان پاکی سر بسر نے آب و خاک اے نازنیں
واللہ ز جاں ہم پاک تر روحی فداک اے نازنیں

تو بہتروں میں بہتریں تو خوش رووں میں خوش تریں   تو سب سے ہے زیبا تریں جیسے ہو خاتم پر نگیں
تو جوہرِ جانِ جہاں تو شمع بزم آخریں   تو جان پاکی سر بسر نے آب و خاک اے نازنیں
واللہ ز جاں ہم پاک تر روحی فداک اے نازنیں

سالارِ جملہ انبیاء سرتاج جملہ مرسلیں   سر دفترِ پیغمبراں مہرِ نبوت کا نگیں
سر ٹیکتے ہیں سامنے آکر ترے سب مہ جبیں   تو جان پاکی سر بسر نے آب و خاک اے نازنیں
واللہ ز جاں ہم پاک تر روحی فداک اے نازنیں

ہونے کو تو یوں اور بھی دنیا میں ہیں لاکھوں حسیں   لیکن نہ اس انداز کا دیکھا گیا کوئی حسیں
ملتے ہیں تلووں سے تیرے سب مہ جبیں اپنی جبیں   تو جان پاکی سر بسر نے آب و خاک اے نازنیں
واللہ ز جاں ہم پاک تر روحی فداک اے نازنیں

ہے عندلیب زار کو گلشن میں گل کی جستجو   اور قمریٔ ناشاد کو سروِ رواں کی آرزو
اس طوطیٔ غم خوار کی ہر روز و شب یہ گفتگو   جامی کہ دارد با تو خود ہرگز نہ تابد از تو رو
گر خود نہی بر فرق او تیغ ہلاک اے نازنیں

آئی نسیم تازہ رو لے کر ترے گیسو   نرگس کی آنکھیں کھل گئیں سوسن کی نکلی آرزو
مقبولؔ بھی پروانہ وش ہے منتظر اے شمع رو   جامی کے دارد با تو خود ہرگز نہ تابد از تو رو
گر خود نہی بر فرق او تیغ ہلاک اے نازنیں

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

Marfat.com

مولوی محمد خلیل کاظمی خاکیؔ

مولانا محمد خلیل خاکیؔ ابن مولوی مختار احمد ساکن محلہ کٹکوئی امروہہ۔ آپ کے مورث حضرت شاہ ضیف اللہ نقشبندیؒ امروہہ کے نامور عالم اور مرتاض بزرگ تھے۔ مولانا محمد خلیل صاحب کی ولادت یکم شوال ۱۳۱۳ھ میں ہوئی اپنے والد سے ابتدائی درسیات پڑھنے کے بعد مدرسہ عالیہ رامپور سے سندِ فراغت حاصل کی۔ بہترین قاری نیز جید حافظ قرآن تھے۔ تحصیلِ علوم کے بعد بریلی، شاہ جہان پور، چونڈیرا، امروہہ وغیرہ میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ اپنے والد کے مرید و مجاز تھے۔ طبیعت موزوں پائی تھی۔ صرف نعت رسولِ اکرم ﷺ اور منقبتِ صحابہ کرامؓ میں شعر کہتے تھے۔ نعتوں کا ایک مجموعہ ''نورونکہت'' کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ مریدین کی تعداد کثیر ہے۔[۱] ۱۸ر رمضان المبارک ۱۳۹۰ھ م ۲۸ر نومبر ۱۹۷۰ء بروز ہفتہ وفات پائی۔

نمونہ کلام:۔

احد کے نور ہو شمس الضحیٰ تم　　وجود دوجہاں کی ابتداء تم
فضائے قدس کی آب و ہوا تم　　مہ و خورشید انور کی جلا تم
صلوٰۃ اللہ یا طٰہٰ علیکم سلام اللہ یا بشریٰ علیکم
صلوٰۃُ عروۃ الوثقیٰ علیکم سلام اللہ یا مولیٰ علیکم

برپا جہاں میں محفلِ وجد و سرور ہے　　ہر اہلِ ذوق مست شرابِ طہور ہے

---

[۱] آپ کے مریدین میں جناب توفیق احمد قادری چشتی ساکن محلہ چدرہ امروہہ کی مشہور و معروف شخصیات میں سے ہیں۔ بڑے علم دوست ہیں آپ نے ایک اچھا کتب خانہ قائم کیا ہے۔ جس میں زیادہ تر حوالہ جاتی کتب جمع کی ہیں۔ دو کتابوں ''شاہ ولایت کا مذہب حنفی سنی'' و ''قاضی نور اللہ شوستری کا تجاہل عارفانہ'' کے مولف ہیں۔

Marfat.com

عالم تمام اک چمنستان طور ہے مدہوش جس کے جلووں سے ہر ذی شعور ہے
کیا شانِ احمدی کا چمن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمدؐ کا نور ہے

غزلیات سے چند منتخب اشعار

ہماری جاں پہ شب و روز جو گذرتی ہے بھلا تمہیں کو مسیحِ زماں نہیں معلوم
حریم دل میں ہیں وہ یا کہ دل ہے ان کے پاس یہ لطف ہے کہ مکیں و مکاں نہیں معلوم
حرام کر دیا واعظ نے بادہ نوشی کو کہ اس کو حرمتِ پیرِ مغاں نہیں معلوم

☆

کوئے جاناں میں نہ ہو جب زندگی اپنی بسر دیتے ہیں ترجیح اس جینے پہ مرجانے کو ہم

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

برج موہن سرن موہن

برج موہن یون موہن ولد لالہ بنواری یون ساکن محلہ کوٹ پیدائش ۱۹۰۵ء عربی، فارسی، سنسکرت، اردو انگریزی میں مہارت رکھتے تھے۔ عربی فارسی ادب کا اچھا مطالعہ کیا تھا۔ اپنے مذہب (سناتن دھرم) کے علاوہ دو بوے مذاہب بالخصوص اسلام کا خاص مطالعہ تھا۔ گفتگو میں قرآن کی آیات برمحل پڑھتے تھے۔ محلہ کوٹ میں ایک مندر اپنے مکان کے سامنے ''سیتا رام مندر'' کے نام سے قائم کیا۔ ۱۲ دسمبر ۱۹۷۰ء میں وفات پائی۔ اولاد میں دو صاحبزادے شری ہری موہن اور شری مدن موہن یون ہیں۔ شری ہری موہن کے چار لڑکے شری آدتیہ گوئل (انجینئر) ڈاکٹر آشوتوش گوئل (بی. ایس. سی، بی. ڈی. ایس) امت گوئل اور ڈاکٹر انوراگ گوئل (ایم. بی. بی. ایس لکھنؤ)

Marfat.com

ہیں۔ مدن موہن ساکن آگرہ کے ایک لڑکے دیپک گوئل (انجینئر) ہیں۔

نمونہ کلام:-

بیمارِ غم کی نبض کو دیکھا نہ کیجئے — اچھا اگر نہ کرنا ہے اچھا نہ کیجئے
سن لیجئے سکون سے مرے نالہ ہائے غم — یا زندگی کے ساز کو چھیڑا نہ کیجئے
یہ کیا کہ آکے حدِ نظر تک پلٹ گئے — پردہ سے تو نگاہ کے پردہ نہ کیجئے
صبر آزما نگاہِ کرم دل میں اضطراب — اس پر یہ حکم ہے کہ تمنا نہ کیجئے
ہستی کا ذرہ ذرہ ہے تصویرِ اضطراب — ہو شوق کا یہ حال تو کیا کیا نہ کیجئے
دل کھینچتی ہے بڑھ کے ادائے جبیں نواز — کیوں سنگ راہ دوست کو سجدہ نہ کیجئے
موہن یہ امتحان کی منزل ہے آخری — بربادیٔ حیات کا شکوہ نہ کیجئے

☆

اُٹھا ہوں اس طرح محروم ہو کر تیری محفل سے — کہ نکلے آہ جس طرح کسی مجبور کے دل سے
تری منزل میں ہو آئینہ بندی تیرے جلووں کی — شعاعِ حسن کا اپنے ملا دے سلسلہ دل سے
مجھے مرنے کا کیا غم ہو یہ اک قانون فطرت ہے — کوئی آتا ہے محفل میں کوئی جاتا ہے محفل سے
فنا کے گھاٹ اتر کر جس کو منزل پر پہنچنا ہے — اسے کیا غم جو کشتی جا پڑی ہے دور ساحل سے
مجھے کیوں جاں کنی میں دیکھکر احباب روتے ہیں — مبارکباد دیں مجھکو کہ ہوں نزدیک منزل سے
مناسب ہے یہ قید و بند میرے واسطے موہن — جنوں کا جوش ہوتا ہے فزوں شور سلاسل سے

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

منشی عزیز احمد عزیز امروہوی

منشی عزیز احمد عزیز ابن شیخ احمد بخش ساکن محلہ کٹرہ غلام علی ولادت جولائی ۱۸۹۶ء میں ہوئی۔ مختلف اساتذہ سے تعلیم حاصل کی فارسی ادبیات میں

Marfat.com

مہارت رکھتے تھے۔ مولانا مفتی نسیم احمد فریدیؒ نے اعلیٰ قابل کے امتحان میں آپ سے استفادہ کیا تھا۔ ۱۹۴۰ء تک امروہہ مڈل اسکول میں مدرس رہے۔ ۱۹۴۱ء میں قبضہ بچھرایوں میں ہیڈ مدرس ہوئے اور ۱۹۵۵ء میں ریٹائرڈ ہوئے۔ بعد میں موضع شیونالی میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ شعرگوئی میں ابتداً دوست محمد خاں عتیق حسن پوری سے اصلاح لی۔ ۱۹۲۱ء میں افتخار حسین مضطر خیرآبادی سے شرف تلمذ حاصل کیا۔

منشی عزیز احمد عزیز امروہہ کے قابل اور اچھے شعراء میں سے تھے۔ شاگرد بھی کثیر تعداد میں تھے۔ ۲۴ رجولائی ۱۹۷۱ء میں وفات پائی۔ ''لطفِ سخن'' حسن پور میں آپ کا خاصہ کلام موجود ہے۔

نمونہ کلام:-

حیراں ہوں کہ رنگ زمانہ کا کیا ہوا — اس بے وفا کے ساتھ جہاں بے وفا ہوا
زنجیر پہنی پاؤں میں کیا کیا کڑی سہی — زلفوں سے تیری جب سے مرا سلسلہ ہوا

☆

حاجت دوا کی ہے نہ ضرورت دعا کی ہے — دیدار یار ہی سے توقع شفا کی ہے
کہتے ہیں جس کو حشر قیامت ہے جس کا نام — رفتارِ فتنہ خیز کسی فتنہ زا کی ہے
کیسے نباہ عشق میں اس بُت سے ہو عزیز — عادت ہمیں وفا کی اسے خو جفا کی ہے

☆

کسی کے چاند سے رخسار کے تصور نے — تمام رات مرے دل کو بے قرار کیا

☆

بن ٹھنکے بے حجاب وہ جب بام پر گیا — غیرت سے آفتاب کا چہرہ اتر گیا
خوشیاں مناؤ بیٹھ کے پہلوئے غیر میں — کیوں رنج ہو تمھیں جسے مرنا تھا۔ مر گیا
معشوق کا بگاڑ بناوٹ سے کم نہیں — بگڑا وہ شوخ غیظ میں جتنا، سنور گیا

Marfat.com

جانِ حزیں نکلنے کو تیار ہو گئی ہو کر خفا جو مجھ سے وہ بیداد گر گیا
دن رات وصلِ ساقیٔ دل جو نصیب تھا وہ دن کہاں گئے، وہ زمانہ کدھر گیا
آنکھوں سے اے عزیزؔ ہوئے مبتلائے درد اس راستہ سے دل میں وہ ظالم اتر گیا[1]

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

بشمبھر ناتھ شرؔما

بشمبھر ناتھ شرما ابن رام پرشا ساکن محلہ شاہ علی سرائے۔ پیدائش ۱۹۱۰ء۔ اردو فارسی میں خوب دخل رکھتے تھے۔ تحصیل امروہہ میں کاتب (وثیقہ نویس) تھے۔ مذہبی ذہن کے شخص تھے۔ تیراکی کا بڑا شوق تھا۔ روزے (ورت) بہت رکھتے تھے۔ سورج کی پوجا کرتے تھے۔ ۱۹۷۲ء میں انتقال کیا۔ اولاد میں ایک لڑکے وریندر ناتھ شرما عرف للّو ساکن بازار جٹ ریلوے میں ملازم تھے۔ راقم الحروف کو یہ معلومات آپ کی پوتی شریمتی مینو گوتم (ممبر نگر پالیکا امروہہ) سے حاصل ہوئیں۔

نمونہ کلام:-

تصور میں بھی سوچا ہے کبھی سرکار یہ دل سے بھلا لے کر مکر جاؤں کسی کا دل کس دل سے
مرا دل لے کے کیوں تم غیر کے پہلو میں جا بیٹھے کیا ہے کیوں جدا ظالم دلِ بسمل کو بسمل سے
بلانے پر بھی ترا روٹھ کر اس جا چلے جانا غضب کی مار کرتا ہے سہا جاتا نہیں دل سے

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

---

[1] یہ تمام اشعار گلدستہ ''لطف سخن'' حسن پور سے ماخوذ ہیں

Marfat.com

معراج محمد فارق، سید انوار الحق، پرنسپل آفتاب حسن، پروفیسر حبیب اللہ خاں غضنفر امروہوی، سید عبد الرب

Marfat.com

پروفیسر حبیب اللہ خاں غضنفر

پروفیسر حبیب اللہ خاں غضنفر ابن احمد سعید خاں ابن عبدالرحمٰن خاں ابن مولوی نصراللہ خاں، ساکن محلہ کٹکوئی افغانان، ولادت ۲۶ر جولائی ۱۹۰۲ء میں ہوئی۔ ۱۹۲۵ء میں انٹر کرنے کے بعد الہ آباد یونیورسٹی سے ۱۹۲۷ء میں بی۔اے۔ اور ۱۹۲۹ء میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے عربی میں ایم۔اے کیا۔ ناگ پور کی ملازمت کے دوران ناگ پور یونیورسٹی سے ۱۹۳۶ء میں فارسی میں ایم۔اے۔کیا۔ درسِ نظامی کے فارغ التحصیل عالم بھی تھے۔ محمد ایوب قادری لکھتے ہیں کہ

''پرائیویٹ طور سے عربی و فارسی کی تحصیل کرتے رہے اور بے ترتیبی سے درس نظامی تک انھوں نے عربی کی تکمیل کی۔''

۱۹۳۳ء سے ۱۹۳۸ء تک ناگ پور ہائی اسکول اور ۱۹۳۸ء سے ۱۹۴۳ء تک حبیب ہائی اسکول بمبئی میں مدرس رہے۔ ۱۹۴۵ء میں کراچی گئے ایس۔ایم کالج کراچی میں استاد رہے۔ ۱۹۴۸ء سے ۱۹۵۰ء تک اسلامیہ کالج کراچی میں اور ۱۹۵۰ء سے ۱۹۶۷ء تک اردو کالج پاکستان میں استاد رہے۔ کچھ عرصہ کراچی یونیورسٹی میں اعزازی پروفیسر رہے۔

عربی فارسی اور دیگر علوم و فنون میں اچھی مہارت اور درک رکھتے تھے۔ پروفیسر محمد ایوب قادری لکھتے ہیں:

''غضنفر صاحب علم کے شیدائی تھے۔ ہندی اور سنسکرت

Marfat.com

زبانیں ہندو پنڈتوں سے پڑھیں، ہندی ادب کا خاصہ مطالعہ تھا۔ انگریزی کا یہ حال تھا کہ براہ راست عربی زبان سے انگریزی میں ضخیم مجلدات ترجمہ کیں، ادب عروض معانی، بیان، صرف ونحو، تاریخ لسانیات، حدیث، فقہہ، تفسیر، اصول فقہ، اصولِ تاریخِ اسلام، تاریخ ہند سب پر گہری نظر تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان علوم کو سبقاً سبقاً پڑھا ہے۔ پھر رمل نجوم، جفر، توقیت اور طب کے بھی ماہر تھے۔ معمہ، چیستان، تجع، زائچہ کسی چیز میں بند نہیں تھے۔ اپنا تجع کہا:

''عالم ہمہ روباہ حبیب اللہ غضنفر''

شعر گوئی میں حافظ جلیل مانک پوری اور عبدالقیوم شفق امروہوی کے شاگرد تھے۔ نثر میں بھی کئی تصانیف آپ کی یادگار ہیں۔ شاعری میں پہلے ''غیرت'' تخلص کرتے تھے۔

غضنفر صاحب نے شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی کتاب ''حجۃ اللہ البالغہ'' کا انگریزی میں ترجمہ کیا۔ ''طبقات ابن سعد'' کی کئی جلدوں کو عربی سے انگریزی میں اور ''ابن اثیر'' کی جلد دوم کے ایک حصہ کا اردو میں ترجمہ کیا۔ نیز البیرونی کی عربی سوانح حیات کا ترجمہ کیا۔ آپ عرصہ تک ''پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی'' سے وابستہ رہے اور اس کے زیر نگرانی بہت سے علمی کام انجام دیئے۔ ۵/فروری ۱۹۷۳ء، ۱۱/محرم ۱۳۹۲ھ کو کراچی میں وفات پائی۔ آپ کے دو صاحبزادے الحاج شمس الضحیٰ خاں صاحب اور تصدق حسین کے علاوہ تمام اولاد امروہہ سے باہر آباد ہے۔

Marfat.com

نمونہ کلام :-

فریب آگیں امیدوں کی یہ طرزِ دل کشی توبہ
ہجوم آرزو نے کس قدر گھیرا ہے عالم کو

رَم آمادہ نفس کو موجِ بحرِ زندگی جانا
نہ سمجھے موجِ رقصاں کثرتِ غفلت سے ہم ہم کو

سنبھلنا کیا سنبھالے بھی مریضِ غم نہیں لیتا
وہ دیکھو آ گیا دانتوں پسینہ ابن مریم کو

غضنفر سو گئے راہِ طلب میں پاؤں کیا اُٹھیں
سنائی نا اُمیدی نے کچھ ایسی داستاں ہم کو

شاعر آگرہ ۱۹۳۳ء نومبر

حور جنت پہ جان دیتا ہے
زاہد آخر بشر ہے کیا کہیئے

☆

موت شاید اک سکونِ دائمی کا نام ہے
کہہ رہا ہے اضطرابِ زیست ان کے تیر سے

☆

شب تاریک مرقد میں غضنفر یہ اندھیرا ہے
کہ مجھ کو اپنی شمع زندگانی یاد آتی ہے

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

آلِ احمد جمالی رضوی

آلِ احمد جمالی ابن مولوی سید محمد عرف بنّے میاں رضوی ابن حضرت مولانا احمد حسن محدث امروہویؒ (از اولاد حضرت شاہ ابن بدر چشتیؒ) ساکن محلہ پیرزادہ، ولادت ۱۹۲۲ء میں ہوئی۔ اپنے والد اور مختلف اساتذہ سے تعلیم حاصل کی۔ پنجاب یونیورسٹی سے منشی فاضل، ادیب فاضل کی اسناد حاصل کیں۔ عرصہ تک حیدرآباد میں بحیثیت مددگار مہتمم اوقاف کے عہدہ پر ملازم رہے۔ بعد میں کراچی ہجرت کی۔ ۱۹/مارچ ۱۹۷۳ء بمقام حیدرآباد (سندھ) وفات پائی۔ تصوف کے موضوع پر ایک کتاب بھی تالیف کی تھی۔ شعری مجموعہ بھی مرتب کیا تھا۔ اولاد ذکور میں احمد سعید، محمد اکبر، محمد طارق اور سکندر ہیں۔

Marfat.com

نمونہ کلام میں '' دُرِ مقصود '' مطبوعہ ۱۹۴۳ء نمبر ۱۴ ار سے چند شعر منقبت حضرت شاہ ابن بدر چشت سے ملاحظہ ہوں ؛

مے پلاتے ہی جو شیشہ میں اتارا مجھکو — بدر چشتی وہی اک جام دو بارا مجھکو
بدر کامل ہو تم ہی، مہر درخشاں ہو تم ہی — ہے سوا آپ کے کون آنکھوں کا تارا مجھکو
روز اول کے کنایہ ہیں مجھے یاد اب تک — کیجئے پھر اسی طرح کا اشارا مجھکو
ہچکیاں آتی ہیں کچھ دیر ٹھہر جائے موت — دیکھ شاید شہِ کرمانؒ نے پکارا مجھکو
ٹھان لی ہے کہ محبت میں فنا ہو جاؤں — اب نظر آتا نہیں کوئی گذارا مجھکو
کس سے بہلایئے دل کس کی تمنا کیجیئے — کوئی بھی تم سے زیادہ نہیں پیارا مجھکو
لے کسی غیر کا احسان جمالی کی بلا — تم ہی زندہ کرو جب تم نے ہی مارا مجھکو

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

مولوی حمید اللہ فہیم

مولوی حمید اللہ ابن مسیح اللہ صدیقی ساکن محلہ چلہ، ولادت ۱۸۹۳ء میں حسن پور میں ہوئی۔ آپ حسن پور سے ۱۹۴۰ء میں بحیثیت ہیڈ ماسٹر امروہہ ٹاؤن اسکول میں تبادلہ ہو کر آئے اور محلہ چلہ میں ایک مکان خرید کر مستقل سکونت اختیار کی۔ ابتداً حسن پور میں دینی مدرسہ میں عربی فارسی کی درسیات پڑھیں بعد میں مڈل پاس کیا اور مختلف امتحانات بھی فرسٹ پوزیشن سے پاس کیئے۔ اعلیٰ قابل کا امتحان یو۔ پی۔ میں فرسٹ پوزیشن سے پاس کیا۔ ہائی اسکول کے بعد ایک مڈل اسکول میں ۱۹۳۸ء سے ملازمت کا آغاز کیا۔ ذی استعداد شخصیت کے مالک تھے۔ شاعری کا ذوق خداداد تھا۔ حسن پور کے معروف شعراء میں سے تھے۔ فہیم تخلص تھا۔ کلام میں معرفت کا رنگ غالب ہے۔ نثر میں

Marfat.com

بھی چند کتابیں لکھیں جس میں ہائی اسکول کے طلباء کے لئے ''معیار الانشاء'' (حصہ اول، دوم، سوم) کے علاوہ اردو فارسی قواعد پر بھی ایک کتاب لکھی ایک کتاب مکالمہ کی صورت میں بچوں کے لئے بھی لکھی جو کافی مقبول ہوئی تھی۔ آپ کے صاحبزادے جناب انیس احمد صدیقی کی روایت کے مطابق ایک کتاب رموز تصوف پر'' آئینۂ تصوف'' کے نام سے بھی لکھی تھی جس کا مسودہ ایک عالم صاحب کو بغرض اصلاح و مطالعہ دیا تھا۔ وہ ان صاحب نے غائب کردیا اور بعد میں گجرات سے اپنے نام سے شائع کیا۔ اشاعت تعلیم سے خاص دل چسپی تھی۔ لال باغ مرادآباد میں ''حفظ الرحمٰن ادارہ تعلیم و تربیت قائم کیا جو آج تک جاری ہے۔ ۱۹۵۳ء میں ریٹائر ہوئے اور ۱۹۷۲ء میں وفات پائی۔ اولاد ذکور میں چار فرزند مطیع احمد صدیقی (مرحوم)، رئیس احمد صدیقی (ریٹائرڈ پرنسپل اسلامیہ انٹر کالج مظفر نگر) انیس احمد صاحب صدیقی (ریٹائیرڈ پرنسپل مسلم ہیوٹ کالج مرادآباد) جناب نفیس احمد صاحب (ریٹائرڈ پرنسپل شری بھگت سنگھ کالج دہلی) ہیں۔ ان میں جناب ڈاکٹر نفیس احمد صاحب جو ایک اچھے ذی علم شخص ہیں آپ کے تین لڑکے ندیم احمد، نسیم احمد، نمیر احمد ہیں۔ جناب انیس احمد صدیقی صدر مہتمم دارالعلوم اسلامیہ عربیہ چلہ امروہہ ذی علم اور مدبر شخص ہیں۔ آجکل مدرسہ ھذا کی اچھی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ آپ کے چار فرزند جناب ڈاکٹر افتخار انیس، اقتدار انیس، انتصار انیس، ابتصار انیس ہیں رئیس احمد صاحب کے صاحبزادے، ڈاکٹر وقار احمد صدیقی اور ڈاکٹر اقبال احمد صدیقی ہیں۔ نیز مطیع احمد صاحب کے ایک صاحبزادے منقاد احمد انجینئر تھے۔

نمونہ کلام:۔

ہم یہ کیف غمزۂ حسن بصر دیکھا کئے　　آکے جلوے دیدۂ فطرت نگر دیکھا کئے

Marfat.com

اک فریب جلوہ تھا چشم بصیرت کے لئے
اے کلیم اللہ تم کیا طور پر دیکھا کئے

اس حقیقت آشنا کی ہیں تبسم ریزیاں
جن کو ہم افلاک پر شمس و قمر دیکھا کئے

راز دارِ نورِ عرفاں کی جبینِ شوق میں
مضطرب ہو ہو کے سجدے اپنا گھر دیکھا کئے

واقفانِ رازِ الفت سے جو پوچھا ماجرا
ہنس کے میرا حوصلہ میرا جگر دیکھا کئے

اک تماشائے نظر ہے یہ جہانِ رنگ و بو
اس لئے تحقیر سے اہل نظر دیکھا کئے

اُف رے بیتاب تماشا، کچھ تجھے بھی ہوش تھا
آکے جب جلوے ترا ذوقِ نظر دیکھا کئے

اپنی شرم عصیاں کاری سے ہوئے وہ کامگار
جو شبِ تاریک میں لطفِ سحر دیکھا کئے

سب حقیقت فاش تھی اس عالمِ نیرنگ کی
جب طلسمِ جلوہ اس کا باخبر دیکھا کئے

اس جہانِ معرفت میں جب کہ جا پونچا فہیم
دیدۂ حیرت نگر سے ہم سفر دیکھا کئے

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

کنور بہادر شعلہ

کنور بہادر سکسینہ متخلص بہ شعلہ ولد رائے بہادر منشی عوض رائے ساکن محلہ منڈی چوب امروہہ۔ ڈاکٹر مہیندر بہادر ساجد امروہوی کی روایت کے مطابق آپ ہندوستان اردو اکیڈمی الہ آباد میں چیف ریڈر کے عہدہ پر فائز رہے تھے۔ شاعری میں منشی گیا پرشاد تاباں گونڈوی سے تلمذ تھا۔ رگھوپتی سہائے فراق گورکھپوری کے ہم زلف تھے۔ منشی منوہر صادق[1] بریلوی آپ کے خسر

---

[1] صادق اردو فارسی کے اچھے شاعر تھے۔ ان کے چھوٹے بھائی منشی مرلی شیام منوہر کا اسلام پر اچھا مطالعہ تھا اور ''حافظ'' مشہور تھے۔

Marfat.com

تھے۔ ۶؍ اگست ۱۹۷۴ء میں انتقال کیا۔ نمونہ کلام حسبِ ذیل ہے:

دیارِ میکدہ سے ہم چلے تو جائیں گے لیکن ترے خم خانہ و شیشہ گری کی خیر ہو ساقی
حدِ منزل سے پہلے دھندلکوں میں چھوڑ دینا ہی اگر ہے رہبری تو رہبری کی خیر ہو ساقی
جنھیں آتا نہیں کرنا علاجِ زخم پنہانی دعا ہے ان بتانِ آزری کی خیر ہو ساقی

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

ماسٹر للتا پرشاد سیوک

ماسٹر للتا پرشاد سیوکؔ خلف کنہیا لال ساکن محلّہ چوک، ولادت ۱۹۰۱ء اردو، ہندی، انگریزی سنسکرت اور فارسی پر اچھی دسترس رکھتے تھے۔ نگر پالیکا کے پرائمری اسکول محلہ کالی پگڑی امروہہ میں استاد تھے۔ بعد میں جونیئر ہائی اسکول محلہ چوک میں استاد رہے۔

سیوکؔ ایک کثیر المطالعہ شخص تھے۔ اکثر مذاہب کی تعلیمات کا مطالعہ کیا تھا۔ گیتا اور قرآن بطور خاص مطالعہ میں رکھتے تھے۔ آپسی بھید بھاؤ سے دور اور سماجی بھائی چارہ کے عملاً حامی تھے۔ ۱۹۷۴ء میں انتقال کیا۔ اولاد ذکور میں دو صاحبزادے شری مہاویر پرشاد اور رگھو یر سرن ہیں۔ رگھویر سرن امروہہ ہندو انٹر کالج میں لکچرر تھے ریٹائرمنٹ کے بعد دہلی میں مقیم ہیں۔ ان کے ایک لڑکے اجیت گپتا ایک اچھے سائنسداں ہیں۔ ان کے چھوٹے بھائی بلبیت گپتا ہیں۔ مہاویر پرشاد جی کے چھ لڑکے شری دینیش گپتا (ڈائریکٹر منسٹری آف ڈیفینس) شری ستیش چندر گوئل (ایڈوکیٹ تحصیل امروہہ وکالت کرتے ہیں) اور سبھاش چندر گوئل، ہریش چندر گوئل، اودھیش چندر گوئل اور راجیو گوئل

Marfat.com

مولانا حبیب احمد آفق کاظمی

Marfat.com

ہیں ۔ نمونہ کلام :-

ابتدائے عالم ہستی سے میں مے نوش تھا — ہوش جب آیا تو دل میں غفلتوں کا جوش تھا
کر دیا باغِ جہاں سیراب اشکوں نے مرے — ہجر کی شب گریۂ پیہم کا اتنا جوش تھا
لب پہ آیا ہے نہ سیوکؔ کے کبھی نامِ خدا — ہوش تھا یادِ بتاں کا ورنہ وہ بے ہوش تھا

☆

خدا کے واسطے اتنا تو کہہ دو میرے قاتل سے — قیامت ہے ترا آنکھیں چرانا اپنے بسمل سے
کسی کا وعدۂ دیدار ہی جھگڑے میں ڈالیگا — مریضِ ہجر کا دم بھی جو نکلے گا تو مشکل سے
مصیبت میں کسی کا کوئی بھی ساتھی نہیں ہوتا — شبِ فرقت میں تمام صبر بھی جاتا رہا دل سے
نہاں قطرے میں دریا ہے خدا کی شان تو دیکھو — نظر آتا ہے وہ خلّاقِ عالم آنکھ کے تل سے
نہیں پیشِ فقیری، سلطنت کچھ چیز اے سیوکؔ — کہ بیعت بادشاہ ہوتا ہے خود درویشِ کامل سے

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

حبیب احمد افقؔ کاظمی

مولوی حبیب احمد افقؔ کاظمی ابن حافظ یوسف علی ، ساکن محلہ گنگوئی (از اولاد حضرت شاہ ضیف اللہ نقشبندی مجددیؒ) ولادت ۲۳ رمضان ۱۳۱۱ھ میں ہوئی ۔ مختلف اساتذہ کرام سے عربی و فارسی درسیات کی تحصیل کی اور منشی عبدالرحمٰن معجز رقم امروہوی سے خوشنویسی سیکھی ۔ عربی فارسی ادبیات کا مطالعہ اچھا تھا اور ان زبانوں کے تکلم پر قدرت رکھتے تھے ۔

شعر گوئی کے علاوہ نثر میں بھی کافی لکھا ۔ امروہہ سے تین ماہ نامے "قائد" "مدرس" اور "شاعر" نکالے ۔ "شاعر" ادبی اور تاریخی اعتبار سے

Marfat.com

بہت اہم پرچہ تھا۔ محمود احمد عباسیؔ نے آپ کے پانچ دواوین کے علاوہ ۱۲ رتصانیف کا ذکر کیا ہے، جن میں بعض دوسری کتابوں کے تراجم اور تلخیصات ہیں۔

شاعری میں غریبؔ سہارن پوری سے تلمذ تھا۔ کلام ہندوستان و پاکستان کے مختلف ادبی رسائل میں شائع ہوا ہے۔ غزل اور تاریخ گوئی میں اچھا ملکہ رکھتے تھے۔ اصلاحی نظمیں بھی خوب لکھی ہیں تلامذہ کا حلقہ بھی بہت وسیع تھا۔ ۱۸ راگست ۱۹۷۶ء میں ملتان میں وفات پائی۔ ایک فارسی غزل اور اردو کے چند منتخب اشعار ملاحظہ ہوں۔

کجائی ہاں کجائی اے فدایت جانِ زارِ من　　بچشم از دروں آمد دل امید وارِ من
بخاک کوئے تو زیں رہ فتادم اے نگارِ من　　کہ گاہے پائمال تو شود مشتِ غبارِ من
نیائی چوں بہ بیداری بخوابم جلوہ دہ تا　　کہ تسکین یابد از دیدار جانِ بے قرارِ من
مرا مونس نمی شاید مرا ہمدم نمی باید　　خیالِ روئے تو در ہجر باشد غم گسارِ من
خدا معدوم سازد کشمکش ہائے زمانہ را　　پریشاں شد امیقؔ از دورِ گردوں روزگارِ من

☆

بے دھڑک اغیار کی محفل میں تم جانے لگے　　کیا ستم کرنے لگے کیا غضب ڈھانے لگے

☆

کچھ دین کی خبر تھی نہ دنیا کا ہوش تھا　　بے خود کئے ہوئے تری الفت کا جوش تھا
سنتا شکستِ شیشۂ دل کی صدا کو میں　　اتنا کہاں مجھے دم نظارہ ہوش تھا۔

☆

یہی مطلب ہے جو بھیجا ہے لفافہ خالی　　دل ہوا مری محبت سے تمہارا خالی
اٹھ گئے ہائے زمانے سے امیقؔ اہلِ کمال　　اچھے لوگوں سے نظر آتی ہے دنیا خالی

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

Marfat.com

معشوق علی ساحر عباسی

معشوق علی ساحر ابن صابر علی عباسی ساکن محلہ ملانہ (از اولاد مولانا رکن الدین عباسیؒ) ۳۰ رنومبر ۱۹۲۷ء میں پیدا ہوئے۔ سینٹ اسٹیفن کالج دہلی سے میٹرک پاس کرنے کے بعد اینگلو عربک اسکول دہلی میں تعلیم حاصل کی۔ دورانِ تعلیم ہی صحافت سے وابستہ ہوئے۔ ۱۹۴۶ء میں روزنامہ ''انصاری'' دہلی کے مدیر رہے۔ ۱۹۴۸ء میں ترک وطن کر کے پاکستان چلے گئے۔ جہاں ''انجام'' کراچی سے وابستہ رہے۔ ایک ذاتی ماہنامہ ''ساون'' نکالا۔ اس کے علاوہ ماہنامہ ''ربط'' اور ہفتہ وار انگریزی اخبار ''پائینر'' (Pioneer) کے بھی مدیر رہے۔ نیز ''اربن اینڈ ایگریکلچر بنک'' کے ڈائیریکٹر اور ''پاک عربین کوآپریٹیو بنک'' کے مینجنگ ڈائیریکٹر رہے۔

پاکستان کے مقبول شاعر تھے۔ شعر گوئی میں منفرد انداز پایا تھا۔ محمد مہدی رئیس امروہوی کے شاگرد تھے۔ کلام ''ابرِ صحرا'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ مارچ ۱۹۷۸ء میں وفات پائی۔

نمونہ کلام:-

ابھی جان و دل کے قریب تھے، ابھی جان و دل سے گذر گئے
نگہِ طلب پہ نہ کھل سکا وہ کدھر سے آئے کدھر گئے

نہ جنونِ شوق بہل سکا جو شریکِ اہل جنوں ہوئے
نہ ملا فروغِ نظر کبھی جو قریبِ اہل نظر گئے

تری آرزو کی یہ برکتیں تری انجمن کی یہ رونقیں
جو اٹھے وہ آہ بلب اٹھے جو گئے بہ دیدۂ تر گئے

یہ نسیم صبح کی شوخیاں کہ بہار کی ہیں شرارتیں
جو چنے تھے تم نے مرے لئے وہ تمام پھول بکھر گئے

☆

اے مرے ذوقِ وفا اتنا تو ہو
خود وہ قاتل کہہ اٹھے بسمل مجھے

Marfat.com

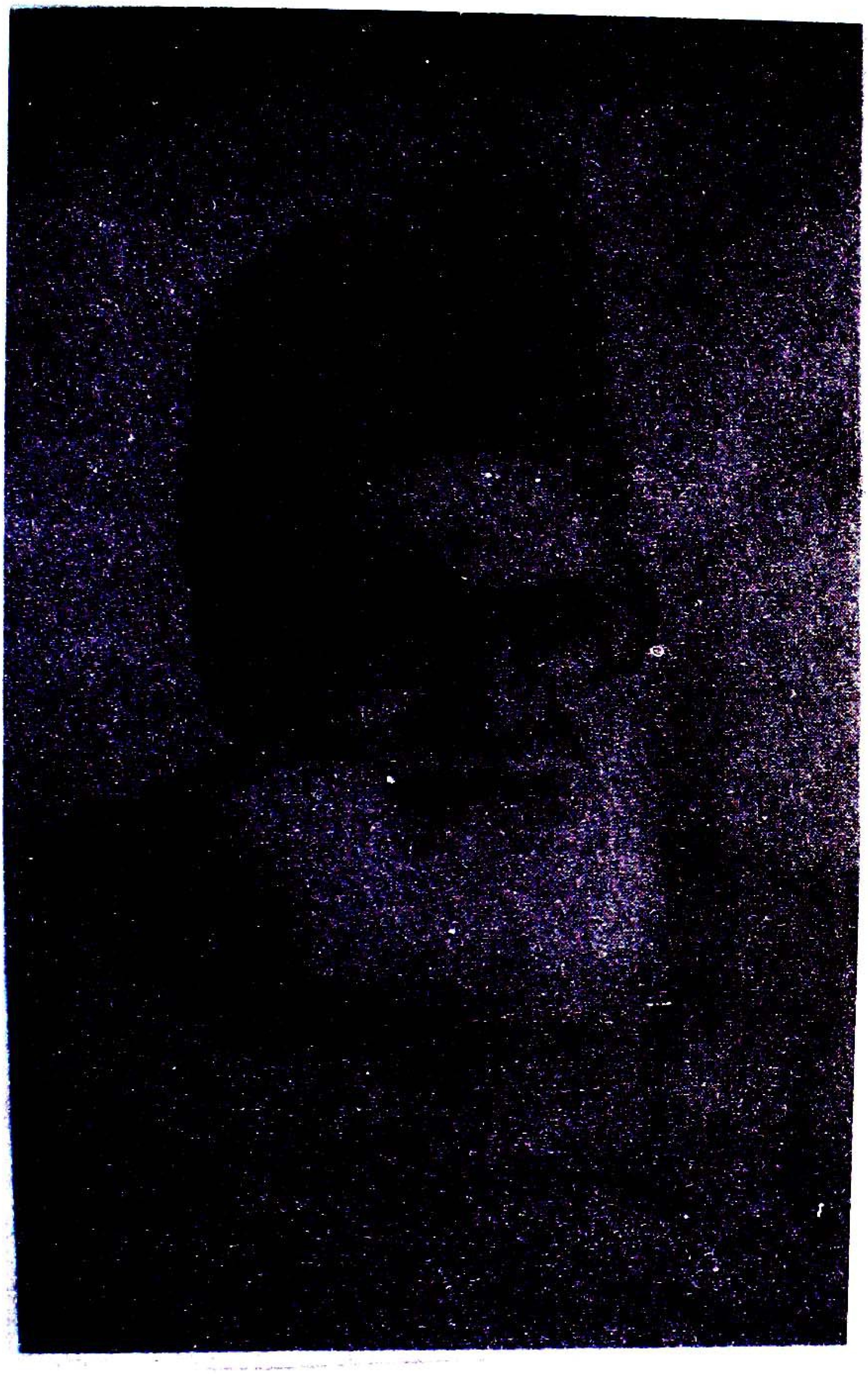

حکیم صدیق احمد اختر صدیقی

Marfat.com

دل کی خاطر اور میں ہوں بے قرار　　اُن سے کب پیارا ہے اپنا دل مجھے
میں تو ساحرؔ بے نیاز بزم ہوں　　لوگ سمجھیں در خورِ محفل مجھے

☆

جس کو سو سو طرح کہا ان سے　　اب بھی وہ بات اَن کہی سی ہے
ہے مرا آپ سے تعلق　　یہ خبر عام ہو گئی ہے

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

حکیم صدیق احمد اخترؔ صدیقی

مولانا حکیم صدیق احمد اختر ابن مولانا حکیم مختار احمد صدیقی ساکن محلہ گھیر مناف (از اولاد شیخ محمد صالح برادرِ خرد شیخ ابوالمناف صدیقیؒ) ولادت ۱۹۰۷ء م ۱۳۲۵ھ میں ہوئی۔ خلیفہ شمس الدین واثقؔ سے درسیات فارسی کی تحصیل کے بعد مدرسہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد امروہہ میں مختلف اساتذہ سے علوم متداولہ کی تحصیل کی اور کچھ عرصہ دارالعلوم چلہ میں بھی زیر تعلیم رہے۔ طب کی درسیات اپنے والد سے پڑھیں اور خداداد صلاحیتوں سے اس فن میں کمال پیدا کیا۔ فن طب کے علاوہ دیگر علوم وفنون میں بھی مہارت حاصل تھی۔ مثلاً! منطق، فلسفہ، علم ہیئت، ریاضی، علم کیمیا، ادب و معانی، حدیث وتفسیر، اسماء الرجال اور شعر گوئی وغیرہ میں ایک خاص ملکہ اور امتیاز حاصل تھا۔ حکیم صیانت اللہ صدیقی لکھتے ہیں کہ:

''آپ منطق وفلسفہ وہیئت میں ایک امام کی حیثیت رکھتے تھے۔ اور علمِ طب تو آپ کا روزمرہ تھا، آپ کی گھٹی میں

Marfat.com

طب کے رموز و غوامض کھلے ہوئے تھے۔ طب کے مشکل اور اہم مسائل اس انداز میں سمجھا دیا کرتے تھے جیسے یہ کوئی مسئلہ ہی نہیں تھے۔'' ۱؎

اکثر اکابر علماء آپ کے تبحر علمی، ژرف نگاہی کے معترف تھے۔ فنِ طب میں آپ کے تلامذہ کثیر تعداد میں ہیں۔ بریلی کے معروف طبیب تھے۔ مطب میں بڑا مرجوعہ رہتا تھا۔ شعر گوئی میں بھی خوب دخل رکھتے تھے۔ مولانا شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ سے شرف بیعت و خلافت حاصل تھا۔ ۶؍مئی ۱۹۷۸ء کو بریلی میں وفات پائی۔ وہیں تدفین ہوئی۔ اولاد ذکور میں چار صاحبزادے یوسف اختر (ایم.اے فلسفہ نزیل پاکستان) اچھا ادبی ذوق رکھتے ہیں۔ دوسرے حکیم خورشید مراد بریلی کے نامور طبیب ہیں، تیسرے حکیم شاہد اصغر جمیل بھی کامیاب طبیب ہیں چوتھے نصیر احمد صدیقی ایک سماجی کارکن اور میونسپل بورڈ بریلی کے ممبر ہیں۔

نمونہ کلام :-

آج الجھ کر تیری زلفوں سے مرا دل آیا — کوچۂ حُسن میں پا بندِ سلاسل آیا
بام پر شب کو جو وہ حور شمائل آیا — میں یہ سمجھا کہ فلک پر مہِ کامل آیا
ہم غریبوں کے لئے ہاتھ اٹھائے وہ بھلا — دو قدم تک نہ جنازے کے جو شامل آیا
ہاں مرے زخم جگر نے نہ کسی ہو پھبتی — آج مقتل سے جو جھینپا ہوا قاتل آیا
چشمِ ساقی کی نگاہوں کا اشارہ دیکھو — محتسب کو بھی نشہ اب سرِ محفل آیا
رحم آئے نہ پسِ مرگ بھی جس کو اختر — کیسے بے درد کی زلفوں میں مرا دل آیا

۱؎ ''طبی آئینہ'' پندرہ روزہ ایڈیٹر الحاج حکیم صیانت اللہ صدیقی

Marfat.com

منّا لال قیس ؔ و منّا امروہوی

ماسٹر منا لال قیس و منا خلف بابو رام ساکن محلہ منڈی چوب ، پیدائش ۷ / اپریل ۱۹۲۶ء میں ہوئی ۔ آپ کے والد شری بابو رام تحصیل امروہہ میں پٹواری تھے ۔ منا لال قیس نے اردو مڈل پاس کرنے کے بعد پرائمری اسکول کٹرہ غلام علی میں مدرسی اختیار کی ۔ اور دورانِ ملازمت ہی ۲۶ / اگست ۱۹۷۸ء کو انتقال کیا ۔ امروہہ کی اکثر ادبی نشستوں میں شریک ہوتے تھے ۔ شاعری میں شبیر احمد خاں شبیر امروہوی سے اصلاح لی ۔ انھیں کے اثر سے مزاح میں بھی شعر کہتے تھے ۔ اولاد ذکور میں تین بیٹے ماسٹر انل کمار ، اشوک کمار سکسینہ (منڈی دھنورہ میں پٹواری ہیں) اور رمیش کمار ہیں ۔

نمونہ کلام :-

تیری ذات پاک پر جو آسرا رکھتا ہوں میں — اپنی کشتی بے نیاز ناخدا رکھتا ہوں میں
حالِ دل سنکر میرا دشمن اڑاتے ہیں مذاق — ایسی کیا حالت دلِ درد آشنا رکھتا ہوں میں
اب تو دل دیکر تجھے چکر میں منا پڑ گیا — جو کبھی کہتا تھا ہر ایک حوصلہ رکھتا ہوں میں!

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

منشی اختر حسن اختر صدیقی

منشی اختر حسن اختر ابن وارث علی صدیقی ساکن گھیر مناف (از اولاد شیخ محمد ابراہیم برادرِ خرد شیخ ابوالمناف صدیقی) اردو فارسی اور انگریزی

ا ؎ انتخاب مشاعرہ یکم اپریل ۱۹۳۹ء از پبلک سرونٹ امروہہ جلد نمبر ا شمارہ نمبر ۶

Marfat.com

زبانوں میں اچھی مہارت رکھتے تھے۔ دہلی اور ڈاسنہ میں کھاتہ نویس رہے۔ منشی عبدالرب شکیب صدیقی کے برادر نسبتی تھے۔ شاعری میں عبدالرب شکیب اور فارسی ادبیات میں خلیفہ شمس الدین وانی سے تلمذ تھا، ملازمت سے سبکدوشی کے بعد محلہ شیخ زادگان (جھنڈا شہید) پر ایک مکان خرید کر سکونت اختیار کی۔ ۱۲/اپریل ۱۹۷۹ء بروز جمعہ وفات پائی۔ اولاد میں چار صاحبزادیاں تھیں۔ غزل کے چند شعر بطور نمونہ کلام یہ ہیں؛

نمونہ کلام:-

یادِ بتاں نے محو کیا اس قدر مجھے — دل کی خبر مجھے نہ جگر کی خبر مجھے
اشکوں سے پوچھ لیتے ہیں وہ ماجرے دل — کرتی ہے شرمسار مری چشمِ تر مجھے
جلاد کی نگاہِ عنایت سے شاد ہوں — اچھا ملا ہے مرہم زخمِ جگر مجھے
وحدت کے رنگ نے مجھے شرمسار کردیا — یکساں دکھائی دینے لگے خیر و شر مجھے

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

جگدیش سرن پتت

جگدیش سرن پتت ابن ساہو نند کشور ساکن محلہ کٹرہ غلام علی۔ ذی علم لوگوں میں سے تھے۔ نعت و منقبت اور غزل خوب کہتے تھے۔ بھجن بھی اچھے لکھتے تھے اور انھیں گاتے بھی خوب تھے۔ بعض لوگوں کا بیان ہے کہ بھجن گاتے وقت ان پر بروجد کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ ماسٹر عبدالرؤف صاحب کے مکان پر ہر جمعہ کو نعتیہ محفل میں پابندی سے شرکت کرتے تھے۔ ڈاکٹر احمد حسین سیفی نے

Marfat.com

راقم الحروف کو ان کی ایک نعت کے حسبِ ذیل دو شعر سنائے۔

بھنور میں ہے کشتی کنارہ ہے کوسوں میں ڈوبا میں ڈوبا بچا لے سنوریا
پتّت کو بھی دیدار کی بھیک دے دو ہے پھیلائے نینوں کے پیالے سنوریا

☆

غزل کے چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

کوئی لیلیٰ ادا کیونکر بچیگا جذبۂ دل سے نگاہِ شوق اٹھتے ہی اٹھیگا پردہ محمل سے
بڑھی ہے ناتوانی اس قدر یہ حال ہے اپنا کہ نازک جسم والے بھی نظر آتے ہیں قاتل سے
ہوئی رات آنے کو کسی صحرائے غربت میں کہ ہے نا آشنائے راہ کوسوں دور منزل سے
بھریگا گوہر مقصود سے دامن پتّت تیرا نظارہ کرشن کا ہوگا نہ تل جمنا کے ساحل سے[1]

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

اظہار الحق سہیل عباسی

مولوی اظہار الحق عباسی ابن مولوی عبدالحق عباسی ساکن محلّہ ملانا، پیدائش ۱۳۱۷ھ م ۱۹۰۰ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد کے زیر نگرانی امروہہ میں حاصل کی بعد میں دارالعلوم دیوبند اور مرادآباد وغیرہ سے درس نظامی کی تکمیل کی اور پنجاب یونیورسٹی سے منشی فاضل کی سند حاصل کی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد اسلامیہ ہائی اسکول گجرانوالہ میں عربی اور دینیات کے استاد رہے۔ اسی زمانہ میں وہاں کے ایک رسالہ ''معلّم'' کے مدیر بھی رہے۔ اس کے علاوہ بھی کئی عربی مدارس میں عربی و فارسی کے استاد کی حیثیت سے کام کیا۔ ترک ملازمت کے بعد گجرات میں ایک اسلامی مدرسہ قائم کیا۔

---

[1] ماخوذ از شعرستان صفحہ ۱۰ مرتبہ مختار احمد انبڑھ صدیقی

Marfat.com

شاعری کا ذوق ابتدا ہی سے تھا۔ شاعری میں مولوی عبدالقیوم شفق صدیقی سے تلمذ تھا۔ آپ نے اعجاز وسہیل دو تخلص اختیار کئے تھے۔ محمود احمد عباسی لکھتے ہیں؛

''شعر سے طبعی مناسبت ہے عربی و فارسی و اردو میں طبع آزمائی کرتے ہیں۔ فارسی میں قدما کا رنگ اختیار کیا ہے۔ اردو میں اکثر کسی کی پیروی نہیں کرتے، بے ردیف و قافیہ بھی نظمیں لکھتے ہیں۔''[1]

اولاد میں دو صاحب زادے سلمان احمد اور عبدالرحمٰن تھے۔ سلمان احمد کے پانچ لڑکے طلحہ عباسی، طٰہٰ عباسی، ذیشان عباسی، نعمان عباسی و عرفان عباسی ہیں۔ نمونہ کلام:۔

نسیم نرم و نرمک می وزد از جانب دریا ... عبیر آمیز و عنبر بیز و مشک انگیز و صندل سا
بہار آمد ہزار آمد برونق شا خسار آمد ... ہوائے عطر بار آمد ز سمت غنچہ و گلہا
مشام جاں ز بوے آں شمیم روضہ رضواں ... شریک حصہ غلماں سہیم قسمت حورا
ز نکہتہائے ریحانی ز طلعتہائے کنعانی ... ز رحمت ہائے یزدانی چمن چوں جنت الماویٰ
گل داؤد و عباسی برنگ چشم شماسی ... مثال نور پیرا سی بہر جانب چمن آرا
برنگ روئے دل جوئے و خوش خوے کج ابروے ... بہ بوئے موے گیسوے چمن چوں شاہد رعنا
بہر سو در بہار گل بگوش جاں فتد غلغل ... چہ غلغل قلقلِ قلقل چہ قلقل قلقلِ مینا
عجائب نغمہا ہر سو بگوید فاختہ ''حق ہو'' ... گہے قمری کند ''کوکو'' گہے بلبل کشد نالہ
طیور اندر طرب آمد ترنم ہا بلب آمد ... بہ مردم با عجب آمد ز رنگ لالہ حمرا
صدائے نغمہ پر جوش است و بلبل سخت مدہوش است ... بجز سوسن کہ خاموش است بایں صدہا زبانہا
دگر یک سنبلے بینم کہ سر می افگند پیہم ... سوم حیرت ہمی نگرم بچشم نرگس شہلا

---

[1] تذکرۃ الکرام صفحہ ۳۶۰، مولفہ محمود احمد عباسی

Marfat.com

سکوت وغیرت وحیرت ازیں باعث کہ گم کردہ ☆ مجالِ وصف و دید و پائے بوسِ شہ بطحا

اسے ہر دم ترقی ہے اسے ہر دم تنزل ہے ☆ تمہارے حسن کو تشبیہ کیا دوں ماہِ کامل سے
برنگ شمع میں روتا ہی آیا تیری محفل میں ☆ برنگ شمع میں روتا ہی اٹھا تیری محفل سے

ہمارے ہونٹ کیوں سیتے ہو اظہارِ تمنا پر ☆ سزا دو قلب مضطر کو خطا ہے قلبِ مضطر کی

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

رفیق احمد درخشاں عباسی

رفیق احمد درخشاں عباسی ابن عبدالحکیم ساکن محلہ ملانا۔ پیدائش ۷/ اگست ۱۸۷۴ء بسلسلہ ملازمت بہرام گھاٹ، چریا کوٹ اور لکھنؤ وغیرہ میں قیام رہا۔ دہلی آل انڈیا ریڈیو میں ۱۹۴۶ء تک بحیثیت اناؤنسر ملازم رہے۔ یہیں سے آپ کا خاصہ نعتیہ کلام نشر ہوا۔ دو نعتیہ مجموعہ کلام ''حدیث ادب'' (۱۹۵۶ء) اور ''عکسِ طور'' (۱۹۶۰ء) شائع ہوئے۔ ۱۱/ اکتوبر ۱۹۷۹ء میں پیر کے دن وفات پائی۔ آپ نے اپنی ایک نعت کے مقطع میں کہا تھا۔

ہے درخشاں کہ یہ حسرت کہے دنیا ساری ☆ تھا غلام ان کا جنازہ ہے اٹھا پیر کے دن

نمونہ کلام:۔

کریں گر کرم شہر یارِ مدینہ ☆ تو پلکوں سے جھاڑوں غبارِ مدینہ
کرم کے تصدق عنایت کے قرباں ☆ رہوں رات دن میں نثارِ مدینہ
یہاں بارشِ نور ہوتی ہے ہر دم ☆ ہے جنت سے بڑھ کر دیارِ مدینہ
نکل جائے حسرت الٰہی کبھی تو ☆ درخشاں بھی دیکھے بہارِ مدینہ

☆☆

Marfat.com

سارے عالم میں اجالا ہوا ہے پیر کے دن　　مکے میں پیدا ہوئے نورِ خدا پیر کے دن
عشق صادق تھا یہ کون تھا فدوی جانباز　　عقدہ یہ غارِ حرا میں ہے کھلا پیر کے دن

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

مولوی محمد عبادت کلیمؔ نقوی

مولوی محمد عبادت متخلص بہ کلیمؔ ابن مولوی اولاد حسن سلیمؔ ساکن محلّہ شفاعت پوتہ ، ولادت ۷؍فروری ۱۹۱۱ء م ۶؍صفر ۱۳۲۹ھ میں ہوئی۔ امروہہ میں مختلف اساتذہ سے تحصیل علم کے بعد لکھنؤ گئے جہاں مولانا مظاہر حسین اور مولوی احمد علی وغیرہ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ عربی فارسی علوم پر اچھی دسترس رکھتے تھے۔ آپ شیعانِ امروہہ کے امام الجمعہ والجماعت تھے۔ خاموش طبع اور حلیم مزاج ، اپنے دوَر میں امروہہ میں ایک ممتاز شخصیت کے مالک تھے۔ بعض عربی کتابوں کا اردو ترجمہ کیا مثلاً ''محقق صدرہ'' ''سراج الفقہہ'' ''الاستفسار فی نجاست المشرکین والکفار'' اس کے علاوہ بعض موضوعات پر مضامین بھی لکھے۔ فن شعر گوئی کا ذوق ورثہ میں پایا تھا۔ اس فن میں اپنے والد مولوی اولاد حسن سلیمؔ کے شاگرد تھے۔ ۲۳؍ربیع الاول ۱۴۱۰ھ م ۲۳؍اکتوبر ۱۹۸۹ء کو وفات پائی۔ آپ کے تین صاحبزادے ڈاکٹر محمد سیادت نقوی (صدر شعبۂ اردو ہندو ڈگری کالج امروہہ ؛ در امام الجمعہ والجماعت) ڈاکٹر محمد شفاعت فہیم اور ڈاکٹر حسنین اختر نقوی (لکچرار شعبۂ عربی الہ آباد یونیورسٹی) ہیں۔

Marfat.com

نمونہ کلام:-

پوچھتے ہیں وہ بار بار مزاج　　کیا ٹھکانا ہے اب غمِ دل کا
☆
آدمی وہ بھی آدمی ہے کوئی　　غم میں جو مبتلا نہیں ہوتا
☆
مبتلائے دردِ الفت کے لئے　　ہر الم ہر غم کی شدت ہے لذیذ
عمر کم اور ذکر جاناں ہے طویل　　وقت تھوڑا اور حکایت ہے لذیذ
کیونکہ ہے آپ کی وہ جلوہ گاہ　　اس لئے ذکرِ قیامت ہے لذیذ
☆
اے بارشِ رحمت میرے عصیاں کو گھٹاؤ　　ہاں ایک گھٹا ایک گھٹا ایک گھٹا اور
انسان ہے وہی قول وعمل ایک ہوں جسکے　　انسان وہ کیا جس نے کہا اور کیا اور
☆
ہے طورِ دل سلامت وہ بجلیاں گرائیں　　ہاں اور مسکرائیں ہاں اور مسکرائیں
چلنے لگیں ہوائیں چھانے لگیں گھٹائیں　　رندو! ذرا سنبھل کر ساغر چھلک نہ جائیں

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

وحید احمد عالؔی

الحاج مولوی منشی وحید احمد عالؔی ابن احمد بخش ساکن محلّہ کٹرہ غلام علی پیدائش ۱۹۰۵ء میں ہوئی۔ گلبرگہ اور مراد آباد میں مدرس رہے۔ شعر گوئی میں منظور احمد افسر امروہوی کے شاگرد تھے۔ آپ کا خاصہ کلام ''لطف سخن'' حسن پور میں محفوظ ہے۔ ۷؍جنوری ۱۹۸۰ء میں انتقال کیا۔

حکیم خورشید احمد آپ کے صاحبزادے محلّہ نوبت خانہ میں ہومیو پیتھک کی

Marfat.com

پریکٹس کرتے ہیں۔

نمونہ کلام:-

اغیار کو وہ بزم سے ٹلنے نہیں دیتے ہے میری تمنا کہ نکلنے نہیں دیتے
وہ حال بھی سنتے نہیں عشاق کے دل کا حسرت بھی کوئی دل کی نکلنے نہیں دیتے
بچتا ہے جوان کے خم گیسو سے کوئی دل تو چاہِ زنخداں سے نکلنے نہیں دیتے

مصروفِ گریہ جب یہ دل مبتلا ہوا اک شور حشر آہ و فغاں سے بپا ہوا
آئی بہار جوش محبت سوا ہوا لو آج پھر جنوں سے مرا سلسلہ ہوا
جب تو ہی مجھ سے اے بتِ کافر خفا ہوا سارا جہان میرے لئے بے وفا ہوا
شہرت تمہارے حسن کی ہر سو اگر ہوئی چرچا مری وفاؤں کا بھی جا بجا ہوا
تابِ جمال یار نہ لائی مری نظر ہوش و حواس اڑ گئے جب سامنا ہوا

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

محمد یعقوب محشر

محمد یعقوب محشر ابن اللہ بخش ساکن محلہ احمد نگر، پیدائش جون ۱۹۰۱ء میں ہوئی۔ عربی فارسی اردو کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اپنے والد کے ساتھ ۱۹۱۵ء میں بمبئی چلے گئے جہاں آپ کے والد گورا پلٹن میں ٹھیکیدار تھے۔ آپ بھی اپنے والد کے ساتھ ٹھیکیداری کرتے تھے۔ ۱۹۲۲ء میں والد کا انتقال ہو گیا۔ اس طرح پورے کنبہ کی کفالت کی ذمہ داری محشر صاحب کے اوپر پڑی۔

محشر امروہوی نے اپنے والد کے سایہ شفقت سے محروم ہونے کے بعد شاعری شروع کی۔ ابتدا میں محمد احمد ظریف سے اصلاح لی اس کے بعد نواب

Marfat.com

سراج الدین سائل دہلوی (شاگرد داغ دہلوی) کے سامنے زانوے ادب طے کیا۔ محشر کی غزل گوئی کے بارے میں جناب عرفان عباسی لکھتے ہیں:

''غزل ان کی محبوب صنف تھی شاداب و شگفتہ غزلیں کہتے تھے۔ ان کے کلام میں زبان و بیان کی دل کشی روانی، برجستگی، محاورات والفاظ کی صحت، سادگی و دل آویزی کی خوبی کے ساتھ تغزل کی شان پوری توانائی کے ساتھ موجود ہے۔''[1]

مجموعۂ کلام ''عرفانِ حیات'' کے نام سے ۱۹۸۱ء میں شائع ہوا اور ۱۹۸۲ء میں آپ نے وفات پائی۔

نمونہ کلام:-

نعت

وہ ناکام تمنا کس قدر رنجور ہوتا ہے
اجل نزدیک ہوتی ہے مدینہ دور ہوتا ہے

یہ حسرت ہے یہ عالم میں بھی دیکھوں اپنی آنکھوں سے
مدینے کے اندھیرے میں سنا ہے نور ہوتا ہے

حوادث میں یہ عالم تھا محمدؐ کے غلاموں کا
کہ کشتی پار ہو جاتی ہے ساحل دور ہوتا ہے

چراغِ آرزو کی لو اگر مدھم نہ ہو محشر
نبیؐ کا نام لینے سے بھی گھر میں نور ہوتا ہے

غزل

کوئی مراد نہ پوری ہوئی غریبوں کی
تمہارے در کو بھی کعبہ بنا کے دیکھ لیا

☆

ہر رشتۂ حیات ترے حق میں توڑ دوں
یہ تو نہ ہوگا میں ترے دامن کو چھوڑ دوں

دل کے معاملات کروں عقل کے سپرد
اپنے معاملات مقدر پہ چھوڑ دوں

---

[1] تذکرہ شعرائے اتر پردیش جلد ۸ صفحہ ۲۶۵

Marfat.com

زاہد تجھے شراب محبت نہیں ملی — لا میں ترے پیالے میں دامن نچوڑ دوں
اتنا ہے اب مجھے تری مرضی کا احترام — اب تو کہے تو تیری محبت بھی چھوڑ دوں
محشر جنوں کے واسطے چھوڑا تھا عقل کو — اب یہ خیال ہے کہ جنوں کو بھی چھوڑ دوں

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

منشی رفیق احمد آسی

منشی رفیق احمد آسی ابن چھدا ساکن بازار شفاعت پوتہ، اردو فارسی کے اچھے عالم تھے۔ منشی کا امتحان پاس کیا تھا۔ اپنے مکان میں ہی چھپائی کا کام کرتے تھے۔ نیک سیرت، پابند وضع اور قومی درد رکھنے والے شخص تھے۔ خواجہ معین الدین جعفری عرف بابو میاں لکھتے ہیں ؛

"عالم جوانی میں احرار کے قائد کی حیثیت سے انقلاب کا خواب دیکھا تھا۔ اگر چہ آزادی کے ساتھ ساتھ احرار کا وجود بھی ختم ہو گیا۔ مگر حضرت آسی اپنے آخری دموں تک احراری جوان بنے رہے۔"[۱]

نعت و مناقب کے قادر الکلام شاعر اور بڑے زود گو تھے۔ شعر بہت سمجھکر کہتے تھے۔ ۲۷ر جمادی الثانی ۱۴۰۲ھ، ۲۲ر اپریل ۱۹۸۲ء میں وفات پائی اولاد ذکور میں تین فرزند خلیق احمد، نسیم احمد، جلال الدین ہیں۔

نمونہ کلام

کس ذاتِ گرامی کا لب پر مرے نام آیا — رحمت کی گھٹا چھائی قدرت کا سلام آیا

---

۱ "غمِ آسی" مرتبہ رئیس احمد رئیس امروہوی

Marfat.com

لاکھوں ہی سلام اس پر جس ذات کے صدقے میں
قرآنِ کریم آیا، بخشش کا پیام آیا
اے کاش وہ فرمائیں آتی ہے کہاں آئے
اور میں یہ کہوں آقا حاضر ہے غلام آیا

منقبت بشان حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ

اللہ اللہ رفعت بے انتہا صدیقؓ کی
عشق محبوب خدا کا ہے وِلا صدیقؓ کی
ثانی اثنین اذ ہما فی الغار ذاتِ قدسیہ
والذین آمنو شانِ عُلا صدیقؓ کی
کیونکہ ختم الانبیاءؐ کے پیرو اعظم ہیں وہ
اقتدا کرتے ہیں یوں سب رہنما صدیقؓ کی
کبریا نے دیکھ کر اَتقیٰ الذی فرمادیا
شان یہ ہے مومنوں کے پیشوا صدیقؓ کی
تھے فرشتے فرش سے تا عرش کمبل پوش سب
دیکھ کر طرزِ سخاو اِتقا صدیقؓ کی
ذکر معراجِ نبیؐ سنتے ہی صدّقنا کہا
عارفانہ شان دیکھو با صفا صدیقؓ کی
بعدِ ختم الانبیاءؐ سلطان دیں فخرِ امم
فرد ہے عالم میں ذات عالیہ صدیقؓ کی
بعد رحلت بھی درِ آغوش شہِ کونین ہیں
دیکھیے تو با وفائی با وفا صدیقؓ کی

کوئی طاقت روک سکتی ہی نہیں آتی مجھے
مذہبی حق ہے مرا مدح و ثنا صدیقؓ کی

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

سید محمد میاں انظار رضوی

سید محمد میاں انظار رضوی ابن سردار علی ساکن محلہ پیر زادہ (از اولاد حضرت شاہ ابن بدر چشتؒ) ولادت ۱۸ر جون ۱۹۱۱ء۔ تعلیم سے فراغت کے بعد جے پور، سیتا پور، بمبئی اور احمد آباد وغیرہ میں محکمۂ بندوبست میں ملازم رہے۔ بمبئی کے دوران قیام مولانا نذیر احمد خجندی میرٹھی کی صحبت میں شعر و

Marfat.com

شاعری کا شوق پیدا ہوا۔ ابتداً انھیں سے کلام پر اصلاح لی۔ ان کے علاوہ بدر جاآلی مرادآبادی اور منشی عزیز احمد عزیزؔ امروہوی سے بھی اصلاح لی آپ ایک اچھے سیاسی رہنما تھے۔ امروہہ کانگریس کمیٹی کے صدر اور جمعیۃ العلماء کے سرگرم کارکن رہے تھے اور ان دونوں جماعتوں کے اہم رکن بھی رہے۔ سیاسی بصیرت میں مشہور اور عمائدین شہر میں معروف تھے۔ ۱۹۵۷ء میں امروہہ میونسپل بورڈ کے چیئر مین رہے۔ ہر آڑے وقت میں اہل امروہہ کی نمایاں خدمات انجام دیں۔ بلاشبہ آپ ایک بیدار مغز اور مخلص سیاسی رہنما تھے۔

۲۲ رمضان المبارک ۱۴۰۲ھ، ۱۴ جولائی ۱۹۸۲ء میں وفات پائی۔ مختلف شعراء نے قطعاتِ تاریخ وفات لکھے جس میں ڈاکٹر مغیث الدین فریدی (ساکن کانپور) اور علامہ شہباز امروہوی کے قطعاتِ تاریخ حسب ذیل ہیں۔

ان کی ذات پاک تھی خُلق نکو کا آئینہ — نیک سیرت، پاک باطن، پیکر صدق و صفا
عازم جنت ہوئے سب کو تڑپتا چھوڑ کر — ساری امروہے کی بستی بن گئی ماتم کا گھر
ان کے دم سے تھا نظام خانقاہِ بدرِ چشت — سال رحلت ہے ''سراجِ بارگاہِ بدرِ چشت''
۱۴۰۲ھ

شہباز آہ آہ کہ چشم و چراغ شہر — یکتا زعیم قوم و وطن ناگہاں بمرد
سالِ وفات درسنِ ہجری نگاشتم — عاقل، خلیق، حاجی محمد میاں بمرد
۱۴۰۲ھ

اولادِ ذکور میں ایک فرزند اسامہ رضوی ہیں۔ آپ کے تفصیلی حالات کے لئے ملاحظہ ہو ''تذکرہ بدر چشت'' اور درمقصود نمبر ۲۶ مطبوعہ ۱۹۸۲ء مؤلفہ و مرتبہ

Marfat.com

جناب خورشید مصطفیٰ رضوی ۔ نمونہ کلام

نعت

تم پہ قربان مری جان رسولِ عربیؐ
ہادیٔ دین اور ایمان رسولِ عربیؐ

ہے تمنا دلِ بسمل میں بڑی مدت سے
دیکھوں یثرب کا گلستان رسولِ عربیؐ

رتبہ ایسا کہ گئے عرشِ معلیٰ پہ حضورؐ
تم پہؐ نازل ہوا قرآن رسولِ عربیؐ

آستانے پہ محمدؐ کے مری جاں نکلے
ہے یہ انظار کا ارمان رسولِ عربیؐ

☆

قصۂ دردِ الم اُن کو سنا بھی نہ سکوں
داغہائے دلِ رنجور دکھا بھی نہ سکوں

داغِ دل مہر کی صورت ہیں نمایاں ایسے
جو دکھا بھی نہ سکوں اور چھپا بھی نہ سکوں

تیرے کوچہ کا پتہ خاک ملے کا مجھکو
نام لے بھی نہ سکوں نام بتا بھی نہ سکوں

کیوں نہ جل جائیں دل و جاں و جگر اے انظار
طپش رنج والم ہے کہ بجھا بھی نہ سکوں

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

رام چرن لال احمق

رام چرن لال احمق ساکن محلّہ کوٹ، ایک قومی درد رکھنے والے محب وطن تھے کانگریس کمیٹی سے تعلق تھا۔ جنگ آزادی کے سلسلہ میں سرگرم تھے۔ قید و بند کی تکالیف بھی اٹھائیں۔ ۱۹۲۹ء اور ۳۰ء میں دو بار جیل بھی گئے۔ انگریزی اور اردو زبان میں اچھی مہارت رکھتے تھے۔ بڑے با اصول اور صحیح معنیٰ میں محب وطن تھے آخر عمر میں آپ کے عزیز اور دوستوں نے کہا کہ اپنے کا غذات دکھا کر اپنی پینشن مقرر کرالو۔ آپ نے جواب دیا '' میں نے

Marfat.com

تحریک آزادی میں اس لئے حصہ نہیں لیا تھا یا جیل اس لئے نہیں گیا تھا کہ سرکار سے پینشن لوں'' طبعاً ظرافت پسند تھے۔ اولاد میں چارلڑکے ڈاکٹر رگھونندن پرشاد (ہاپوڑ میں وید تھے) ماسٹر ہرسوروپ (میرٹھ میں ٹیچر تھے) شانتی سوروپ سنگھل اور منا تھے۔ اس گھرانے کا کوئی فرد اب امروہہ میں نہیں ہے۔ احمق بھی اپنے بیٹے کے پاس ہاپوڑ چلے گئے تھے۔ وہیں انتقال کیا۔'' در مقصود'' (مطبوعہ ۱۹۷۰ء) میں آپ کے یہ تین شعر درج ہیں۔

نمونہ کلام

بوقتِ امتحاں بیٹھے رہے دبکے ہوئے گھر میں ہلادیں ساری دنیا کو نیا سوداہوا سر میں
گرفتاری ہمارے دوستوں کی اک تماشا ہے پولس پہنچی جواس گھر میں تو جا دبکے وہ اس گھر میں
مجھے افسوس ہے بنتی ہے پبلک کس لئے احمق جو کالے ڈنک ماریں پالے جاتے ہیں وہی گھر میں

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

سراج الحق گلچیں

سراج الحق گلچیں ابن فضل الحق ساکن محلہ گھیر مناف (از اولاد حضرت شاہ عبدالحکیمؒ) امروہہ سے مڈل پاس کر کے لاہور چلے گئے تھے جہاں مولانا دیدار علی شاہ الوری ثم لاہوری سے عربی فارسی درسیات کی تحصیل کی نیز پنجاب یونیورسٹی سے میٹرک اور منشی فاضل کے امتحانات پاس کئے۔ ذی علم اور پابندِ صوم وصلواۃ تھے۔ مولانا دیدار علی سے سلسلہ قادریہ، نقشبندیہ میں بیعت تھے۔ شاعری کا اچھا مذاق رکھتے تھے۔ ابتداً خلیفہ شمس الدین واقی سے اصلاح لی بعد میں ابو اعجاز سیفی سیوہاروی سے تلمذ حاصل کیا۔ حاجی شیداعلی اپنے رسالہ

Marfat.com

منظور احمد افسر امروہوی

Marfat.com

''قطب الاقطاب'' صفحہ ۲۵ پر لکھتے ہیں کہ:

''خوش فکر اور خوش اوقات عالم دین ہیں، شاعری میں بھی ذوق ہے گلچیںؔ تخلص فرماتے ہیں۔''

لاہور میں پوسٹ مین تھے۔ بعد میں لاہور پوسٹ آفس میں کلرک اور آل پاکستان پوسٹل یونین کے جنرل سکریٹری رہے۔ لاہور میں ہی وفات پائی۔ اولاد ذکور میں ایک صاحب زادے ضمیر الحق تھے۔ ایک مختصر مجموعۂ کلام موسوم بہ ''دیوانِ گلچیں'' شائع کیا تھا جس میں کل ۳۶ رغزلیں ایک دعائیہ اور ایک چار بیت نیز چار نظمیں شامل ہیں

نمونہ کلام

انھیں کی شکل پھری بار بار آنکھوں میں — سما گئے وہ شب انتظار آنکھوں میں
ابھی تک کیا کسی کو یاد ہوں میں — دم آخر مجھے کیوں آئی ہچکی
کہہ تو گیا کہ جلوۂ جاناں پسند ہے — گلچیںؔ سنبھال دل کو اٹھتے ہیں وہ نقاب

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

منظور احمد افسرؔ امروہوی

منظور احمد افسرؔ صدیقی ابن شمس الدین ساکن محلہ چلہ ولادت ۹ رستمبر ۱۸۹۶ء م ۱۳۱۴ھ مختلف اساتذہ سے تحصیل علم کی اور تدریس کا پیشہ اختیار کیا ادبی ذوق خداداد پایا تھا۔ اردو فارسی ادبیات پر اچھی نظر تھی۔ شعر گوئی کا ذوق عہد طفولیت ہی سے تھا۔ اردو فارسی دونوں زبانوں میں شعر کہتے تھے اور قادر الکلام شاعر تھے۔ ابتدا أفضل حسین سعیدؔ امروہوی (تلمیذ مہدی حسن ذکیؔ مرادآبادی) اور بعد میں مضطر خیرآبادی سے اصلاح لی۔ ۱۹۲۴ء سے

Marfat.com

۱۹۲۶ء تک شوق قدوائی سے بھی مشورہ سخن کیا۔ ۱۹۲۷ء میں کراچی گئے جہاں ایک مڈل اسکول میں ہیڈ ماسٹر رہے اور ۱۹۵۲ء میں ریٹائرڈ ہوئے۔ ۱۹۶۰ء سے انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی سے تاحیات وابستہ رہے۔ شاعری کے علاوہ آپ نے نثر میں بھی بیش بہا خدمات انجام دیں۔ ہندو پاک کے مختلف ادبی وعلمی رسائل میں آپ کے تحقیقی وعلمی مضامین شائع ہوئے۔ آپ کا پہلا مجموعہ کلام ''برقِ تخیل'' دوسرا ''رباعیات افسر'' ہے یہ دونوں امروہہ کے دورانِ قیام شائع ہو چکے تھے۔ اس کے علاوہ آپ کی تصانیف میں لغت ''ہادی الجمع'' '' تابش خیال'' (شعری مجموعہ) ''شباب تخیل'' (شعری مجموعہ) آٹھ جلدوں میں انجمن ترقی اردو کراچی کے مخطوطات کی فہرست۔ ایک تذکرہ ''تذکرہ عروس الاذکار'' ''بیاض مراثی'' ''مصحفی حیات و کلام'' ''تلامذہ مصحفی'' ''رنگ تغزل'' (غزلیات) نوشتۂ بے مثال'' وغیرہ ہیں۔

۸ فروری ۱۹۸۴ء، ۲۰ ربیع الثانی ۱۴۰۴ھ کو کراچی میں وفات پائی۔ اولاد نرینہ نہیں تھی۔ تلامذہ کی تعداد کثیر تھی۔

نمونہ کلام:-

ہر عروسِ راحت افزائے چمن گل پوش ہست	بادۂ گلگوں بیار ایں وقت نوشا نوش ہست
تا بعید اہلِ دل مشکل مآل آرزو	تربتِ محروم الفت آئینہ بردوش ہست
اللہ اللہ احترام قربتِ کوئے وصال	کارواں آہستہ می آید جرس خاموش ہست
نیست ارباب طلب را دولتِ فرخندگی	وائے برحالیکہ در عالم تمنا کوش ہست
افسر از سعیٔ وفا حاصل شود خارِ الم	نوبہارِ زندگی گویا خزاں بردوش ہست

☆

مرحبا اضطراب شوق وصال	کہ شکستند قید ہائے وجود

Marfat.com

شاد باش اے دل وفا پرور یافتی زندگی غم آلود
چیست ترکیب امتزاج افسرؔ عشق محدود و حسن نا محدود

☆

ظالم نے یہ کہہ کر دلِ افسرؔ کو مٹایا وہ شے نہ رہے جس سے ہوا مکانِ تمنا

☆

شکایت پر خفا کیوں ہو؟ محبت کا تقاضا ہے نہیں ہوتی شکایت تو محبت بھی نہیں ہوتی

☆

ہے بیاں رنج و درد کا افسرؔ اب غزل کیا ہے نوحہ خوانی ہے

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

ڈاکٹر عبدالاحد کوثرؔ القادری

ڈاکٹر عبدالاحد کوثر القادریؒ ابن ڈاکٹر آلِ احمد ساکن شاہ علی سرائے ولادت ۱۷ رشوال ۱۳۴۱ھ م ۱۹۲۳ء بروز اتوار بمقام میرٹھ ہوئی۔ ہومیوپیتھی کے اچھے ڈاکٹر تھے، امروہہ میں عرصہ تک اس فن کے ذریعہ مخلوق خدا کی خدمت کی طبعاً لاابالی قسم کے انسان تھے۔ سیاست میں مصروف رہتے تھے۔ اچھے وجیہہ وشکیل تھے۔ آواز بہت اچھی تھی، آخر میں پاکستان ہجرت کی، زیارت حرمین سے مشرف ہوئے۔ ۱۱ ر ذی الحجہ ۱۴۰۴ھ م ۲۸ راگست ۱۹۸۴ء کو منگل کے دن وفات پائی شعرائے امروہہ میں استادانہ حیثیت کے حامل تھے۔ غزلیات کے علاوہ نعت ومناقب بھی خوب کہتے تھے۔ آپ کا کوئی مجموعہ کلام شائع نہیں ہوا۔ اولاد پاکستان میں آباد ہے۔

Marfat.com

سلطان احمد علامہ شہباز مرحوم احباب کی محفل میں کلام سناتے ہوئے

Marfat.com

نمونہ کلام :-

نعت

جو قسمت سے پہنچوں گا باب حرم تک پکڑ کر کہوں گا میں روضہ کی جالی
کہ اے جگ کے داتا زمانے کے والی مجھے بھیک دو میری جھولی ہے خالی

الٰہی پھر آ جائے لال آمنہ کا پھر اک بار گونجے اذانِ بلالی
پھر اک بار ہو دورِ فاروقِ اعظمؓ پھر اک بار لہرائے پرچم ہلالی

تری اس گدائی کے قربان شاہی امیروں کے سلطاں غریبوں کے والی
کہ مختار کونینؐ اور گھر میں فاقہ شہنشاہِ عالم مگر پیٹ خالی

وہاں کی زمیں رشکِ خلدِ بریں ہے جہاں خامۂ خاص خلوت نشیں ہے
وہاں اے صبا میری جانب سے لے جا سلاموں کے تحفے درودوں کی ڈالی

یہ کون آج کوثر پیامِ بہاراں لئے ساتھ آتا ہے سوئے گلستاں
چٹکتی ہیں صلی علیٰ کہہ کے کلیاں مہکتی ہے مستی میں ہر ڈالی ڈالی

☆

اب اس کا ہے فیصلہ تمہیں پر کہو تم اسکو نظر کا دھوکہ
تمہاری جلوہ نمائی پر ہے طلوع شمس و قمر کا دھوکہ

یہ رنگ دیو کا نگار خانہ نگاہ حسرت نگر کا دھوکہ
ہر اک رنگِ مجاز میں ہے حقیقتِ منتظر کا دھوکہ

نہ پوچھ اے ہم نشیں یہ مجھ سے طلسمِ ہستی کا راز کیا ہے
فروغِ خورشید و ماہ و انجم یہ سب کا سب ہے نظر کا دھوکہ

ابھی تو تاروں میں روشنی ہے ابھی سے کیوں محوِ تیرگی ہے
ابھی تو آغاز شب ہے کوثر ابھی سے پچھلے پہر کا دھوکہ

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

سلطان احمد شہباز صدیقی

سلطان احمد شہباز و مسلم صدیقی ابن ظریف احمد ساکن محلہ چاہ غوری ولادت ۲۳ رجنوری ۱۹۱۰ء میں ہوئی ۔ عربی، فارسی علوم کی تحصیل کے بعد انگریزی تعلیم حاصل کی ۔ ۱۹۲۸ء میں میٹرک پاس کیا، ۱۶ سال تک جگدیش سرن ہندو انٹر کالج امروہہ میں بحیثیت استاد تعلیمی خدمات انجام دیں ۔ ۱۹۴۵ء میں بصارت ظاہری سے محروم ہو جانے کی وجہ سے ہندو کالج کی ملازمت سے دستکش ہو گئے اور آخر عمر تک دارالعلوم چلہ امروہہ میں فارسی

Marfat.com

ادبیات کے استاد رہے۔ فارسی کے مسلم الثبوت استاد تھے بصارت سے معذوری کے باوجود فارسی کتب بلا تکلف پڑھاتے تھے۔ راقم الحروف کو بھی فارسی ادبیات میں آپ سے شرف تلمذ حاصل ہوا ہے۔ یکم جون ۱۹۸۵ء م ۱۲ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ بروز ہفتہ آپ اس دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے۔

شہباز صاحب ایک قادرالکلام شاعر تھے شاعری کی ہر صنف میں آپ نے طبع آزمائی کی اولاً سنجیدہ کلام کہتے تھے بعد میں مزاح کی طرف میلان ہوا۔ سید علی سید امروہوی ثم کراچوی سے ایک گفتگو میں خود فرماتے ہیں:

''دس سال کی عمر میں شعر گوئی کا آغاز کیا، میں ابتداء میں سنجیدہ کلام کہتا تھا لیکن ۱۹۵۵ء میں قیام بمبئی کے دوران سلطان احمد مسلم کی جگہ تخلص شہباز اختیار کیا اور اپنا مخصوص رنگ طنز و مزاح قرار دیا''[1]

شہباز صاحب نعت و منقبت، غزل و نظم نیز طنز و مزاح میں ایک ممتاز و منفرد مقام رکھتے تھے زبان و بیان پر قدرت کے ساتھ فن شاعری پر اچھی نظر رکھتے تھے۔ آپ کی شخصیت اور فن سے متعلق تین کتابیں ''آئینہ شہباز'' (امروہہ)، آئینہ شہباز (پاکستان)، ''شہباز فن اور شخصیت'' مرتبہ ڈاکٹر ضیاء الرحمن صدیقی شائع ہو چکی ہیں۔

نمونہ کلام:-

نعت احمدؐ کے رقم کا مجھے مقدور نہیں — شاہِ لولاک ہیں وہ قیصر و فغفور نہیں
خویش و درویش میں تفریق رکھی جائے روا — محفلِ احمدِ مرسل میں یہ دستور نہیں

---

[1] مجموعہ کلام بعنوان ط ظ صفحہ ۴

Marfat.com

دین احمد کی ہے آئین الٰہی پہ اساس — نہیں دستور وہ ان کا جو بدستور نہیں
ان کے آئین میں محنت نہیں ثروت سے زبوں — دست سرمایہ سے خستہ سر مزدور نہیں
ذوق دیدار میں ان کے ہے مجھے شوق بہشت — میرا مقصود کبھی دید رُخ حور نہیں
ہر سوالی کے لئے ہاں ہے وہاں اے شہباز — درِ احمدؐ پہ نہیں کہنے کا دستور نہیں

☆

اے رسول ہاشمیؐ اے رحمت للعٰلمینؐ — تیری ذات قدسیہ خیر البشر ہے بالیقیں
تیرا ہمسر کوئی بھی ابنائے آدم میں نہیں — واقعی تو ہے ابوالآباء کا فرزند مہیں
بعد تیرے اس جہاں میں کوئی پیغمبر نہیں — تو ہے گلزار رسالت کی بہار آخریں
عالم ارواح میں تجھ سے کوئی سابق نہیں — تو ریاض کن فکاں کا ہے نہال اولیں
تیری ہستی موجب تکوین آثار زماں — ذات تیری باعث تحقیق افلاک وزمیں
تیری صورت خامۂ قدرت کا نقش لاعدیل — احسن تقویم کی تفسیر بے مثل وحسیں
ہر کثافت سے منزّہ ہے ترا جسم لطیف — ہے مخمّر نور سے تیرا خمیر مشک طین
تو ہے وہ نجم الہدیٰ بدر الدجیٰ، شمس الضحیٰ — جس کی ضو سے مطلع انوار ہے روئے زمیں
تو ہے خیر الوریٰ، تاج السما، صدر العلاء — جس کا نقش پا ہے اکلیل سر عرش بریں
تیرا قلب پاک ہے آئینہ اسرار حق — مطلع انوار یزداں ہے تری لوح جبیں
تو ہے ایوان نبوت میں زعیم الانبیاء — تو ہے میدان قیامت میں شفیع المذنبینؐ
سائل دربار تیرے مالک طبل وعلم — غاشیہ بردار تیرے صاحب تاج ونگیں
خاک تیرے آستاں کی کحل مازاغ البصر — جالیاں روضہ کی تیرے دیدہ حوران عیں

(محفل نعت صفحہ ۲۱ ۱۹۹۷ء)

☆

بندھی ہے دشت پیمائی کچھ ایسی دامن دل سے — کہ منزل پر پہنچ کر بھی پلٹ آتا ہوں منزل سے
ذرا سنبھلے ہوئے اے ہچکیوں کیا قہر کرتی ہو — وہ چونک اٹھیں گے آواز شکستہ شیشۂ دل سے

Marfat.com

ترا ثابت قدم رہنا ہے شرط اے ڈھونڈنے والے
نشاں مل جائے گا تجھکو اسی کھوئے ہوئے دل سے
بڑا دشوار تھا منزل کا طے کرنا مگر اے دل
عدم آباد کا رستہ کٹا شمشیر قاتل سے
نہ چمکے آسمان شاعری پر کس لئے مسلم
تلمذ ہے اسے میر افق استاد کامل سے

طنز و مزاح

شہبازؔ کسی رتبۂ عالی پہ ہو فائز
ورنہ یہ ترا معجزۂ فکر و نظر کیا
افلاس میں چھپ جاتے ہیں فنکار کے جوہر
جو دولت قاروں نہیں رکھتا وہ ہنر کیا

☆

خاک اردو کی اڑانے کے لئے
قلب صحرا میں بگولہ اور ہے
ہو چکیں غالبؔ بلائیں سب تمام
یہ لسانی نار مولہ اور ہے

☆

منڈی بھی عجیب جائے فانی دیکھی
ہر جنس یہاں کی آنی جانی دیکھی
جو جا کے نہیں آئے وہ مندا دیکھا
جو آکے نہ جائے وہ گرانی دیکھی

☆

بیمار اک پڑا تھا در اسپتال پر
معلوم ہو رہا تھا کوئی غوث یا رشی
پوچھا جو میں نے آپ کو لاحق ہے کیا مرض
آنکھوں میں اشک بھر کے کہا بے سفارشی

☆

احباب کو یہ غم ہے کہ سرقہ کے جرم میں
مجھ جیسے پارسا کو حوالات ہو گئی
لیکن میں شادماں ہوں کہ شہبازؔ مفت میں
معلوم مجھ کو چوری کی ہر گھات ہو گئی
یعنی وہاں پہنچ کے بہ فیضان کوتوال
کچھ اہل فن سے میری ملاقات ہو گئی

☆

میں بے گناہ پہنچا جو تھانے میں ہو کے قید
ہر شے جو میرے پاس تھی پر ہول بن گئی
شہبازؔ حد تو یہ ہے کہ ٹوٹی سی ایک ٹارچ
جھولے سے میرے نکلی تو پستول بن گئی

☆

مرد مومن جو کبھی توحید کا فرزند تھا
پنجۂ اوہام میں ہے آج اک صید زبوں

Marfat.com

ذکر و فکر و شغل و ورد و عشق و طاعت کے بجائے ٹوٹکا ، ٹونا ، چڑھاوا ، زائچہ ، فال و شگوں

☆

عید کی ہو مجھے مسرت کیا جب میسر کسی کی دید نہیں

ہے اگر سب کے گھر میں عید تو ہو میرے گھر میں تو میری عید نہیں

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

حکیم محمد احمد آثر عباسی

حکیم محمد احمد آثر عباسی ابن حکیم محمد اسماعیل ساکن محلّہ چلہ ، پیدائش تقریباً ۱۹۲۱ء ، امروہہ کے نامور ، ذی علم اور حاذق اطباء میں سے تھے ۔ عربی ، فارسی ادبیات اور تکلم پر کامل دسترس تھی مولانا انوار الحق صدیقیؒ ساکن محلّہ چلہ ، مولانا عبدالودود صدیقیؒ اور مولانا عبدالشکور فاروقی لکھنوی سے شرف تلمذ حاصل تھا ۔ طب کی تمام و کمال تعلیم اپنے والد سے حاصل کی تھی ۔ الہ آباد بورڈ سے فاضل طب کی سند حاصل کی ۔ بیس سال کی عمر سے مطب شروع کیا اور اپنی خداداد صلاحیتوں سے اس فن میں کمال پیدا کیا ۔ اکثر ذی علم اطباء ان کی حذاقت اور طبی صلاحیتوں کو مانتے تھے ۔

مطب کے ساتھ درس و تدریس سے بھی شغف تھا اکثر تشنگانِ علم طب کو فیض یاب کیا طب کی منتہی کتابیں بلا تکلف پڑھاتے تھے ۔ شعر گوئی میں بھی اچھا دخل رکھتے تھے کلام میں استادانہ رنگ نمایاں ہے ۔ غزلیات کا ایک مختصر مجموعہ ''روداد شوق'' کے عنوان سے شائع ہوا تھا ۔ ۲۳ رجولائی ۱۹۸۶ء بروز جمعرات وفات پائی ۔ صاحبزادگان میں چار فرزند حکیم حامد سعید

Marfat.com

(بی ۔ آئی ۔ ایم ۔ ایس ہمدرد طبیہ کالج ، دہلی) ، احمد سعید ، محمد سعید اور عمر سعید ہیں ۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہوں :

دنیائے تصور کی اللہ رے رعنائی ہنگامہ کا ہنگامہ تنہائی کی تنہائی
آواز سلاسل سے مانوس نہ ہو جاؤں یہ سوچ کے ظالم نے زنجیر نہ پہنائی

☆

ہم کو گزارنا پڑی ایسی سیاہ رات بھی شمع ہوا سے بجھ گئی چاند بھی گھر سے دور تھا
اس درد و غم کی کلفت پیہم کے ماسوا سنتے ہیں زندگی کا کوئی نام اور ہے

☆

تمہارے وعدۂ فردا کو ہم تو سچ سمجھتے ہیں زمانے کا گماں یہ ہے کہ تم نے بات ٹالی ہے

☆

ذوق طلب کو آبلہ پائی کا ڈر نہیں منزل ہے دو قدم جو ارادہ جواں رہے
اپنے عارض سے ہٹاؤ نہ ابھی تم گیسو ایک مرکز پہ بہم شام و سحر دیکھ تو لوں
میں بھی کرلوں گا آخر بادہ کشی سے توبہ پہلے بدلی ہوئی ساقی کی نظر دیکھ تو لوں

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

بابو پیارے لال پیارےؔ

بابو پیارے لال پیارےؔ مہیشوری خلف شری خیراتی لال پیدائش ۶ رنومبر ۱۹۰۹ء ساکن محلہ شاہ علی سرائے ، امروہہ کے معروف وکلا ، میں سے تھے ۔ آپ کے بڑے بھائی شری نانک چند امروہہ میونسپل بورڈ کے چیر مین رہے تھے ۔ محمود احمد عباسی کا بیان ہے کہ :

''لالہ نانک چند میونسپل کمشنران میں نامور ہیں'' [1]

---

[1] تاریخ امروہہ

Marfat.com

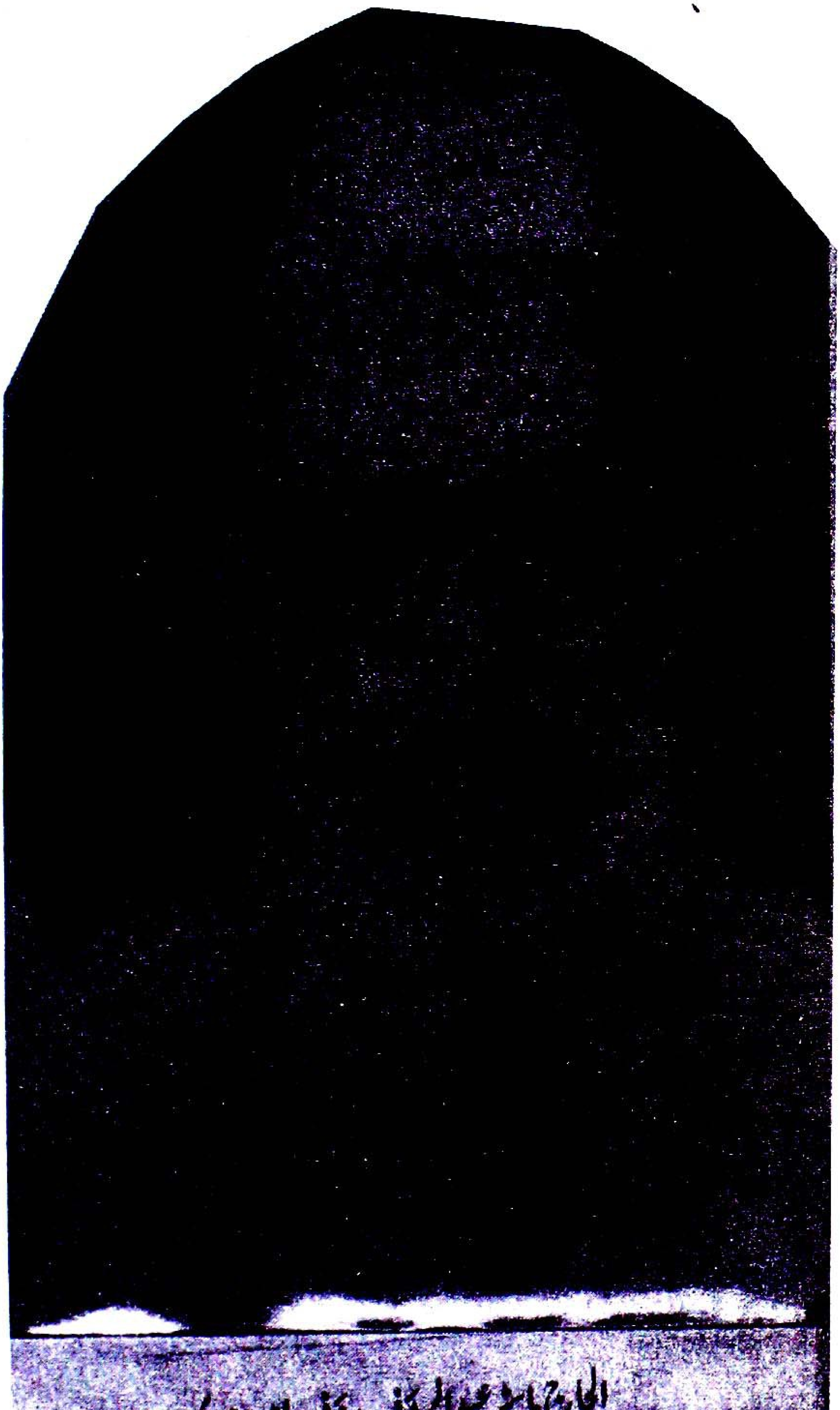

الحاج ماسٹر عبدالرؤف روف امروہوی

Marfat.com

بابو پیارے لال پیارےؔ اچھا ادبی ذوق رکھتے تھے۔ امروہہ کے اکثر ادبی پروگراموں میں شریک ہوتے اور کلام پڑھتے تھے۔ شاعری میں منشی عبدالرحمٰن خاں رازؔ امروہوی کے شاگرد تھے۔ ۲۲ نومبر ۱۹۸۶ء میں انتقال کیا۔ آپ کا کلام ضائع ہوگیا ''درِ مقصود'' میں کچھ کلام محفوظ ہے۔ اولاد میں ایک فرزند سبھاش چند مہیشوری ہیں جن کے بیٹے راہل ہیں۔

نمونہ کلام:-

میں شیدا ہوں تمہارا بدر چشتیؒ ‏ دکھا دو روئے زیبا بدر چشتیؒ
ہجوم اہل دل رہتا ہے جس پر ‏ وہ روضہ ہے تمہارا بدر چشتیؒ
غم ایام سے تنگ آگیا ہوں ‏ ادھر بھی اک اشارا بدر چشتیؒ
بتاؤ اب کہاں جائے یہ پیارےؔ ‏ نہیں کوئی سہارا بدر چشتیؒ [1]

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

ماسٹر عبدالروف روفؔ

الحاج حافظ ماسٹر عبدالروف روفؔ ابن مرزا شفیع اللہ بیگ ساکن محلہ صدو، ولادت ۱۸۹۴ء۔ آپ کے اجداد میں مولوی مکھو نامور علماء اور صلحاء وقت میں سے تھے مولوی آل حسن بخشیؒ لکھتے ہیں۔

''مولوی مکھو کہ از علمائے روزگار و صلحائے نامدار بودہ'' [2]

مولوی مکھو بیگ کے دو صاحبزادے مولوی حکیم عظیم اللہ و مولوی رحیم اللہ تھے۔ عظیم اللہ صاحب ذی استعداد عالم اور حاذق طبیب تھے ان کے

---

[1] درِ مقصود شمارہ ۲۵ ۱۹۴۲ء/ ذی الحجہ ۱۳۶۰ھ [2] نخبۃ التواریخ

Marfat.com

بارے میں صاحب نخبہ کا بیان ہے کہ؛

''مولوی عظیم اللہ بیگ بن مولوی مکھو در فن تشریح ابدان و معالجہ جراحات یگانۂ روزگار بود و مرتبہ عظیم یافت و طبیبے بود نیک تشخیص و بے طمع و عالی طبع''[۱]

یعنی مولوی عظیم اللہ بیگ بن مولوی مکھو تشریح ابدان اور سرجری میں یگانہ روزگار تھے اور (اس میں) بڑا مرتبہ پایا۔ اچھی تشخیص تھی بی طمع اور عالی طبع طبیب تھے۔ انھیں کے نبیرہ گان میں مرزا عبدالروف صاحب امروہہ کے نامور شعراء میں سے تھے۔ حفظِ قرآن اور تعلیم سے فراغت کے بعد امام المدارس امروہہ میں ۱۹۲۰ء سے ملازمت کا آغاز کیا اور ۱۹۵۹ء رٹائر ہوئے۔

ذوق شعری عہد طفولیت ہی سے تھا نعت و منقبت اور غزل کے اچھے شاعر تھے نعت گوئی میں بڑا کمال رکھتے تھے پروفیسر نثار احمد فاروقی ان کی شاعری پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

''انھیں شعر گوئی کا ذوق بھی خداداد ملا تھا مگر ایام جوانی میں بھی اسے عشقیہ جذبات اور گل و بلبل کے فرسودہ مضامین تک محدود نہ رکھا بلکہ اپنے بے پناہ جذبۂ محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اظہار کا وسیلہ بنالیا، غزلیں کبھی کبھار فرمایشی کہہ لیا کرتے تھے ورنہ ان کا اصلی ذوق نعت و منقبت ہی کا تھا اور وہیں ان کے جوہر کھلتے تھے ان کی

---

[۱] نخبۃ التواریخ مولفہ مولانا آلِ حسن نخشیؒ صفحہ ۱۰۳

Marfat.com

عاشقانہ شاعری بھی کم ارزنہیں ہے'' [1]

شاعری میں حبیب احمد افق کاظمی سے تلمذ تھا آخیر عمر میں غزل گوئی یکسر ترک کردی تھی۔ نعت ومناقب اور غزلیات کے تین مجموعہ ہائے کلام حسب ذیل عنوانات سے شائع ہوئے (۱) لخلخۂ محامد (مطبوعہ ۱۹۳۹ء) (۲) گلرنگ تخیل (مطبوعہ ۱۹۴۰ء) (۳) کوثر رحمت (مطبوعہ ۱۹۷۶ء (اشاعت دوم) نیز ایک کتاب نثر میں ''اپنی زباں سے میں'' خودنوشت سوانح ہے۔ تقریباً ۹۲ سال کی طویل عمر پاکر ۱۶ر دسمبر ۱۹۸۶ء میں وفات پائی۔

نمونہ کلام:-

نعت

تم انیس بے کس و بے نوا، میں اسیر دام بلا نبیؐ
ذرا سن لو میری بھی التجا، ہوں تمہارے در کا گدا نبیؐ

میرے پاس کوئی عمل نہیں، کسی معصیت کا بدل نہیں
فقط اپنے لطف سے کیجئے مرے درد دل کی دوا نبیؐ

اگر آپ سے نہ کروں بیاں، تو سناؤں کس کو یہ داستاں
سر حشر آپ کی ذات ہی، ہے شفیع روز جزا نبیؐ

میرے سر پے بار گناہ ہے، میں ضعیف دور کی راہ ہے
ذرا دست لطف بڑھایئے، میں گرا نبیؐ میں گرا نبیؐ

میری عمر ختم ہوئی مگر، شب ہجر کی نہ ہوئی سحر
کبھی ہو کے سامنے جلوہ گر، مرا حال دل نہ سنا نبیؐ

کسی دن جواب سلام سے، کسی روز لطف کلام سے
کبھی اپنے وصل کے جام سے، مجھے شاد کیجئے یا نبیؐ

سوئے طیبہ ہو جو گذر صبا، تو ادب سے کرنا یہ التجا
کہ رؤف ہجر میں مر مٹا ہو نگاہ لطف ذرا نبیؐ

☆

جو پوچھا دل میں الفت کیوں مری جان جہاں رکھدی
تو بولے یہ پریشانی جہاں کی تھی وہاں رکھدی

غضب ہے مجھ سے دل سی چیز لیکر آپ کھو بیٹھے
کدھر رکھدی خدا جانے کدھر رکھدی کہاں رکھدی

جبین شوق کے سجدے وہیں ہونے لگے لاکھوں
ذرا سی خاک ان کے آستانے کی جہاں رکھدی

---

[1] انوار رؤف مرتبہ ساجد امروہوی صفحہ ۶/۷

مرے مکتوب کے ہوں کاش ایسے بولتے فقرے　　یہ ظاہر ہو کہ گویا کاٹ کر میں نے زباں رکھدی
کسی بیمار کو تسکین کسی بیمار کو صحت　　مریض ہجر کے حصہ میں مرگ ناگہاں رکھدی
نکالی جان کس انداز سے قاتل نے رک رک کر　　جہاں دل میں تڑپ دیکھی وہیں نوک سناں رکھدی
یہ تو نے کیا غضب ڈھایا برا ہو باغباں تیرا　　قفس کے سامنے ہی لا کے خاک آشیاں رکھدی
رؤف اس فتنہ گر کے عشق میں کیا حال کر ڈالا　　ملا کر خاک میں عزت نصیب دشمناں رکھدی [1]

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

قائم رضا نسیم نقوی

مولوی قائم رضا قائم و نسیم امروہوی ابن بر جیس حسن بر جیس ابن مولوی جواد حسن شمیم ساکن محلہ دانشمندان (از اولاد سید اشرف" دانشمند) ولادت ۲۷ رجب ۱۳۲۶ھ م ۲۴ اگست ۱۹۰۸ء میں ہوئی، الہ آباد بورڈ سے منشی/منشی کامل/مولوی (۱۹۲۳ء) عالم (۱۹۲۶ء) فاضل ادب، فاضل فقہ نیز نور الافاضل (درس نظامی) وغیرہ کی اسناد حاصل کیں۔

تعلیم سے فراغت کے بعد درس تدریس کا شغل اختیار کیا امروہہ میرٹھ، لکھنو، رامپور، خیر پور (سندھ) کراچی وغیرہ میں بحیثیت مدرس تدریسی خدمات انجام دیں۔ نسیم امروہوی نے نظم و نثر دونوں میدانوں میں نمایاں کام کیئے وہ جہاں ایک قادر الکلام شاعر تھے وہیں انھوں نے نثر میں بھی اچھا کام کیا لغت نویسی کے میدان میں انکا ایک یادگار کارنامہ ''نسیم اللغات'' ہے۔ خیر پور سندھ (پاکستان) سے ایک سہ روزہ اخبار بھی جاری کیا تھا جو اردو اور

---

۱ حیات حاذق صفحہ ۲۳ مرتبہ حکیم محمد مشکور علی خاں واثق امروہوی

Marfat.com

سندھی دونوں زبانوں میں تھا یہ اخبار ۱۹۵۱ء سے ۱۹۶۱ء تک نکلا۔

۱۵ رمئی ۱۹۵۰ء میں پاکستان ہجرت کی اور وہیں ۲۸ رفروری ۱۹۸۷ء م ۲۸ جمادی الاخر ۱۴۰۷ھ کو سفر آخرت اختیار کیا۔

نسیم ایک بہترین مرثیہ گو تھے ان کے مراثی میں اصلاح معاشرہ اور قومی درد کا پہلو بہت نمایاں رہتا تھا، مسلمانوں میں رائج غلط رسم و رواج کے وہ سخت خلاف تھے ان کے مختلف مراثی سے چند بند بطور نمونہ کلام ملاحظہ ہوں۔

☆ رسوم باطلہ کی مذمت میں کہتے ہیں:

وہ ذی خرد جو دکھاتے ہیں راہ آزادی خلاف عقل ہوئے ہیں رسوم کے عادی
رچاتے ہیں کسی دل بند کی اگر شادی تو گھر لٹاتے ہیں بروقت خانہ بربادی
ادا رسوم جہالت تمام کرتے ہیں
خدا کے حکم میں شامل حرام کرتے ہیں

☆

اگر ہے بیاہ پسر کا بہ فضل ربانی ضیافتوں میں یہ کرتے ہیں اپنی قربانی
خوشی کے جوش میں ہوتی ہے ایسی مہمانی کہ جس کے بعد نہ کنبے کو مل سکے پانی
تباہ ہو کے بھی برباد کن عمل نہ گئے
اگرچہ جل گئی رسی تمام بل نہ گئے

نسیم امروہی اخلاق سوز شاعری کی سخت مخالفت کرتے تھے ایک جگہ کہتے ہیں:

کہے وہ شعر مٹی جن سے شان خودداری رواج پا گئے افعال ذلت و خواری
وہ بزم یار وہ غیروں کی گرم بازاری وہ بسملوں کا تڑپنا وہ گریہ وزاری

Marfat.com

گلی میں اس کی ہوں رسوا یہ کام ہے اپنا
یہی غزل ہے تو اس کو سلام ہے اپنا

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

مٹھن لال وفا

ماسٹر مٹھن لال وفا ولد منشی شادی لال سکسینہ ساکن محلہ منڈی چوب۔ پیدائش ۱۹۱۳ء میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم سید المدارس شفاعت پوتہ میں حاصل کی بعد میں گورنمنٹ انٹر کالج سے انٹر پاس کیا نگر پالیکا امروہہ کے اسکول میں ٹیچر تھے۔ شعر گوئی اور نثر نگاری کا شوق بچپن سے تھا امروہہ کے ذی علم، قادر الکلام شعرا میں سے تھے۔ اردو، فارسی دونوں زبانوں پر اچھی مہارت تھی۔ نثر میں دو ناول ''روح وفا'' اور ''جنیک کارک'' لکھے ایک کتاب مختلف مضامین پر مشتمل ''خزینہ مضامین'' بھی آپ سے یادگار ہے۔ اردو ادب اور اسلامیات کا اچھا مطالعہ تھا، بہت سے ادبی رسائل میں آپ کا کلام شائع ہوا ہے۔ غزل، نعت و مناقب کے علاوہ قصائد بھی لکھے۔ حمد و نعت اور مناقب پر مشتمل ایک کتابچہ ''ارمغانِ وفا'' کے نام سے شائع ہوا تھا۔ شاعری میں مولوی نسیم حسن ہلال کے شاگرد تھے۔ ۲۵ر نومبر ۱۹۸۷ء میں وفات پائی۔

نمونہ کلام :-

حمد باری تعالیٰ

تری شان رحمت جو ہم دیکھتے ہیں — اے بندۂ حرص کم دیکھتے ہیں
بھلا عاصیوں کو ہو کیوں فکر عصیاں — کہ وہ تیرا لطف و کرم دیکھتے ہیں

Marfat.com

ترے وحشیوں کی نظر اللہ اللہ اشاروں میں ناز ونعم دیکھتے ہیں
ہے فانی جہاں اور تجھکو بقا ہے یہاں ہم حدوث و قدم دیکھتے ہیں
ہر ایک چیز سے تیری قدرت عیاں ہے ہر اک شی میں تیرا بھرم دیکھتے ہیں
بباطن تری جلوہ آرائیاں ہیں بظاہر وجود صنم دیکھتے ہیں
بصیرت سے اہل بصیرت جہاں میں خدا کو خدا کی قسم دیکھتے ہیں
تجھے دیکھنے کی کہاں استطاعت یہ کیسے کہیں تجھکو ہم دیکھتے ہیں
وجود خدا کا تصور بنا کر غلط فلسفی کیف وکم دیکھتے ہیں
جو بندے ہیں تیرے تری ہر ادا پر ہر اک جادہ باغ ارم دیکھتے ہیں
برائے جہاں بن گئے رہنما وہ تمہارا جو نقش قدم دیکھتے ہیں
جہاں تو ملے اپنا معبد وہی ہے کلیسا نہ دیر و حرم دیکھتے ہیں

پہنچ جائیں جس کے ذریعے سے تجھ تک
وفاؔ ہم تو ایسا دھرم دیکھتے ہیں

(ارمغان وفا صفحہ ۸)

اک دشت ہو ہے آج گلستاں ترے بغیر ہر ذرہ جہاں ہے پریشاں ترے بغیر
پابندئ معاش سے حاصل نہیں سکوں ہندو ہے چین سے نہ مسلماں ترے بغیر
آنے کو تو چمن میں بہار آ گئی مگر مثل خزاں ہے فصل بہاراں ترے بغیر
کس طرح چین آئے دمِ ہجر میں وفاؔ میں کیا کہ اک جہاں ہے پریشاں ترے بغیر

☆

ہوں مریض عشق خود اپنی دوا رکھتا ہوں میں اپنے سینہ میں دل درد آ رکھتا ہوں میں
دل کہ مسکن ہے کسی محبوب عشوہ ساز کا وائے قسمت اس کو بھی وقف بلا رکھتا ہوں میں
گو کہ ہے منجدھار میں اس کی نہیں پرواہ مجھے اپنی کشتی بے نیاز نا خدا رکھتا ہوں میں

Marfat.com

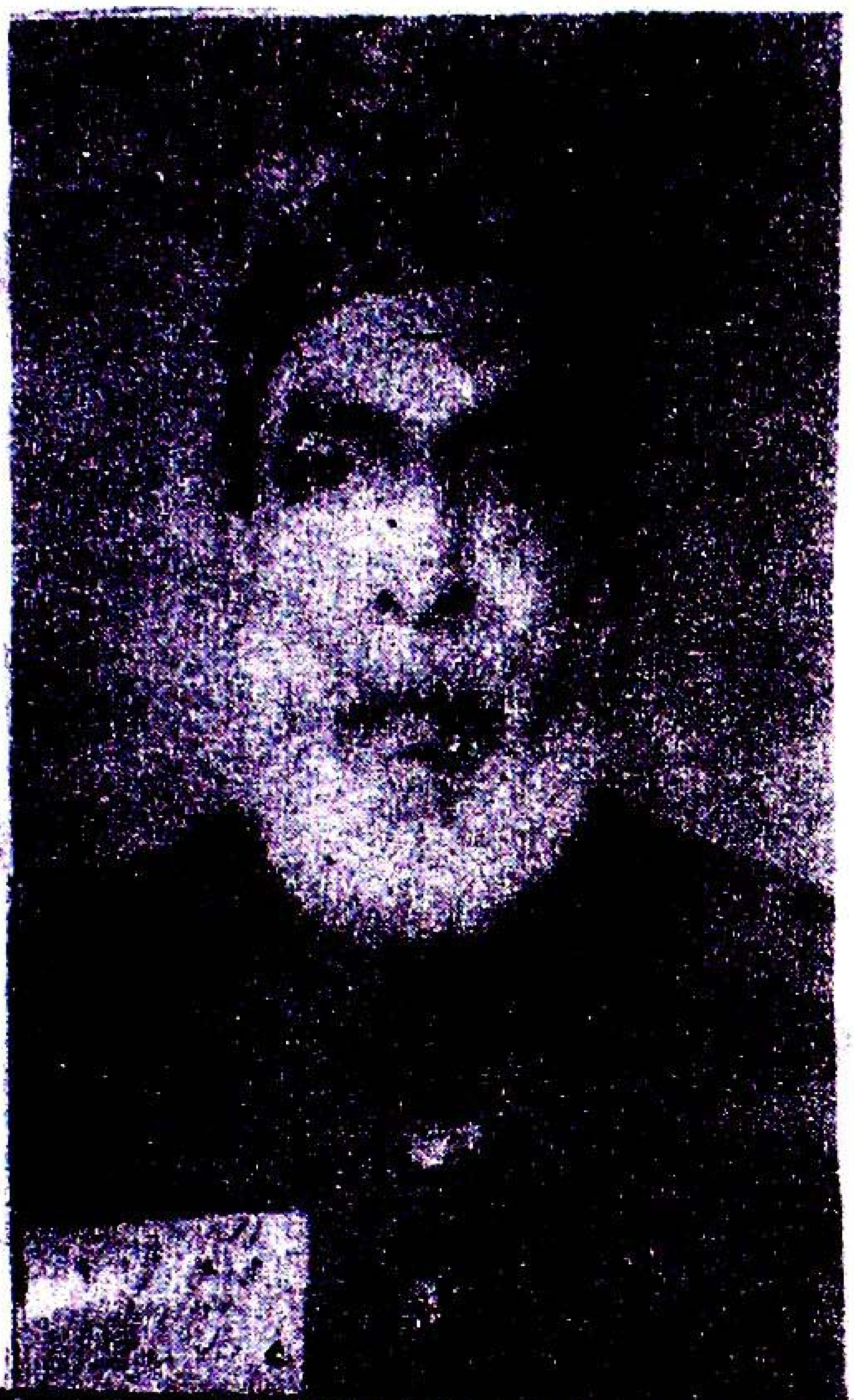

سید گل حسن رضوی

ڈاکٹر محمد شفاعت فہیم، مولانا عبادت کلیم مرحوم، مولانا ضیاء نجمی

Marfat.com

پوچھتے کیا ہو وفا سے منزل تسلیم کو　　میں مجسم ہوں وفا! بوئے وفا رکھتا ہوں میں

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

عبدالسلام گل حسن رضوی

عبد السلام گل حسن رضوی ابن عبد المجید بن عبد الرزاق (از اولاد حضرت شاہ ابن بدر چشتؒ) ولادت ۱۳۲۸ھ م ۱۹۰۹ء میں ہوئی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد عرصہ تک ریاست سروہی (راجستھان) میں سپریٹینڈنٹ پولیس رہے مہاراجہ سروہی کی جانب سے نمایاں خدمات پر ۱۹۳۹ء میں گولڈ میڈل حاصل کیا۔

۱۹۸۲ء میں کراچی چلے گئے جہاں اصلاحی اور رفاعی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ۱۹۴۹ء سے ۱۹۸۲ء تک درمقصود کراچی کی ادارتی خدمات انجام دیں۔ صوفیانہ مزاج رکھتے تھے مطالعہ بڑا وسیع تھا۔ شاعرانہ ذوق خداداد تھا۔ حمد و نعت اور منقبت کے قادرالکلام شاعر تھے آپ کی نعتیں عشق رسول اکرمؐ کی جیتی جاگتی تصویریں ہیں وَ پہلے گلشن پھر ''گل حسن'' تخلص اختیار کیا۔ آپ کا اکثر کلام ''درمقصود امروہہ'' اور ''درمقصود کراچی'' میں شائع ہوا ہے تاریخ گوئی میں بھی خاص ملکہ حاصل تھا۔ ۲۲ رفروری ۱۹۸۹ء م ۱۵ اررجب ۱۴۰۹ھ کو وفات پائی۔ اولاد ذکور میں گلزار حسن، ایوب حسن اقبال حسن، اظہار حسن ہیں۔

Marfat.com

نمونہ کلام:۔

حمد باری تعالیٰ

مالک کونین ہے تو اے خدا | بس تو ہی ہے لائق حمد و ثناء
نور تیرا زینت عرش علیٰ | فرش پر بھی جلوہ فرما جا بجا
غنچہ و گل میں تری رعنائیاں | طائروں میں نغمہ زن تیری صدا
زاہدوں کو بخش کر ذوق سجود | سرّ وحدت سے کیا ہے آشنا
صوفیوں کو بھی شعور معرفت | تو نے بخشا اے کریم اے کبریا
اپنے ہر بندے کو یہ توفیق دے | بندگی کرتا رہے صبح و مسا
گل حسنؔ کا دامن امید بھر | ہے تری درگاہ میں یہ التجا

نعت شریف

حسن سراپا حسن مجسم صلی اللہ علیہ وسلم | رُخ سے ترے پرنور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم
آپ کے در سے کوئی سوالی کب لوٹا ہے دامن خالی | اے کونین کے محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم
گل حسنؔ آیا در پہ تمہارے بیس نوائے گود پیارے | اس پہ نگاہ لطف کوئی دم صلی اللہ علیہ وسلم

☆

سر محشر ہے دیکھو رنگ پر نسبت محمدؐ کی | ہمارے سر پہ ہے سایہ فگن رحمت محمدؐ کی
ہمیں اک شیفتہ کیا ہیں نبیؐ کی ذات اقدس پر | خدائے لم یزل کو خود بھی ہے چاہت محمدؐ کی
تجھے اے گل حسنؔ حاصل ہے نسبت بدر چشتیؒ سے | یہ صدقہ ہے محمدؐ کا یہ ہے رحمت محمدؐ کی

منقبت درشان حضرت فریدالدین مسعود شکر گنجؒ

اللہ اللہ یہ ہے اوج و رفعت بابا فریدؒ | معرفت میں ہے فزوں تر شہرتِ بابا فریدؒ
آپ محبوب الٰہی کے بھی جب محبوب ہیں | کیوں نہ ہو ہر قلب میں پھر الفت بابا فریدؒ
شہ علاء الدین زندہ پیرؒ کے فیضان سے | بدر چشتیؒ کو ملی ہے دولتِ بابا فریدؒ
گل حسنؔ تو بھی گل گلزار بدر چشتؒ ہے | کیوں نہ ہو تجھ پر نگاہ رحمتِ بابا فریدؒ

÷÷÷÷÷÷÷÷÷

Marfat.com

عبدالقیوم شاؔد صدیقی

عبدالقیوم شاؔد صدیقی ابن عبدالکریم ابن احمد علی ساکن محلّہ کٹکوئی۔ کوئی خاص پڑھے لکھے شخص نہیں تھے مگر شعر اچھا کہتے تھے پہلے مولوی علی بہادر خاں علیؔ اور بعد میں مولوی حبیب احمد اقؔق کاظمی کے شاگرد رہے۔ پروفیسر خورشید خاور، نزیل پاکستان کی روایت کے مطابق

''آخیر عمر میں دوائیں بنا کر فروخت کرتے تھے جن میں مچھر بھاگ تیل وغیرہ شامل ہیں''

نمونہ کلام:-

مٹایا کفر کو دنیا سے تم نے شاہ دیں ہو کر
بھلایا حسن یوسف کو دلوں سے مہ جبیں ہو کر

نہ اتراؤ نہ اتراؤ بتو اس حسن و خوبی پر
کہ ہو گے ایک دن پامال پیوند زمیں ہو کر

تمہیں دلبر سمجھ کر خانۂ دل میں بیٹھایا تھا
نہ تھا معلوم گھر پھونکو گے تم خانہ نشیں ہو کر

سوال وصل کا اچھا جواب اس نے دیا ہمدم
لگا دی مہر خاموشی لبوں پر خشمگیں ہو کر

جنھیں اپنا سمجھکر ہم نے پہلو میں جگہ دی تھی
وہی ڈسنے کو ہیں تیار مار آستیں ہو کر

عذاب قبر و دوزخ سے نہ ڈرائے شاؔد تو ہرگز
بچالیں گے رسول اللہؐ شفیع المذنبیں ہو کر[1]

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

[1] معراج الکلام صفحہ ۱۱ ماہ ستمبر ۱۹۲۴ء

Marfat.com

محمد اشفاق گوہرؔ

محمد اشفاق احمد گوہرؔ ابن اشتیاق احمد ساکن محلّہ نیاریان ۔ ولادت ۲۰ رفروری ۱۹۴۶ء میں ہوئی امروہہ کے مختلف اسکولوں میں تعلیم حاصل کی اور مختلف شعبوں میں ملازم رہے ۔ لیکن شاعری سے بے انتہا شغف اور مے نوشی کے سبب کہیں جم کر کام نہیں کیا ۔ ورثہ میں بڑی جائداد پائی تھی وہ بھی سب اپنے شوق کی نذر کر دی ۔ بڑے زودگو شاعر تھے اور شاعری کی ہر صنف میں خوب خوب طبع آزمائی کی آپ کا کلام تقریباً ۱۹ بیاضوں میں سن وار محفوظ ہے جو راقم الحروف کی نظر سے بھی گذرا ہے ۔ جس میں حمد و نعت کے علاوہ غزل ، نظم رباعیات وقطعات خمسے ، مسدّس سہرے ، رخصتی ، گیت ، منظوم پہیلیاں وغیرہ سبھی کچھ شامل ہیں ۔

نمونہ کلام :-

حسرت انتظار سونے دے — چھوڑ اے یادِ یار ، سونے دے
کیوں الجھتی ہے گردش دوراں — چھیڑ مت بار بار سونے دے
اے خوشی چھوڑ میرے دامن کو — زیست ہے مجھ پہ بار سونے دے

☆

اللہ رے یہ ان کے تصور کی وسعتیں — لاکھوں خیال خواب بنے اور بکھر گئے
الگ یہ بات سمجھتا ہوں بے وفا تم کو — مگر کسی سے بھی اس بات کو کہا تو نہیں
آپ فرمائیں گے تو پی لیں گے — زہر ہم نے کبھی پیا تو نہیں

÷÷÷÷÷÷÷÷

Marfat.com

محمد مہدی رئیس امروہوی

محمد مہدی رئیس امرہوی ابن شفیق حسن شفیق و اختر ساکن محلہ لکڑہ (از اولاد حضرت شاہ ولایتؒ) پیدائش ۱۲ ر ستمبر ۱۹۱۴ء م ۲۱ شوال ۱۳۳۲ھ میں ہوئی تعلیم و تربیت اپنے والد اور دادا کے زیر نگرانی حاصل کی مراد آباد میں رسالہ ''جدت''، ''مسافر'' اور دہلی میں ایک ہفتہ وار اخبار ''کہکشاں'' کے ایڈیٹر رہے تقسیم ملک کے ساتھ ہی ۱۹۴۷ء میں پاکستان ہجرت کی جہاں ایک ممتاز صحافی اور شاعر کی حیثیت سے مشہور و معروف ہوئے۔ پاکستان سے بھی ایک ادبی رسالہ ''شیراز'' نکالا تھا۔ ہند و پاک کے بڑے شعراء میں سے تھے۔ روز نامہ ''جنگ'' کراچی میں حالات حاضرہ پر بلا ناغہ آپ کا ایک قطعہ آتا تھا بڑے زود گو اور اردو، فارسی کے قادر الکلام شاعر تھے۔ نعت و منقبت، مرثیہ، سلام، نوحہ، قصیدہ، رباعی، غزل اور قطعہ ہر صنف سخن میں کلام موجود ہے۔ نثر میں بھی کئی کتابیں تالیف کیں۔ کچھ تصانیف کے نام حسب ذیل ہیں۔

(۱) الف (۲) پس غبار (۳) حکایت نے (۴) ملبوس بہار (مجموعہ ہائے غزل) (۵) انا من الحسین (۶) حسین اور حسینیت (مراثی) (۷) قطعات رئیس (دو جلدوں میں) (۸) لے سانس بھی آہستہ (قطعات دو جلدیں) (۹) اچھے مرزا (۱۰) طنزیہ و مزاحیہ خاکے (۱۱) جنسیات (۴ جلدوں میں) وغیرہ۔

۲۲ ر ستمبر ۱۹۸۸ء کو کراچی میں انتقال کیا۔ اولاد میں چار لڑکیاں تھیں۔

Marfat.com

نمونہ کلام:-

ترس کیا کہ دار البلا میں ازل کے دن سے ترسایا گیا ہوں
نہ جانے کونسے سانچے میں ڈھالیں ابھی تو صرف پگھلایا گیا ہوں
میں اس حیرت سرائے آب وگل میں بحکم خاص بھجوایا گیا ہوں
جہاں معبود ٹھہرایا گیا ہوں وہیں سولی پہ لٹکایا گیا ہوں
سنا ہر بار میرا کلمۂ صدق مگر ہر بار جھٹلایا گیا ہوں
کبھی ماضی کا جیسے تذکرہ ہو زباں پر اس طرح لایا گیا ہوں
ابھی تدفین باقی ہے ابھی تو لہو سے اپنے نہلایا گیا ہوں
دوامی عظمتوں کے مقبرے میں ہزاروں بار دفنایا گیا ہوں

☆

کہیں سے ساز شکستہ کی پھر صدا آئی بہت دنوں میں اک آواز آشنا آئی
چلی کچھ آج اس انداز سے نسیم سحر کہ بار بار کسی کی صدائے پا آئی
شروع عشق میں ان سے ہی کچھ حجاب نہ تھا کبھی کبھی تو خود اپنے سے بھی حیا آئی
تمہاری صورت زیبا کو کر لیا سجدہ نظر جہاں بھی کوئی شکل دلربا آئی
عجیب لطف ہوا ان کی یاد سے محسوس کہ جیسے دل کے دریچے کھلے ہوا آئی
رہ حیات میں کانٹے بکھیرنے والے حیات بھی ترے در تک برہنہ پا آئی
کبھی قریب سے چھیڑا جو ساز دل کو رئیس تو گوش جاں میں بہت دور کی صدا آئی

÷÷÷÷÷÷÷÷

Marfat.com

حضرت مولانا مفتی نسیم احمد فریدی

Marfat.com

مفتی نسیم احمد فریدی

نابغۂ عصر حضرت الحاج مولانا مفتی نسیم احمد فرید الفاروقی نوراللہ مرقدہٗ ابن مولوی حسین احمدؒ (از اولاد حضرت بابا الدین مسعود گنج شکرؒ فاروقی) ولادت ۶ ستمبر ۱۹۱۱ء م ۱۲ رمضان المبارک ۱۳۲۹ھ کو امروہہ محلہ جھنڈا شہید میں ہوئی۔ تحصیل علم کا ذوق ورثہ میں پایا تھا۔ ۱۹۲۷ء میں ہندی مڈل اور ۱۹۲۸ء میں انگریزی مڈل پاس کیا۔ نیز مدرسہ نورالمدارس امروہہ میں منشی عبدالرب شکیب صدیقی سے فارسی ادبیات کی تحصیل کی۔ منشی، منشی کامل مولوی، اور اعلیٰ قابل کے امتحانات پاس کیے۔ ان امتحانات کے پاس کرنے کے بعد ایک سال تک دارالعلوم چلہ امروہہ میں فارسی کے مدرس رہے۔ بعد میں مدرسہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد امروہہ میں داخلہ لیا' اور مولانا حافظ عبدالرحمٰن صدیقیؒ (م ۱۹۴۸ء) مولانا انوارالحق عباسی وغیرہ سے حدیث وتفسیر وفقہ وغیرہ کی کتابیں بیضاوی وترمذی تک پڑھنے کے بعد ۱۳۵۵ھ میں دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا جہاں مولانا اعزاز علی امروہویؒ، مولانا حسین احمد مدنیؒ، میاں اصغر حسین دیوبندی، مفتی محمد سہیل بھاگلپوری مفتی محمد شفیعؒ، مولانا ابراہیم بلیاوی وغیرہ سے علوم متداولہ کی تحصیل کی اور ۱۳۵۷ھ میں سند فضیلت سے سرفراز ہوئے۔ قاری حفظ الرحمٰن پرتاپ گڑھی سے فن تجوید حاصل کیا۔ ۱۹۳۶ء میں لاہور گئے اور مولانا احمد علی مفسر لاہوری کے حلقہ درس میں شریک ہوئے۔ اسی زمانے میں شاعرِ مشرق علامہ اقبال سے بھی ملاقات ہوئی۔ بعد میں پھر دیوبند تشریف لائے اور مولانا اعزاز علی امروہویؒ سے عربی ادب کی اکثر

Marfat.com

کتابیں پڑھیں اور مولانا حکیم محمد عمر قاسمیؒ سے شرح اسباب تک طب پڑھی۔

تعلیم سے فراغت کے بعد ۱۹۳۸ء میں مدرسہ اشفاقیہ بریلی میں بحیثیت صدر مدرس چار سال تک بخاری شریف و مسلم شریف وغیرہ کا درس دیا۔ ۱۹۴۲ء میں بعض گھریلو مجبوریوں کی بنا پر مدرسہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد امروہہ تشریف لے آئے۔ یہاں درس و تدریس کے علاوہ مدیر دارالافتاء کے عہدے پر فائز رہے۔ ۱۹۶۶ء سے ۱۹۷۳ء تک شیخ الحدیث رہے۔ بصارت سے معذور ہو جانے کے بعد مدرسہ کی ملازمت سے دست کش ہوئے۔ ۱۹۴۴ء سے تاحیات تبلیغی جماعت کے امیر رہے۔ ۱۹۴۸ء میں حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ سے بیعت ہوئے۔ ان کی وفات کے بعد مولانا محمد زکریا (شیخ الحدیث) سے تجدید بیعت کی آپ کو حافظ مقبول حسنؒ اور مولانا فتح محمد میواتی (خلیفہ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری) سے بھی خلافت و اجازت حاصل تھی۔

مولانا فریدیؒ کو تصنیف و تالیف کا خداداد ملکہ تھا۔ تقریباً بیس چھوٹی بڑی کتابوں کے علاوہ بہت سے ادبی و تاریخی مقالات بھی لکھے۔ بعض کتابوں کے نام یہ ہیں: (۱) مجمع البیان (۲) تجلیاتِ ربانی دو جلدوں میں (۳) مکتوباتِ خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ (۴) تذکرۂ خواجہ باقی باللہؒ، صاحبزادگان اور ان کے خلفاء (۵) تذکرۂ حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ (۶) وصایا حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ (۷) مکتوبات اکابر دیوبند (۸) ہندوستان کا پہلا سفر نامۂ حجاز (۹) فرائد قاسمیہ (۱۰) تذکرۂ خلفائے شاہ عبدالرزاق جھنجھانوی (۱۱) مکتوباتِ سید العلماء (۱۲) مکتوباتِ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (۱۳) قافلۂ اہلِ دل (۱۴) حضرت شاہ ابوسعید حسنی اور سلسلۂ ولی اللہی کا ایک گم نام درویش (۱۵) شاہ عبدالرحیم و

Marfat.com

شاہ ابو الرضا دہلوی (۱۶) سراج الہند شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (۱۷) کاروانِ اہلِ فضل وکمال (۱۸) نواب مصطفٰی خاں شیفتہ کا سفرنامۂ حج (۱۹) زیارتِ حرمین وغیرہ۔ ایک پُرمغز وطویل مقالہ ۱۹۵۶ء میں انجمن ترقی اردو کی جانب سے یومِ مصحفی کے موقع پر ''تلامذۂ مصحفی'' کے عنوان سے پڑھا تھا جو ''اردو ادب'' علی گڑھ میں شائع ہو چکا ہے۔ ۱۹۸۱ء میں صدر جمہوریۂ ہند کی جانب سے مشرقی زبانوں کا سب سے بڑا قومی اعزاز ''سندِ امتیاز'' عطا ہوا۔

مولانا فریدی علیہ الرحمہ کو بچپن سے شاعری کا شوق تھا۔ پہلے امداد تخلص کرتے تھے۔ بعد میں منشی عبدالرب شکیب صدیقیؔ نے آپ کا تخلص فریدیؔ تجویز کیا۔ شاعری میں منشی عزیز احمد امروہوی (تلمیذ مضطر خیرآبادی) اور منشی عبدالرب شکیب سے اصلاح لی۔ ایک اچھے اور قادرالکلام شاعر تھے۔ آخر عمر میں غزل گوئی سے پرہیز کیا اور صرف نعت ومناقب ہی کی حد تک شاعری کی۔ آپ کا کلام ''نسیم سحر'' کے عنوان سے جناب انیس احمد فاروقی نے مرتب کیا ہے۔ جو غزلیات، نعت ومناقب اور ملی وقومی نظموں پر مشتمل ہے۔ ۵/ربیع الاول ۱۴۰۹ھ م ۱۸/اکتوبر ۱۹۸۸ء بروز سہ شنبہ (منگل) صبح ۸ بج کر ۴۰ منٹ پر وفات پائی۔ ''اِنَّہٗ کَانَ غَفَّارًا'' سے تاریخ وفات برآمد ہوتی ہے۔ مسجد جھنڈا شہید میں مزار پُرانوار ہے۔

نمونہ کلام:-

اس طرح بزمِ پری وش میں ہیں دیوانے چند
شمع کے چاروں طرف جیسے ہوں پروانے چند

مجھکو ساقی نے دیئے بھر کے وہ پیمانے چند
جن میں ہر ایک کے پہلو میں تھے میخانے چند

ہوں وہ خوش بخت قدح نوش کہ ہر صبح ومسا
غیب سے مجھکو اتر آتے ہیں پیمانے چند

Marfat.com

گل ہیں گر باغ میں بلبل کو تو ہیں کانٹے بھی — چند اپنے ہیں جو دنیا میں تو بیگانے چند
حسن کا قحط نہیں عشق کی تکمیل ہے سخت — گر حسیں سیکڑوں دیکھو گے تو دیوانے چند
زیست عاشق کی ہے اے شمع فنا میں مضمر — کہتے جاتے تھے دمِ طوف یہ پروانے چند
اے فریدؔی مرا غوّاصِ تخیل لایا — بحرِ جذبات سے نایاب یہ دُر دانے چند

☆

وہ ان کا چشمِ سخن گو سے گفتگو کرنا — وہ اپنا کوششِ اظہارِ آرزو کرنا
کسی کا نازِ تلوّن پسند اے ہمدم — سکھائے گا ہمیں تعمیرِ آرزو کرنا
اسی میں ہے کہیں تریاق فرطِ بےتابی — نگاہِ یار کے گوشوں میں جستجو کرنا
بتائے گی تجھے اسرار بےخودی ناصح — کبھی نگاہِ سخن گو سے گفتگو کرنا
میں سیرِ چشمیٔ ساقی سے خوب واقف ہوں — پسند ہے اسے میرا سبوسبو کرنا
فریدؔی ہم وطنِ مصحفی کو کب ہے روا — زبان کو قیدیٔ دہلی و لکھنؤ کرنا

☆

صباء یہ لائی ہے مژدہ مرے پیام کے بعد — کہ اس نے یاد کیا ہے تمہیں سلام کے بعد
وہ اور ہوں گے جو ایسے میں دل شکستہ ہیں — ہماری توبہ نہ ٹوٹی شکستِ جام کے بعد
یہ رعب حسن یہ عظمت یہ دبدبہ توبہ — کلام کر نہ سکے ان سے ہم سلام کے بعد
یہ ربط خاص یہ نسبت یہ جوڑ تو دیکھو — فریدؔی میں نے لکھا ہے جو اپنے نام کے بعد
یہ کیا کیا کہ مری ہستی خراب کر ڈالی — نگاہ پھیر لی ساقی نے دورِ جام کے بعد
کرن امید کی چمکے گی ظلمتِ غم میں — طلوعِ صبح بھی ہوگا ظہورِ شام کے بعد
جلو میں عظمتیں قدموں پہ سرفگن جانیں — چلے ہیں گھر سے وہ کس حسنِ اہتمام کے بعد
فریدؔی ساکت مرحوم خوب شاعر تھا — شبیہ معاملہ گوئی تھا وہ نظام کے بعد

☆

کس قدر ان کی خوشی میں ہے اضافہ اے دل — میرے مرنے کی جو پہنچی ہے خبر عید کے روز

Marfat.com

لو مبارک ہو کہ نزدیک ہے اب یوم وصال
مرغِ دل بولا یہ ہنگامِ سحر عید کے روز
تھا بہت عقدہ کشا ناخنِ تدبیر مگر
کسی صورت نہ کھلا یار کا در عید کے روز
ہم نے دیکھا نہیں امدادؔ سا محرومِ وصال
کر گیا عالمِ فانی سے سفر عید کے روز

☆

نہیں کوئی پرواہ اس شمع رو کو
کہ فرقت میں جلتا ہے پروانہ کس کا
فریدیؔ ہو اکیف اندوز اس دم
جو پوچھا انھوں نے ہے دیوانہ کس کا

☆

یاس و امید یہاں عشرت و آلام یہاں
ایک مجموعۂ اضداد ہے دنیا کیا ہے
تجھ کو اے پردہ نشیں اپنے تغافل کی قسم
مجھکو یہ بات بتادے تری منشا کیا ہے
اے فریدیؔ ہے بڑا کام غزل کا کہنا
یوں تو کہنے کے لئے شعر کا کہنا کیا ہے

☆

صباحت خیز رخساروں میں سرخی یوں جھلکتی ہے
بلوریں جام میں جیسے شراب ارغواں رکھدی

☆

شاعری ہو ملک و ملت کی قیادت کے لئے
اے فریدیؔ کیوں گل و بلبل کا سودا سر میں ہے

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

شجاع احمد خاں زیباؔ

شجاع احمد خاں زیباؔ ابن ضیاء احمد خاں ضیاؔ پیدائش ۲۷ /اکتوبر ۱۹۲۲ء ۱۹۳۹ء میں گورنمنٹ کالج امروہہ سے ہائی اسکول کرنے کے بعد علی گڑھ مسلم یونیورسٹی گئے۔ جہاں ایم. اے. اردو اور ایل. ایل. بی. کیا۔ ۱۹۴۸ء میں پاکستان ہجرت کی۔ روزنامہ ''ڈان'' اردو میں بحیثیت نائب مدیر ملازم ہوئے۔ ۱۹۴۹ء میں اردو کالج میں لکچرار مقرر ہوئے بعد میں اسلامیہ کالج میں پرنسپل رہے۔ اس کے علاوہ کچھ عرصہ نیو علی گڑھ ٹنڈو آعظم میں بھی پرنسپل رہے۔

Marfat.com

۱۹۸۲ء سراج الدولہ کالج کراچی کی پرنسپل شپ سے ریٹائر ہوئے اور ۱۹۸۹ء میں وفات پائی۔ اردو میں دو کتابیں ''ڈپٹی نذیر احمد اور علی گڑھ تحریک'' ''اردو ادب میں خاکہ نویسی'' لکھیں۔ آپ ۱۹۸۲ء میں امروہہ تشریف لائے تھے تو راقم الحروف نے مندرجہ بالا معلومات اس وقت حاصل کیں تھیں۔ حسب ذیل فارسی قطعہ مفتی نسیم احمد فریدیؒ کے انتقال پر لکھا تھا۔

نمی دانم قریبی یا بعیدی　　چرا حال پریشانم ندیدی
حدیثِ دل بگویم غائبانہ　　شہِ مفتی نسیم احمد فریدیؒ

نمونہ کلام:-

زندگی صبرِ مسلسل کے سوا کچھ بھی نہیں　　دل تمناؤں کے مقتل کے سوا کچھ بھی نہیں

☆

زندگی بے سکوں ہی گذرے گی　　یوں ہی گذری ہے، یوں ہی گذرے گی

☆

اے مسافر رہِ طلب سے گذر　　سانس روکے ہوئے لبوں کو سے
ہم نے اکثر کیا ہے یاد تمہیں　　بے پکارے بغیر نام لئے
ساقیا کم سے کم نظر تو ملا　　مر نہ جائیں گے ہم بغیر پیئے

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

علاؤالدین اسلم انصاری

علاؤالدین اسلم انصاری ابن عبدالمجید ساکن محلہ بساون گنج، پیدائش ۱۹۳۸ء چھٹی کلاس تک تعلیم حاصل کی۔ محلہ بساون گنج میں ''اسلم ٹینٹ ہاؤس'' کے مالک تھے۔ شاعری میں عرشؔ بدایونی کے شاگرد تھے۔ ۲رجنوری ۱۹۹۱ء میں انتقال کیا۔ دو صاحب زادے آفتاب احمد اور مہتاب احمد ہیں۔ یہ دونوں بھائی بھی

Marfat.com

شاعر ہیں اور مشتاق بچھرایونی کے شاگرد ہیں۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہوں:

جتنے بھی درد بھرے لفظ ہیں ان کو چن لو میری تصویر تو خود بنتی چلی جائے گی

خودکشی کرنے والوں محبت کرو زندگی موت کا کام کر جائے گی

☆

خط بھیج کے ظالم نے اک آس بندھا دی ہے مدت مرے جینے کی کچھ اور بڑھا دی ہے

÷÷÷÷÷÷÷÷÷

محمد یوسف

حکیم محمد یوسف یوسف ابن حکیم نبی بخش سائل ساکن محلہ سرائے کہنہ، ولادت تقریباً ۱۹۱۹ء میں ہوئی۔ امروہہ میں مختلف اساتذہ سے تعلیم پائی اور پٹنہ سے فاضل طب کا امتحان پاس کیا۔ نیز مولوی، منشی فاضل وغیرہ کے امتحانات بھی پاس تھے۔ سرائے کہنہ میں مطب کرتے تھے۔ فنِ رمل میں خاص دلچسپی اور مہارت رکھتے تھے۔ شاعری میں کسی کے شاگرد نہیں تھے۔ کبھی کبھی شعر کہتے تھے۔ ۳۱ رجنوری ۱۹۹۱ء کو انتقال کیا۔ اولاد ذکور میں پانچ فرزند حُسنِ یوسف (کاشی پور میں مطب کرتے ہیں) محمد یونس مرحوم، محمد احمد بقا و ڈاکٹر فضل احمد، محمد ادریس ہیں۔ ان میں محمد احمد بقا شعری و ادبی ذوق رکھتے ہیں۔ امروہہ میں وکالت کرتے ہیں۔ ڈاکٹر فضل احمد سرائے کہنہ میں اپنے گھر پر مطب کرتے ہیں اور ایک کامیاب ڈاکٹر ہیں۔

نمونہ کلام:-

قاتل تجھے ثواب خدا بے شمار دے زخمِ گلو کو تیغ کے پانی سے دھو دے

÷÷÷÷÷÷÷÷÷

Marfat.com

صوفی جمیل حسین جمیلؔ رضوی

صوفی میاں شاہ جمیل حسین رضوی ابن مظفر حسین ساکن محلّہ جھنڈا شہید۔ (از اولاد حضرت ابوالفتح شاہ ابن بدر چشتیؒ) ولادت ۱۹۰۷ء میں ہوئی۔ تحصیل علم کے بعد بمبئی میں بسلسلہ کاروبار مقیم رہے۔ آپ ایک صوفی منش انسان تھے۔ اپنے پھوپھا حضرت شاہ فیض الحسن سے بیعت تھے۔ بمبئی کے دوران قیام آپ نے مولانا نذیر احمد خجندی میرٹھی سے بھی فیض حاصل کیا۔ مولانا خجندی صاحب رشد و ہدایت بزرگ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اچھے اور قادر الکلام شاعر بھی تھے۔ جمیل حسین صاحب نے روحانی فیض کے ساتھ ساتھ شاعری میں بھی انھیں سے اصلاح لی۔ ۱۹۴۸ء میں پاکستان تشریف لے گئے جہاں آپ نے اپنے اہل خاندان کو جمع کر کے حضرت شاہ ابن بدر چشتیؒ کے عرس کی بنیاد ڈالی اور حضرت شاہ ابن علیہ الرحمہ کے نام سے ایک خوبصورت اور وسیع خانقاہ تعمیر کرائی [۱]۔ شعری ذوق خداداد تھا زیادہ تر کلام نعت منقبت پر مشتمل ہے اور کلام میں سوز دروں اور عقیدت کی فروانی ہے۔ ۱۹۷۷ء میں نعتیہ مجموعہ کلام ''اوصاف ختم المرسلینؐ'' کے نام سے شائع ہوا منظور احمد افسر صدیقی مرحوم آپ کی نعت گوئی پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''ان کے مجموعہ کلام سے سیکڑوں ایسے اشعار انتخاب
کیئے جا سکتے ہیں جن کو درجہ اوّل کے نعت گو شعراء کے

---

[۱] یہ خانقاہ خاندان رضویہ کے مالی تعاون سے بنی اور پلاٹ ظل احمد نظامی صاحب نے فراہم کرایا۔ تھا جس پر آپ کو ''ہلال شاہ کرماں'' کا خطاب دیا گیا تھا

Marfat.com

کلام کے ذیل میں رکھا جا سکتا ہے''۔[۱]

۱۷ر جولائی ۱۹۹۱ء م ۴ر محرم ۱۴۱۲ھ کو پاکستان میں رحلت فرمائی اولاد ذکور میں چار فرزند ناظر حسین، صابر حسین، خورشید حسین اور طاہر حسین ہیں۔

نمونہ کلام:-

مجبور ہوگئے ہیں جو ضبط و فغاں سے ہم
اظہار کرتے رہتے ہیں اشک رواں سے ہم

منزل میں آگے آگے ہیں عمر رواں سے ہم
نزدیک ہوتے جاتے ہیں اس آستاں سے ہم

نظارہ کر رہے ہیں مدینے کے چاند کا
ہیں فیض یاب انجمنِ کن فکاں سے ہم

آخر جمال حق سے مشرف ہیں اے جمیلؔ
گذرے ہیں حُسن و عشق میں وہم و گماں سے ہم

﴿ مناقبِ شیخینؓ ﴾

صدق و اخلاص و محبت کی ادا صدیقؓ
یعنی آئینہ صد مہر و وفا ہیں صدیقؓ

چن لیا حق نے انھیں تخت خلافت کے لئے
جانشیں پہلے نبیؐ کے بہ خدا ہیں صدیقؓ

وہی نقشہ، وہی عالم، وہی طرز تکلم ہے
نبیؐ کے حسن کی پرچھائیاں فاروقِ اعظمؓ ہیں

جمیلؔ زار کو بھی کاش پہنچا دے وہاں کوئی
جہاں صدیق اکبرؓ ہیں، جہاں فاروق اعظمؓ ہیں

ابوالفتح حضرت شاہ ابن بدر چشتؒ کی شان میں

جنونِ شوق نظارہ جو سرفراز ہو جائے
تصور ہی کسی کا پردہ دار راز ہو جائے

جو آپ آجائیں دم بھر کے لئے یا شاہ کرمانیؒ
مرا اجڑا ہوا دل قابل صد ناز ہو جائے

☆

بڑھ گئی کیا خار ہائے دشت کی تشنہ لبی
آبلہ پائی ہے کیوں مائل بیاباں کی طرف

تمہارے قول کا اے جان اعتبار نہیں
ہزار بار کہا ہاں، ہزار بار نہیں

وہ سر نہیں جسے سودائے زلف یار نہیں
وہ دل نہیں جو محبت میں بیقرار نہیں

☆

---

[۱] ''اصاف ختم المرسلین''، نعتیہ مجموعۂ کلام صوفی جمیل حسین رضوی

Marfat.com

لئیق احمد ثمر نظامی، محمد میاں رضوی بیٹھے ہوئے مائک پر عامر مصطفیٰ رضوی

Marfat.com

یہ تو کہہ سکتے نہیں عاشق کامل ہم ہیں | اے شہہ حسن بتاں ہاں ترے سائل ہم ہیں
چشم قاتل کے حوالے اسے خود ہم نے کیا | سچ تو یہ ہے دل مرحوم کے قاتل ہم ہیں

☆

ان کی دز دیدہ نظر میں تو ہے جادو کا اثر | مرے نالوں میں اثر ہو یہ ضروری تو نہیں

☆

قلب آزار طلب کی یہ دُعا ہے دن رات | اے جفا کیش نہ بدلے کبھی عادت تیری
شکر ہے کہہ تو دیا کھینچ کے خنجر اس نے | آج نکلے گی میرے ہاتھ سے حسرت تیری

☆

وہ جب بالیں پہ آتے ہیں عدو کو ساتھ لاتے ہیں | قیامت ہے وہ بیمار الم کو آزماتے ہیں

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

لئیق احمد ثمر نظامی

لئیق احمد ثمر نظامی ابن عزیز احمد نظامی! ابن مولوی فرید احمد نظامی ابن

! عزیز احمد نظامی میرٹھ کے معروف وکلاء میں تھے آپ کے پانچ صاحبزادے تھے اور سب ذی علم، لائق و فائق تھے سب سے بڑے فخر خاندان نازش قوم و وطن پروفیسر خلیق احمد نظامی (م ۵ر دسمبر ۱۹۹۷ء) سابق سفیر شام و سابق وائس چانسلر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ دوسرے لئیق احمد ثمر نظامی، تیسرے ظل احمد نظامی (جو چیف انجینیر، ڈائرکٹر ماسٹر پلان، چیف ارٹیکیٹ پلاننگ حکومت پاکستان کے ایڈوائزر نیز جنرل ضیاء الحق مرحوم کے معتمد خاص رہے۔) آپ نے کراچی میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے طرز پر ''سرسید یونیورسٹی'' قائم کی ہے چوتھے ڈاکٹر کمال احمد نظامی (ایم بی بی ایس مقیم امریکہ) پانچویں ڈاکٹر توفیق احمد نظامی علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں، آپ تنزانیہ اور امریکہ میں بھی اعزازی پروفیسر رہے ہیں، کئی انگریزی کتابوں کے رائٹر ہیں بڑے خوش مزاج و با اخلاق ہیں۔

Marfat.com

ارشاد علی نظامی (از اولاد شیخ الاسلام بابا فرید الدین مسعود شکر گنج) پیدائش ۴ر جولائی ۱۹۲۸ء کو محلہ جھنڈا شہید امروہہ میں ہوئی۔ فیض عام انٹر کالج میرٹھ میں تعلیم حاصل کی جہاں کالج یونین کے صدر رہے اور اسٹوڈینٹ نیشنل گارڈ کے سالار بھی۔ ۱۹۴۶ء میں دہلی میں سرکاری ملازم ہوئے اور یہیں شعر و شاعری کا ذوق پیدا ہوا۔ نہال سیوہاروی اور بیخود دہلوی نے اس میدان میں رہنمائی کی اسی دور میں آپ نے افسانہ نگاری بھی کی جو مختلف رسائل میں شائع ہو کر مقبول ہوئے۔ آپ کی شعری تخلیقات بھی روزنامہ ''الہلال'' میں شائع ہوئیں۔ ۱۹۴۸ء میں آپ کراچی تشریف لے گئے وہاں اکثر ادبی محفلوں اور عام جلسوں میں آپ کی نظمیں بہت پسند کی جاتی تھیں اور روزناموں میں آپ کے قطعات اور کلام شائع ہوتا تھا۔ روزنامہ ''صداقت'' کراچی کا مزاحیہ کالم ''نظر نظر میں'' آپ ہی لکھتے تھے۔ اس کے علاوہ متعدد ادبی اور علمی رسائل سے آپ وابستہ رہے رسالہ ''شمع'' کراچی کے مدیر بھی رہے۔ آپ کے دو مجموعۂ کلام شائع ہوئے پہلا ''رت جگے'' (۱۹۸۱ء) دوسرا ''دن ڈھلے'' (۱۹۹۱ء)۔ پروفیسر خلیق احمد نظامی آپ کی دیگر کتابوں اور شعری و تنقیدی شعور کے سلسلہ میں لکھتے ہیں۔

> ''چند اور کتابیں جن میں شعراء کا انتخاب ہے اور شاعری پر نقد و نظر کے پیمانے متعین کرنے کی کوشش کی گئی ہے طباعت کے لئے تیار تھیں۔ شاعرانہ تیز نگاہی نے تنقیدی صلاحیتوں پر جلا کر دی تھی ''رت جگے'' میں ان کتابوں کی اشاعت کا اعلان ڈسٹ کور پر کیا گیا تھا (۱) حصار نظر (۲) نظر نظر میں (۳) ہمارے شعراء۔

Marfat.com

(۴) شخصیات (۵) نور کونین [۱]

۱۹/۱۰/اکتوبر ۱۹۹۱ء/ ۹/ربیع الثانی ۱۴۱۲ھ بروز ہفتہ امریکہ میں وفات پائی اور کراچی میں تدفین ہوئی۔ مخدومی پروفیسر نثار احمد فاروقی نے مادہ تاریخ وفات صرف ان کے نام سے برآمد کیا جو حسب ذیل ہے

''جناب لئیق احمد ثمر نظامی''

اولاد ذکور میں چار فرزند ہیں جناب رفعت عزیز، جناب شفیق احمد، جناب ندیم احمد، جناب سعود احمد

نمونہ کلام:-

جلوے طیبہ کے نگاہوں میں سمولوں تو لکھوں — انگلیاں اشک عقیدت میں ڈبولوں تو لکھوں
شاہ کونین ؐ کا یہ اسم گرامی ہے ثمر — آب زم زم میں قلم اپنا بھگولوں تو لکھوں

☆

میری آرزو کا سفینہ نہ آیا — خدایا ابھی تک مدینہ نہ آیا
ثمر زندگی جس نے واری نہ انؐ پر — اسے سچ تو یہ ہے کہ جینا نہ آیا

☆

ہزار اس کی عنایت اور بندہ پروری سچی — فقیہہ شہر سے پھر بھی ذرا سا فاصلہ رکھنا

☆

میں نے اسی خیال سے مانگی نہ موت بھی — کیسی ہی نامراد سہی زندگی تو ہے

☆

میری تو گفتگو میں تسلسل نہ رہ سکا — اس نے جوبات کی تو سلیقہ بلا کا تھا

☆

برستا ہے نہ کھلتا ہے ثمر یہ — مرا احساس بادل ہو گیا ہے

☆

یہ اور بات کہ باقی ہیں تیری تصویریں — وگرنہ یاد کئی حادثوں سے گذری ہے

☆

---

[۱] درمقصود صفحہ ۵۵/۵۶ مرتبہ خورشید مصطفیٰ رضوی مطبوعہ ۱۹۹۲ء

Marfat.com

میرے ذوق دید کو ایسی پذیرائی ملے　　جب بھی تجھکو دیکھنا چاہوں تو بینائی ملے

٭

مثال گل سنورتے جا رہے ہو　　مرے دل میں اترتے جا رہے ہو
دعائیں دو مرے ذوق نظر کو　　بہر لحظہ نکھرتے جا رہے ہو
مئے گل فام ہوتے جا رہے ہو　　چھلکتا جام ہوتے جا رہے ہو
خدا کے واسطے روکو ادائیں　　بہت بدنام ہوتے جا رہے ہو

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

ڈاکٹر بشیر احمد سیفؔ جعفری

ڈاکٹر بشیر احمد سیفؔ جعفری ابن حکیم انتظام علی ساکن دربار کلاں (از اولاد میر خواجم خاں) پیدائش ۵ رمئی ۱۹۰۱ء مختلف اساتذہ سے تعلیم پائی۔ ۱۹۴۶ء میں ایلوپیتھی میں پریکٹس شروع کی امروہہ، دہلی، مرادآباد وغیرہ میں مطب رہا۔ شاعری میں غلام نبی خاں اوجؔ امروہوی سے تلمذ تھا۔ زود گو تھے غزلیات اور نظمیں خوب کہتے تھے۔

''مغربیت پسند نوجوان سے خطاب'' ''مغربیت پسند عورتوں سے خطاب'' آپ کی اچھی نظمیں ہیں۔ صحابہ کرامؓ کی مدح میں سرگرم رہتے تھے۔ بڑے صاف گو تنک مزاج اور شفقت کرنے والے بزرگ تھے۔ راقم الحروف کی پہلی کتاب'' تحفۃ الانساب '' کے لئے حسب ذیل قطعہ تاریخ لکھ کر دیا تھا

گلستان ادب میں تازہ باب　　سیفؔ مصباحؔ کی یہ تازہ کتاب

Marfat.com

حق ادا کر دیا مصنف نے — اس میں ٹانکے ہیں وہ درِ نایاب
چشمِ انصاف سے جو دیکھا ہے — دل کا باغیچہ ہو گیا شاداب
فکرِ تاریخ تھی جو دامن گیر — ہاتفِ غیب سے ملا یہ جواب
خوب مصباحؔ کی عطا ہے سیفؔ — دل کشا ہدیہ ''تحفۃ الانساب''

۱۴۱۲ھ

ڈاکٹر صاحب نے ۷/فروری ۱۹۹۲ء م ۱۵/شعبان ۱۴۱۲ھ میں وفات پائی۔ اولاد ذکور میں پانچ لڑکے رئیس احمد، نواب احمد، آفتاب احمد، محمد [illegible]، محمد خالد ہیں۔ رئیس احمد بڑودہ میں سی۔اے۔ ہیں اور آفتاب احمد سعودی عرب میں انجینیر ہیں۔

نمونہ کلام:-

ہزاروں سال گذرے آج بھی وہ جنگ جاری ہے — تصادم جو کبھی دیکھا تھا ابراہیم وآزر میں
خدا قاتل کو رکھے اس نے ایسی لوریاں دی ہیں — شہید ناز کو نیند آگئی آغوش خنجر میں
طبیعت سیفؔ جب تسکین خاطر کو ترستی ہے — غم دوراں کا بیڑا غرق کردیتا ہوں ساغر میں

☆

یہ فیضِ سیفؔ کو اک رند یار سے ہے — نہ تھا یہ ہوش کہ مے کیا ہے مے کشی کیا ہے

☆

ایک دم اور غم زمانے کے — یہ نتیجے ہیں دل لگانے کے
وہ بھی چشم فلک پہ بھاری تھے — چار تنکے تھے آشیانے کے

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

Marfat.com

سہراب احمد خاں سہراب

سہراب احمد خاں سہرابؔ ابن شبیر احمد خاں شبیرؔ امروہوی ساکن محلہ کالا کنواں۔ پیدائش ۱۹۲۸ء میں ہوئی مولوی مقبول حسن حسنیؔ سے فارسی اور مولانا محمد خلیل کاظمی خاکی سے عربی پڑھی۔ بعد میں اردو مڈل پاس کیا محکمۂ چنگی امروہہ میں ملازم رہے۔ شاعری میں اپنے والد کے شاگرد تھے۔

نمونہ کلام:-

نہ بھول کر بھی جناب آپ میرے گھر آئے
کبھی جو آئے تو چھپ کر اُدھر اُدھر آئے

ثبوت دینے کو اس کا کہ تیرے گھر آئے
وہ دستخط مری چوکھٹ پہ جا کے کر آئے

جو عرض حال بھی کرتا تو کس طرح کرتا
ہجوم خواب پریشاں میں تم نظر آئے

نگاہ لطف سے دیکھیں مجھے وہ گر سہرابؔ
تو میرا زخم جگر آپ ہی تو بھر آئے

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

حبیب احمد جوہر

حبیب احمد جوہرؔ ابن بشیر احمد فانیؔ ابن سعادت علی ساکن محلہ بنواں۔ پیدائش ۱۹۲۷ء میں ہوئی۔ عہد طفولیت میں ہی والدین کا سایہ سر سے اٹھ گیا تھا اس لئے زیادہ تعلیم حاصل نہیں کر سکے۔ ذوق شعری ورثہ میں پایا تھا شاعری میں رفیق احمد آتیؔ امروہوی کے شاگرد تھے۔ زود گو شاعر تھے زمانہ کے حادثات نے طبیعت میں قنوطیت پیدا کر دی تھی ''زر پارے'' ''بہتا ساگر'' ''ابھرتی موجیں'' وغیرہ آپ کے مجموعہ ہائے کلام ہیں۔ ۱۰ رمضان ۱۴۱۵ھ

Marfat.com

مطابق ۱۰ ر فروری ۱۹۹۵ء کو وفات پائی ۔ اولاد کوئی نہیں ہوئی ۔

نمونہ کلام :-

گذرے تھے وہ ادھر سے زمانہ گذر گیا ہیں پُر بہار کوچہ و بازار آج بھی

☆

جو لوگ کہتے ہیں دن رات مجھکو دیوانہ انھیں بھی کوئے صنم سے گذار کے لاؤ

☆

قدم قدم پہ تھی ناصح نشاط کی محفل بتا کہ ضبط و تحمل کہاں کہاں ہوتا

☆

مجھکو تسلیم ہیں گلشن کی بہاریں لیکن رونق گل ترے رخسار سے آگے نہ بڑھی
تھا قیامت کو بہت ناز گر حشر خرام ہو کے نادم تری رفتار سے آگے نہ بڑھی
آتی رہتی ہے گھٹا چرخ پہ اکثر لیکن آپ کے گیسوئے خم دار سے آگے نہ بڑھی
بزم رنداں میں بجا گردش جام و مینا مے کشی جوہر مے خوار سے آگے نہ بڑھی

☆

سامنے جب مے خانہ پڑا ہے دل اپنا سمجھانا پڑا ہے
اپنی ہی باتوں سے جوہر دل اپنا بہلانا پڑا ہے

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

غلام محمد مدنی خاں بزمی

غلام محمد مدنی خاں بزمی امروہوی ابن مولوی عبد اللہ خاں پیشاوری ساکن محلہ بڑوال ۔ مولوی عبد اللہ خاں تحصیل علوم کے لئے پیشاور سے ہندوستان آئے اور دارالعلوم دیوبند سے درس نظامی کی سند حاصل کی بعد میں ذریعہ معاش کے لئے فن کتابت سیکھا اس فن میں ایک خاص ملکہ پیدا کیا امروہہ میں

Marfat.com

رشتہ مناکحت کیا اور امروہوی ہو گئے۔

غلام محمد مدنی خاں بزمی کی پیدائش ۱۹۲۵ء میں محلہ بتوال میں ہوئی۔ مڈل کلاس تک باقاعدہ تعلیم حاصل کی اور اپنے والد سے فارسی پڑھی اور ان ہی سے فن خوشنویسی بھی حاصل کیا ابتداً محکمۂ پولیس میں ملازم رہے۔ ۱۹۴۷ء سے ملازمت چھوڑ کر کتابت شروع کی، دہلی میں عرصہ تک کتابت کی۔ ۱۹۸۳ء سے تا عمر اورنیٹل سوسائٹی امروہہ کے قائم کردہ کتابت سینٹر میں سینئر استاد کی حیثیت سے کام کیا (جہاں راقم الحروف نے بھی آپ سے کتابت سیکھی ہے) بارہ سال کی عمر سے شعر گوئی کا شوق پیدا ہوا اوّلاً عبدالاحد کوثر القادری کے شاگرد رہے نیز مفتی نسیم احمد فریدیؒ اور علامہ شہباز امروہوی سے بھی مشورۂ سخن کیا۔ ۱۰ رجون ۱۹۹۵ء/ ۱۰ رمحرم ۱۴۱۶ھ بروز ہفتہ وفات پائی۔

نمونہ کلام:-

خدا شاہد کہ ہم نے مفلسی کی لاج رکھی ہے
شہنشاہوں کے در پر ہاتھ پھیلانے نہیں آئے

☆

میں نے اک سجدہ کیا تھا غیر کے در پر کبھی
آج تک اپنی جبیں کو بدنما پاتا ہوں میں
میں نے مانا میں نہیں شایان شان لطف خاص
ہاں مگر یہ سوچ لیجئے کس کا کہلاتا ہوں میں

☆

ہوش و حواس و جیب و گریباں بخیر ہیں
ہم مطمئن کہ بات ابھی گھر کی گھر میں ہے

☆

رند میخانے میں معراج یقیں تک پہنچے
شیخ کعبہ میں رہا اور مسلماں نہ ہوا

☆

ہم راہ پر خطر میں بھی سینہ سپر گئے
تیری طلب میں لے کے ہتھیلی پہ سر گئے
ارباب ہوش جس کے تصور سے ڈر گئے
دیوانے اس مقام سے ہنس کر گزر گئے

Marfat.com

غم ہائے روزگار نے ایسا بنا دیا ہم اپنے دوستوں سے بھی بچکر گذر گئے

☆

کونین کا غم بخشا مجھ ذرۂ کم دل کو اللہ تجھے میری کیا بات پسند آئی

☆

ہر عالم نشاط چمن مستعار ہے بزمی یہ اک فریب ہے دنیائے رنگ و بو

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

مرزا حیدر حسین فضا صدیقی

مرزا حیدر حسین فضا صدیقی ابن خادم حسین ساکن محلہ صدو (از اولاد شیخ برہان الدین شہیدؒ) آپ کے اجداد میں غلام قلندر ریک صدی ذات کے منصب دار اور ''مرزا ابوالفضل'' کے خطاب سے سرفراز تھے۔ اسی سبب ان کا خاندان مرزا مشہور رہوا۔

حیدر حسین فضا کی پیدائش یکم ستمبر ۱۹۰۹ء میں ہوئی خلیفہ شمس الدین واثق، منشی عبدالرب شکیب صدیقی سے امروہہ میں نیز دوران قیام لاہور معراج الدین تاج سے فارسی درسیات کی تحصیل کی۔ ۲۰ رسال لاہور میں مقیم رہے اسی دوران ''شہاب ثاقب'' لاہور کے مدیر رہے ''سدرشن چکر'' راولپنڈی کے مینیجر رہے۔ بعد میں محکمۂ بندوبست میں اے۔ ڈی۔ آئی انسپکٹر رہے اس کے بعد ۱۹۴۱ء میں تحصیل امروہہ میں امین رہے۔ ۱۹۶۸ء میں اسی عہدہ سے ریٹائیرڈ ہوئے۔

شاعری میں علامہ تاجور نجیب آبادی اور خلیفہ شمس الدین واثق سے اصلاح لی۔ ۱۲ راگست بروز پیر ۱۹۹۶ء م ۲۶ ربیع الاول ۱۴۱۷ھ میں

Marfat.com

وفات پائی) عبدالرحمٰن صبا جالندھری، وسیع الرب حسرت لاہوری، نسیم احمد عباسی امروہوی کو اس فن میں آپ سے تلمذ تھا۔

نمونہ کلام:-

تری شانِ خداوندی ہر اک ذرے سے ظاہر ہے ۔۔۔ مگر یہ شرط ہے دیکھے بشر جب دیدۂ دل سے
تمہاری شکل تو کیا نام سے بیزار ہو جاتا ۔۔۔ مگر میں کیا کروں مجبور ہوں حسرت بھرے دل سے

☆

ہے بت خانہ سراسر لوگ جس کو دل سمجھتے ہیں ۔۔۔ یہ وہ راز محبت ہے جسے کامل سمجھتے ہیں
بجا ہے کائنات حسن کے روح رواں تم ہو ۔۔۔ مگر کیوں دیکھنے والے تمہیں قاتل سمجھتے ہیں

☆

یکایک مہرباں ہو کر خدا کی شان دکھلا دی ۔۔۔ یہ ثابت کر دیا تم نے بتوں میں نور یزداں ہے

☆

گنہگار محبت ہوں کسی کا کیا بگاڑا ہے ۔۔۔ گلے پر میرے قاتل نے عبث تیغ رواں رکھدی

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

محمد یوسف امروہوی

محمد یوسف ابن نظیر احمد ساکن محلہ بڈوال کی پیدائش ۱۹۲۹ء میں بمقام کوٹ، ملتان میں ہوئی۔ اردو، فارسی کی تعلیم واجبی تھی۔ ۱۹۵۰ء سے شاعری کا آغاز کیا، کیف مرادآبادی سے شرف تلمذ تھا''صدائے حق'' مرادآباد کے جوائنٹ ایڈیٹر رہے تھے۔ صوفیانہ مزاج تھا سلسلہ چشتیہ میں مولوی فراست علی سے بیعت تھے۔ ۹ رجب ۱۴۱۷ھ م ۲۱ نومبر ۱۹۹۶ء میں وفات پائی۔ آپ کے ایک صاحبزادے محمد فاضل حافظ قرآن اور دوسرے محمد مزمل گریجویٹ ہیں۔

Marfat.com

نمونہ کلام:-

سرشار ہے اک جذبۂ تسلیم و رضا سے | دیوانے کو مطلب نہ فنا سے نہ بقا سے
معلوم نہیں کتنے چراغ اور بجھیں گے | دل کانپ رہا ہے ترے دامن کی ہوا سے

☆

قابل رشک ہیں وہ رند کہ جن کی خاطر | چشم ساقی سے چھلکتے ہوئے جام آتے ہیں

☆

کچھ بھی ہو جلوۂ خورشید و قمر سے پہلے | حسن بے نام تھا ہم اہل نظر سے پہلے

☆

آئینہ دیکھ کے خود ان کو بھی حیرت ہوئی | سامنے آج قیامت کے قیامت ہوئی
محفل حسن میں تم جا تو رہے ہو یوسفؔ | زندگی اک نگۂ ناز کی قیمت ہوگی

☆

آج بھی مصر کا بازار وہی ہے یوسفؔ | کوئی یوسف نہیں یوسف کا خریدار نہیں

حکیم شہاب الدین شہابؔ علوی

مولوی حکیم شہاب الدین شہابؔ علوی ابن مولانا شاہ ضیاء الدین احمد ابن حضرت شاہ بہاء الدین احمد نقشبندیؒ (م ۸ ربیع الاول ۱۳۳۰ھ) ساکن محلّہ ملانہ کی ولادت ۱۹۰۳ء میں ہوئی۔ مدرسہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد امروہہ میں درس نظامی کی تکمیل کے بعد کچھ عرصہ دارالعلوم دیوبند میں بھی تحصیل علم کی۔ ۱۹۳۲ء میں پنجاب یونیورسٹی لاہور سے منشی فاضل کا امتحان پاس کیا، فن طب بھی حاصل کیا تعلیم سے فراغت کے بعد مطب کیا ۱۹۴۷ء میں پاکستان ہجرت کی اور عرصہ تک انجمن حمایت اسلام کے اسکول اور یتیم خانہ میں امامت

Marfat.com

وخطابت اور ناظم دینیات کی خدمات انجام دیں۔ ۱۹۴۷ء سے ۱۹۶۰ء تک لاہور میں مقیم رہے بعد میں مستقل کراچی میں سکونت اختیار کی۔ نقشبندیہ سلسلے میں اپنے والد حضرت شاہ ضیاء الدین احمد سے بیعت تھے۔ جون ۱۹۴۷ء میں خرقۂ خلافت سے سرفراز ہوئے شعر گوئی کے علاوہ تصنیف و تالیف سے بھی لگاؤ ہے۔ ارکان اسلام، نیک مسلمان، خواتین اسلام کے کارنامے، شمیم الوریٰ شرح قصیدہ بردہ، امرض حوامل وزچہ مناسک حج وارداتِ دِل (مجموعہ کلام) سرورِ لولاکؐ (نعتیہ کلام کا مجموعہ) ذکرالحبیبؐ، جادہ ارتقان، ترجمہ قول الجمیل عارف ربانی وغیرہ آپ کی تصنیفات ہیں۔ شعر گوئی میں اچھی مہارت رکھتے تھے۔ محمود احمد عباسی آپ کے والد کے ذکر میں لکھتے ہیں۔

> ''آپ کے فرزند عزیزی شہاب الدین احمد سلمہٗ مولوی، فاضل ہونہار نوجوان موزوں طبع ہیں کلام میں بھی خاندانی اثر نمایاں ہے''[1]

۷ جنوری ۱۹۹۷ء م ۲۶ شعبان ۱۴۱۷ھ میں وفات پائی اولاد میں چار صاحبزادے ڈاکٹر نواب الدین احمد علوی، اقبال الدین علوی، نہال الدین احمد علوی، جمال الدین احمد علوی ہیں۔

نمونہ کلام:-

ہر رنگ سے جہان کے بیگانہ کیجئے　　یا دل کو میرے حال میخانہ کیجئے
اس میں کسی کا ذوق تجسس ہے جاگزیں　　اس دل کو پائمال تمنانہ کیجئے
اپنی نگاہ مست سے اک بار دیکھکر　　پھر مجھکو کائنات سے بیگانہ کیجئے
اس ساز دل سے نغمہ منصور ہو عیاں　　ایسے پلا کے خم مجھے مستانہ کیجئے

---

[1] تذکرۃ الکرام مولفہ محمود احمد عباسی صفحہ ۲۲۰

Marfat.com

اے دل جفائے دوست کا شکوہ نہ کیجئے ہے لب کشائی مسلک تسلیم میں گنہ
قائم وفا کا دہر میں افسانہ کیجئے ہستی مٹا کے جادۂ الفت میں اے شہاب
غم فراق سے گویا سکوں تاب نہیں کسی کی یاد سے غافل دل خراب نہیں
عذاب راہ محبت میں کچھ عذاب نہیں [1] وفورِ شوق میں آفت بھی جان راحت ہے

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

مرتضیٰ حسن اختر صدیقی

مرتضیٰ حسن اختر ابن حافظ سید حسن ساکن محلہ قریشی (از اولاد قاضی نظام الدین قریشیؒ) پیدائش ۱۱ر ستمبر ۱۹۱۸ء م ۲۹ر ذی قعدہ ۱۳۳۶ھ میں ہوئی۔ انگریزی میں مڈل اور اردو، فارسی میں منشی پاس تھے۔ فارسی درسیات میں مولانا شاہ سلیمان احمد صدیقی ہادویؒ سے تلمذ تھا۔ یٰسین احمد صبا، نبی احمد صدیقی ساکنان محلہ قریشی اور علی حسن نقوی ساکن محلہ گذری سے فن کتابت سیکھا تھا۔ شاعری میں یٰسین احمد صبا صدیقی کے شاگرد تھے، نعت و منقبت کے اچھے شاعر تھے۔ ۶ر فروری ۱۹۹۱ء م رمضان ۱۴۱۱ھ میں وفات پائی۔ اولاد ذکور میں دو فرزند راشد حسن (م ۲۲ر جنوری ۱۹۹۱ء م ۱۲ر رمضان ۱۴۱۱ھ) و حسن ضیا صدیقی ایڈوکیٹ ہیں۔ کوئی مجموعہ کلام شائع نہیں ہوا "انوار صدیق" اور "در مقصود" میں آپ کا کلام محفوظ ہے۔ سیدنا صدیق اکبرؓ کی منقبت کے چند شعر نمونتاً درج ہیں۔

---

[1] یہ تمام اشعار گلدستہ "شعرستان" مرتبہ جناب مختار احمد ان پڑھ امروہوی مطبوعہ ۱۹۳۶ء سے ماخوذ ہیں۔

Marfat.com

کھینچا صدیقؓ نے وہ صدق و وفا کا نقشہ　　نظر آنے لگا عالم کو خدا کا نقشہ
دیکھتا رہتا تھا حسرت سے رخ شاہ رسلؐ　　تھا یہ اس عاشق محبوب خدا کا نقشہ
جاں گزیں دل میں ابوبکرؓ کے تھی یاد خدا　　اور آنکھوں میں تھا محبوبؐ خدا کا نقشہ
شب ہجرت تو ابوبکرؓ نے اللہ غنی　　غار میں کھینچ دیا مہر و وفا کا نقشہ

☆

کسی نے درس محبت پڑھا کے لوٹ لیا　　غریب جان کے درماندہ پا کے لوٹ لیا

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

خوشنود حسن خوشنودؔ فاروقی

خوشنود حسن خوشنودؔ فاروقی ابن شفیق حسن ابن احمد حسن فاروقی الفریدی۔ پیدائش ۱۵ ستمبر ۱۹۳۴ء کو محلہ گھیر مناف امروہہ میں ہوئی۔ تحصیل اسکول امروہہ سے مڈل پاس کر کے پاکستان گئے اور ۱۹۵۷ء میں اسلامیہ کالج کراچی سے انٹر پاس کیا، انٹرنیشنل ایرلائنس پاکستان میں ملازم ہوئے۔ ابتدا ہی سے ادبی ذوق رکھتے تھے مختلف ادبی انجمنوں سے وابستہ رہے ''انجمن فلاح و بہبود کراچی'' کے جنرل سکریٹری تھے ۱۹۸۱ء میں پاکستان سے امریکہ چلے گئے نیویارک میں ''ادارہ اردو مرکز'' کے نائب صدر رہے۔ شاعری کے علاوہ اخبار میں کالم نویسی بھی آپ کا دلچسپ مشغلہ تھا۔ کراچی میں ۳۰ جولائی ۱۹۹۷ء میں وفات پائی۔ نمونہ کلام ملاحظہ ہو:

مرے ویرانہ دل میں جو وہ گل رو آئے　　پھول بن تمیں ازیں پتھر سے بھی خوشبوں آئے
رخ مہتاب پہ چھائی ہے یہ کیسی بدلی　　چاند کی راہ میں شاید تیرے گیسو آئے

Marfat.com

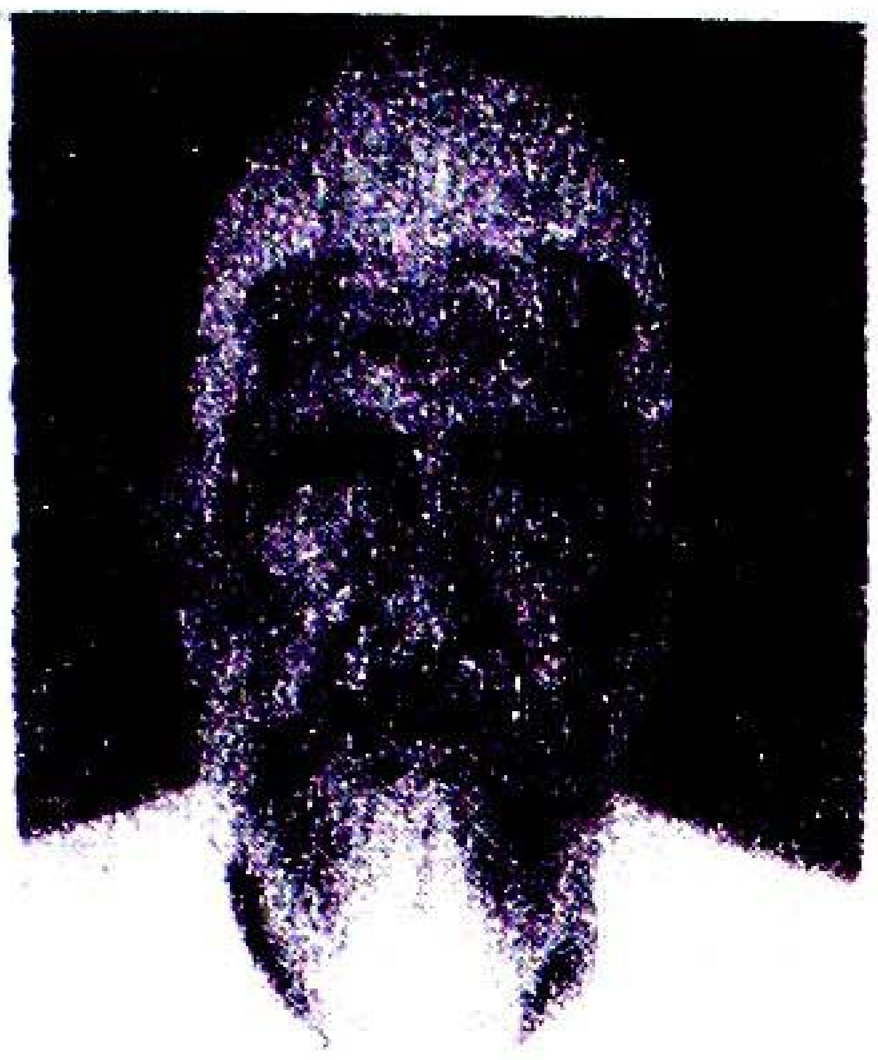

معراج النبی خاں انجم

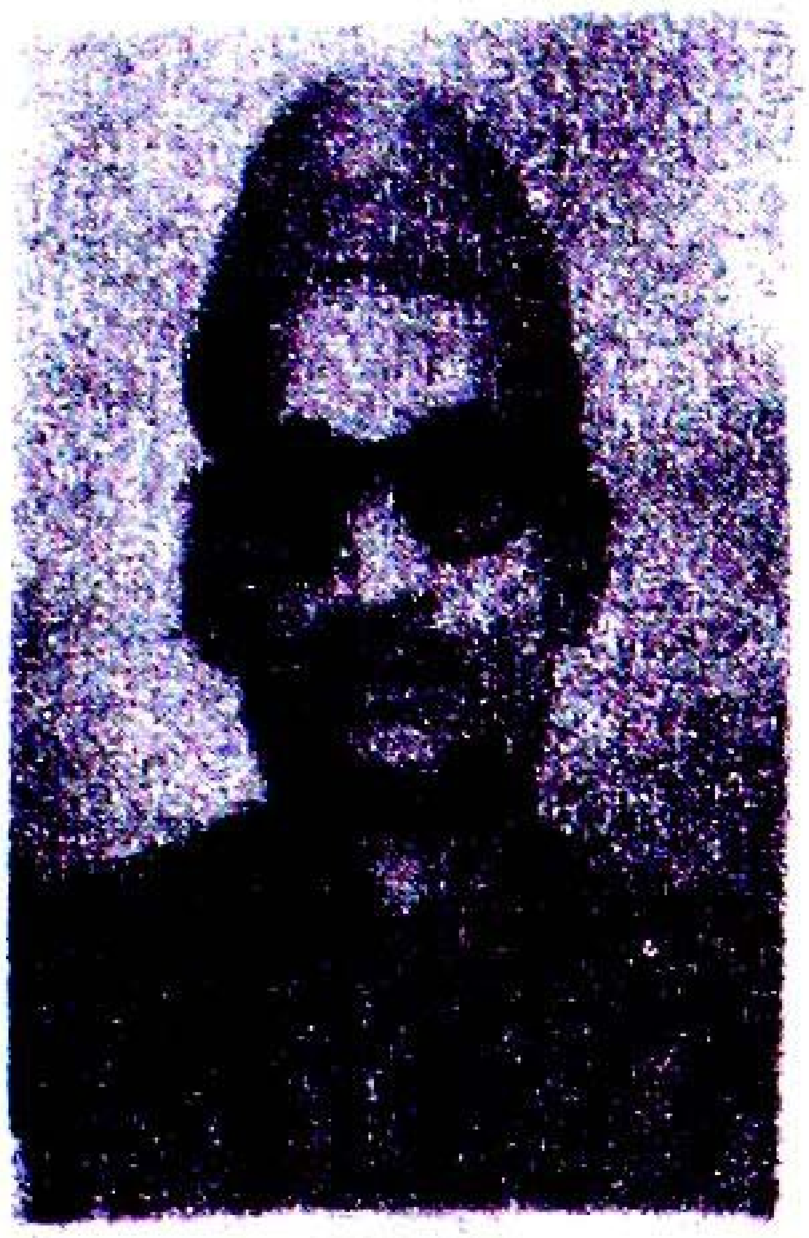

پیارے لال پیارے

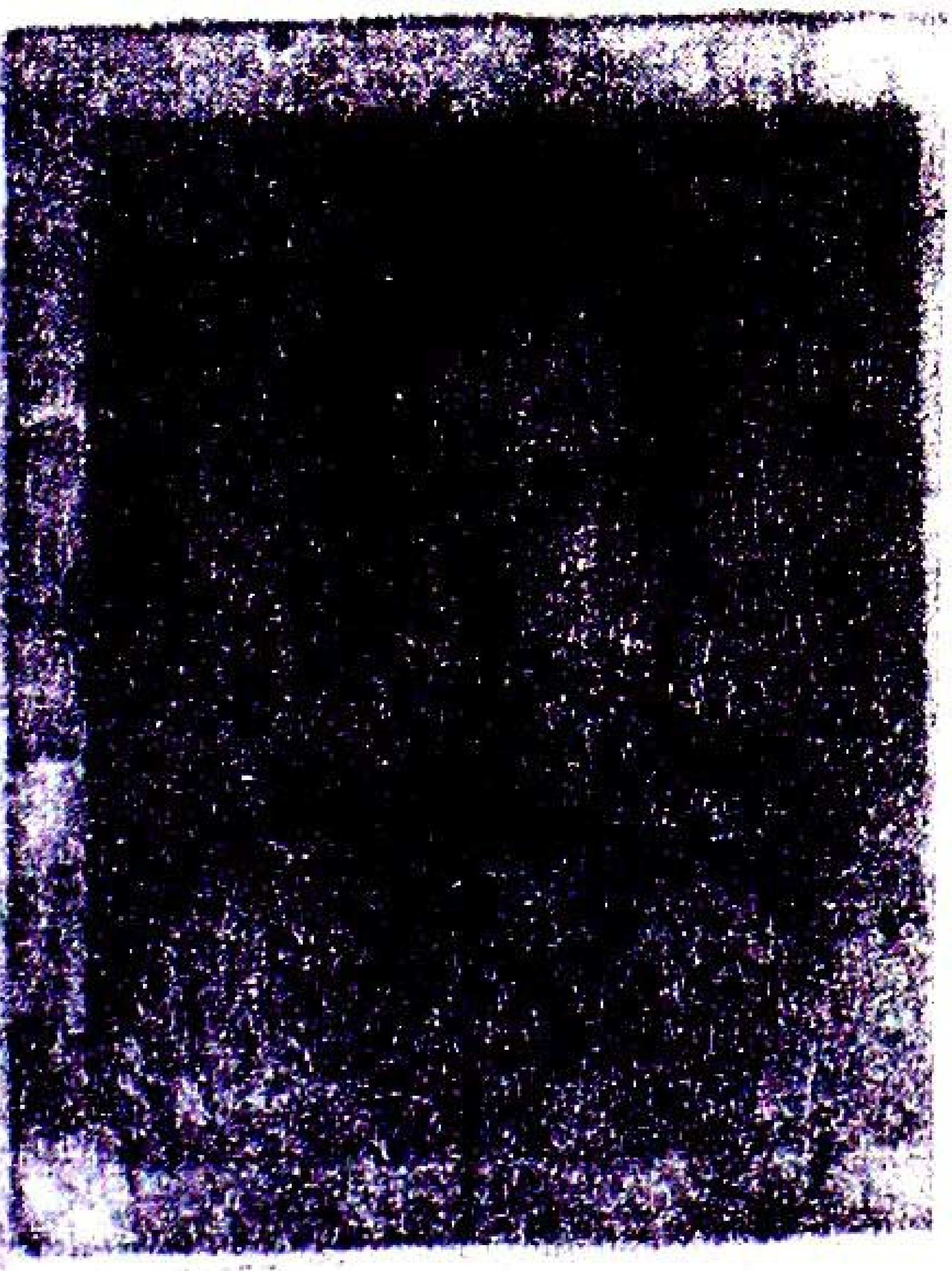

محمد یوسف یوسف امروہوی

رئیس احمد کفیل امروہوی

Marfat.com

چشم حیراں کو مری بے حد پذیرائی ملی　　میں نے تجھکو دیکھنا چاہا تو بینائی ملی
خشک صحرا کے لبوں کی تشنگی بجھ جائے گی　　دشت غم میں جب بھی مجھکو آبلہ پائی ملی

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

معراج النبی خاں انجم

معراج النبی خاں انجم ابن عباس نبی خاں ساکن محلہ بڑوال دارالعلوم چلہ امروہہ کے تعلیم یافتہ تھے مولانا انوارالحق صدیقی شیخ الحدیث دارالعلوم چلہ اور مولانا انصارالحق صدیقی آپ کے خاص اساتذہ میں سے تھے۔فن کتابت ذریعہ معاش تھا عرصہ تک دہلی میں مختلف رسائل واخبارات کے دفاتر اور اداروں میں بحیثیت کاتب ملازم رہے آخر میں امروہہ آئے اور مدرسہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد امروہہ میں فارسی کے استاد مقرر ہوئے طلباء کوفن خوشنویسی بھی سکھاتے تھے،اس فن میں آپ کے شاگردوں میں حافظ محمد یونس صاحب ساکن محلہ کوٹ نے کافی نام کمایا شعرگوئی کا اچھا مذاق رکھتے تھے اردو فارسی دونوں زبانوں میں شعر کہتے تھے،شاعری میں مولانا نسیم احمد فریدی کے شاگرد تھے۔نعت ومنقبت اورغزل خوب کہتے تھے۔ظریف اورشوخ طبع انسان تھے۔۱۷/اپریل ۱۹۹۸ء م ۱۹/ذی الحجہ ۱۴۱۸ھ بروز جمعہ وفات پائی۔ اولاد ذکور میں ایک فرزند ضیاءالنبی خاں ہیں جن کے دولڑکے عطاءالنبی اور اختشام النبی ہیں۔نمونہ کلام:-

نعت

تھے جو اوصاف حمیدہ سے منور تیرے　　رشک قیصر ہوئے دنیا میں گدا گر تیرے
نور ہی نور تھا جس سمت نکل جاتے تھے　　رحمت رب تھے زمانے میں قلندر تیرے

Marfat.com

وہ ابوبکرؓ و عمرؓ ہوں کہ غنیؓ ہوں کہ علیؓ — یہ ستارے ہیں سبھی اے مہ انورؐ تیرے
خواجہ چشتیؒ ہوں یا ہوں وہ جنیدؒ و شبلیؒ — سب مفخر بہ غلامی ہیں پیمبرؐ تیرے
عرش اعظم کی طرف جب ترا رہوار چلا — گرد رہ بنتے گئے یہ مہ و اختر تیرے
بخشا خالق نے شرف وہ شب اسریٰ تجھکو — مقتدی آکے ہوئے سارے پیمبر تیرے
مبدء خلق بھی تو ختم رسل بھی توؐ ہے — کون ہو سکتا ہے دنیا میں برابر تیرے
مدحت سرور کونینؐ ہے انجم قسمت — رشک کرتے ہیں سخنور بھی سخن پر تیرے

☆

ہم نے سمجھا تھا کہ طے کرلیں منازل غم کی — گردش وقت پکار رہی کہ ہے آغاز ہنوز
کس کی دزدیدہ نگاہی نے سکوں چھین لیا — ہم نے خود سے بھی چھپا رکھا ہے یہ راز ہنوز
تم نے ایک بار کبھی اپنا کہا تھا مجھکو — گونجتی رہتی ہے کانوں میں وہ آواز ہنوز

تعریف حسن روئے مصفا لکھیں گے ہم — قاتل کو اپنے جان مسیحا لکھیں گے ہم
جب یہ خیال ہے کہیں وہ منفعل نہ ہو — پھر اے جنون عشق بتا کیا لکھیں گے ہم
داغ فراق، یاس والم، اشک حسرتیں — افسانہ حیات میں کیا کیا لکھیں گے ہم
انجم بقید زیست اگر ہو سکا تو پھر — خون جگر سے غم کا فسانا لکھیں گے ہم

☆

میں نے دنیا کی نگاہوں سے چھپا رکھا ہے — دل کا وہ زخم جو ہے تیرے دکھانے کے لئے

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

حکیم کلب علی شاہد

حکیم کلب علی شاہد ابن ممتاز علی ساکن بیگم سرائے خرد۔ پیدائش ۱۲ر جنوری ۱۹۱۲ء میں ہوئی خلیفہ شمس الدین وانی صدیقیؒ منشی قدرت اللہ

Marfat.com

صدیقی ساکن متصل تھانہ امروہہ اور منشی چھدمی لال سے فارسی درسیات کی تحصیل کے بعد مدرسہ اسلامیہ عربیہ جامع مسجد امروہہ میں ''ہدایۃ النحو'' تک عربی پڑھی۔ ۱۹۲۲ء میں مدرسہ نور المدارس دانشمندان امروہہ میں منشی عبدالرب شکیب صدیقی سے منشی کامل کے امتحان کی تیاری کی، فن طب کی بھی تحصیل کی تھی ۱۹۳۴ء سے مطب شروع کیا کچھ عرصہ لائل پور لاہور میں بھی مطب کیا تھا۔ اچھے طبیب تھے طبیعت موزوں پائی تھی شعر گوئی میں حبیب احمد افق کاظمی امروہوی سے تلمذ تھا۔ نعت و منقبت اور غزل کے شاعر تھے۔ ۸/جون ۱۹۹۹ء/۲۲/صفر ۱۴۲۰ھ میں وفات پائی اولاد ذکور میں چار لڑکے قیوم اختر، شاہد اختر، حکیم پرویز اختر (بی۔ یو۔ ایم۔ ایس) اور حکیم واصف اختر (بی۔ یو۔ ایم۔ ایس) ہیں۔ آپ کی شخصیت اور فن پر ایک کتاب ''حکیم کلب علی شاہد شخصیت وفن'' کے عنوان سے آپ کی حیات میں ہی شائع ہوئی جس کو جناب خورشید مصطفیٰ رضوی نے مرتب کیا جس میں مختلف لوگوں کے مضامین ہیں۔

نمونہ کلام:-

جو سمجھنا تھا وہی اے باغباں سمجھا تھا میں
ابتدا ہی میں قفس کو آشیاں سمجھا تھا میں

کہہ دیا میں نے انا الحق بھی تو اس سے کیا ہوا
اپنے منہ میں جبلہ تیری ہی زباں سمجھا تھا میں

نیلگوں پردے تھے، وہ تیری حریم ناز کے
اپنی کم فہمی سے جن کو آسماں سمجھا تھا میں

عرصۂ محشر میں اک اک راز افشا کر دیا
میرے ان اعضا نے جن کو راز داں سمجھا تھا میں

شعبدے تھے وہ کسی کے حسن عالم سوز کے
جن حجابات نظر کو درمیاں سمجھا تھا میں

وہ شکست دل کی میرے آخری آواز تھی
نزع کے عالم میں جنکو ہچکیاں سمجھا تھا میں

منزل دل میں ملی شاہد وہ جنس مدعا
جس کو اب تک کارواں در کارواں سمجھا تھا میں [1]

---

[1] یہ غزل کشور اولیاء امروہہ مولفہ احمد حسین صدیقی سے ماخوذ ہے۔

Marfat.com

رائگاں کاوش فرہاد نہیں ہو سکتی
زندگی جنت شداد نہیں ہو سکتی

ان کے حسن کرم وحسن نوازش کے بغیر
دل کی دنیا کبھی آباد نہیں ہو سکتی

عقل ہر چند ہی موجد شمشیر و سناں
پر محبت ستم ایجاد نہیں ہو سکتی

زندگی ہے کرمِ تیشہ و جور شیریں
یہ فقط سایہ شمشاد نہیں ہو سکتی

تیرے گیسوئے پریشاں کی پریشانی پر
میری وحشت کبھی نقاد نہیں ہو سکتی

دل کی ایذا طلبی دے نہ اگر داد جفا
اہل بیداد سے بیداد نہیں ہو سکتی

میں تو خاموش ہوں آداب وفا کے ہاتھوں
وہ سمجھتے ہیں کہ فریاد نہیں ہو سکتی [1]

÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷ ÷

رئیس احمد کفیل

رئیس احمد کفیلؔ ابن عبد الرشیدؒ ساکن محلہ بیگم سرائے کلاں ۔ آپ سیفی برادری سے تعلق رکھتے تھے ۔ آپ کے والد بھی باذوق اور پڑھے لکھے شخص تھے ۔ کفیلؔ صاحب کی ولادت ۱۹۵۵ء میں ہوئی گھریلو حالات کے پیش نظر تعلیم مکمل نہیں کر سکے ۔ آٹھویں کلاس فیل تھے بعد میں جامعہ اردو کا امتحان ''ادیب ماہر'' بھی پاس کیا تھا لیکن اپنے ادبی ذوق سے اردو ادبیات کا بھرپور مطالعہ کیا تھا ۔ شعراء میں فیض احمد فیضؔ کو بہت زیادہ پسند کرتے تھے ۔ شعری ذوق بہت صاف ستھرا رکھتے تھے اور اپنے ہم عصروں میں اچھا شعر کہتے تھے شعر گوئی میں پہلے جناب ڈاکٹر احمد حسین سیفیؔ اور بعد میں مرزا افسر حسن بیگ افسرؔ امروہوی سے اصلاح لیتے تھے ۔ آخیر میں جنید اکرم فاروقی سے فن شاعری بالخصوص فن

---

[1] سالنامہ ۔ پگڈنڈی صفحہ ۱۶۸ ۱۹۵۹ء

Marfat.com

عروض سیکھا تھا جس کے بعد انھوں نے چند مشکل بحروں میں بھی خوب شعر کہے جن کو بطور اصلاح جنید اکرم کو ہی دکھاتے تھے۔

ابتدا میں اچھن امروہوی پینٹر سے پینٹنگ سیکھی اور بعد میں محمد شمیم خاں سے خوش نویسی کی مشق کی۔ آپ ایک اچھے کاتب' طغرا نویس اور آرٹسٹ تھے اور یہی فن آپ کا ذریعہ معاش تھا۔ ۱۹۸۳ء سے تا حیات مرکز اردو کتابت محلّہ جھنڈا شہید امروہہ میں بحیثیت استاد طلباء کو کتابت اور طغرا نویسی سکھائی جہاں راقم الحروف نے بھی آپ سے کتابت سیکھی تھی۔ اپنا مجموعہ کلام ترتیب دیا تھا جس کی بڑے شوق سے کتابت بھی کی تھی لیکن افسوس یہ مجموعہ کلام آپ کی زندگی میں زیور طبع سے آراستہ نہیں ہو سکا۔ ۱۶ر دسمبر ۱۹۹۹ء بروز جمعرات مطابق ۷ر رمضان المبارک ۱۴۲۰ھ میں وفات پائی۔ اولاد ذکور میں دو فرزند شارق کفیل، اشہر کفیل ہیں۔

نمونہ کلام:-

تیرے ہاتھوں میں ہاتھ رہتا ہے — کب غم حادثات رہتا ہے
ایسا کیا ربط ہے میرا اس سے — ہر قدم ساتھ ساتھ رہتا ہے
ہے سلامت جو ٹوٹا پھوٹا گھر — کوئی جان حیات رہتا ہے
وہ تو وہ ہے خیال بھی اس کا — مائل التفات رہتا ہے
میں جواب تک نہ ہو سکا تیرا — شاید احساس ذات رہتا ہے
بات کیا ہے جو تشنگی سے کفیلؔ — بے نیاز نجات رہتا ہے

☆

بتوں کے عشق میں کج فہم و کج ادا نہ ہوئے — خدا سے دور رہے منکر خدا نہ ہوئے

☆

دیکھا تھا زاہد کے تجھے تیری نظر سے — تو دوست ہے آ تجھ سے تیری بات کریں پھر

Marfat.com

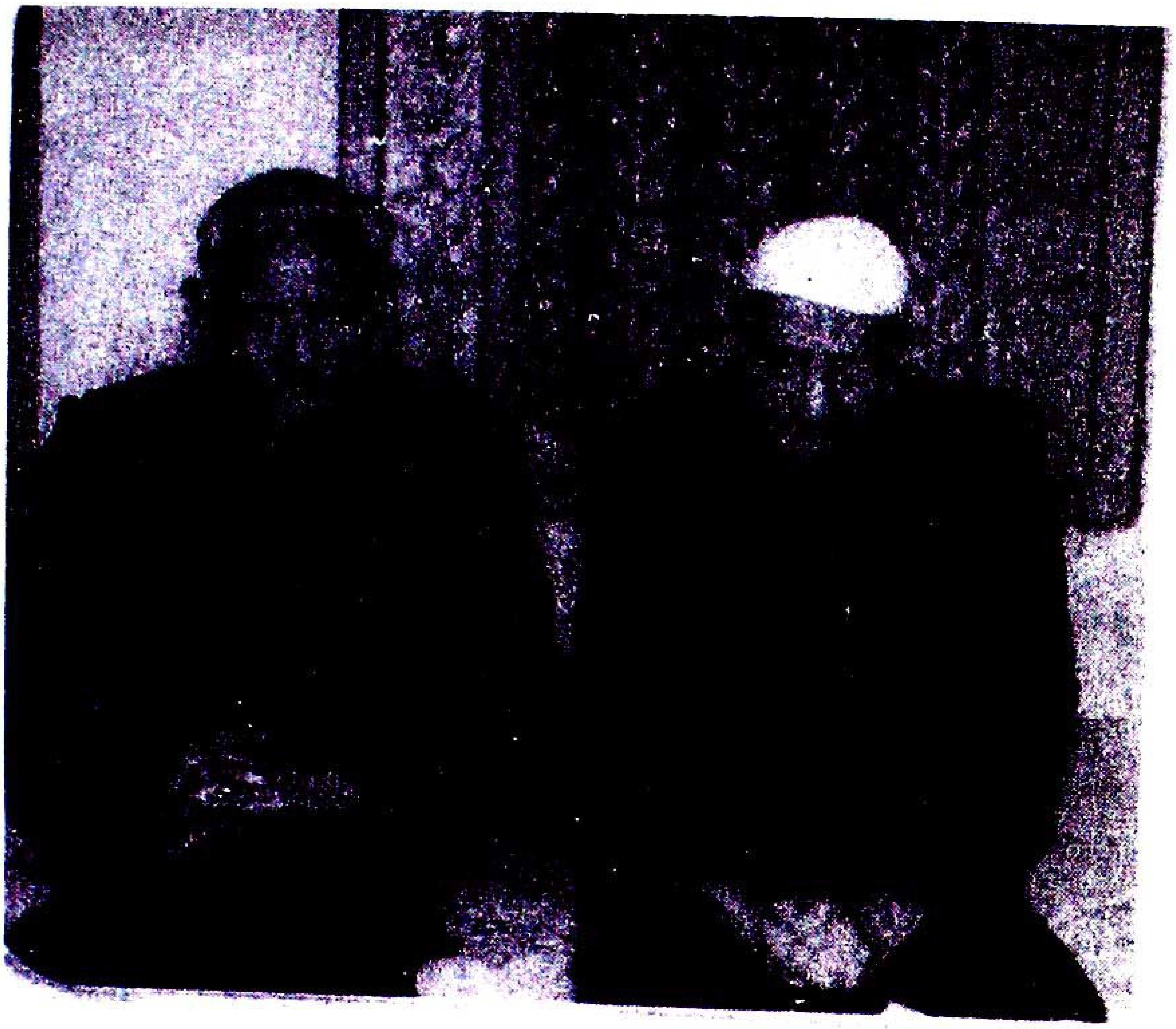

الحاج حکیم کلب علی شاہد و مختار حسین تاباں نقوی

الحاج مختار احمد انبٹھ صدیقی

Marfat.com

تجدید ملاقات کی لذت بھی عجب ہے　　جی چاہے ہے تجدید ملاقات کریں پھر

☆

جانے کب بدلے گا موسم کا یہ انداز کفیلؔ　　دھوپ صحرا پہ برستی ہے گھٹا پانی پر

☆

نجانے کیا شے نگل رہا ہوں　　جو اندر اندر پگھل رہا ہوں
ہیں بند آنکھوں میں کیسے منظر　　جو سوتے سوتے اچھل رہا ہوں
حد نظر تک دھواں دھواں ہے　　خبر نہیں کیسے چل رہا ہوں
بھٹک بھی جاؤں تو غم نہیں ہے　　اب اپنے ہمراہ چل رہا ہوں
بہت اجالا ہے میرے گھر میں　　دیئے نہیں خود ہی جل رہا ہوں
یہ کون مجھ میں سسک رہا ہے　　کفیلؔ کس کو کچل رہا ہوں

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

مختار حسین تاباںؔ نقوی

مختار حسین تاباںؔ نقوی ابن نثار حسین ساکن بیگم سرائے کلاں (از اولاد خواجہ خطیر) پیدائش ۱۹۱۵ء۔ خلیفہ شمس الدین واثقؔ صدیقی ساکن گھیر مناف اور مولوی محمد صاحب سے فارسی درسیات پڑھیں۔ ۱۹۳۰ء میں منشی ۱۹۳۱ء میں منشی کامل اور ۱۹۳۵ء میں اعلیٰ قابل کے امتحانات پاس کیئے، کچھ عرصہ سید المدارس شفاعت پوتہ میں مدرس رہے، رئیس امروہوی کے پاکستان چلے جانے کے بعد روزنامہ ''جدت'' کی ادارت کی۔ ۱۹۴۹ء سے خود ایک ہفتہ وار اخبار ''نوائے ہند'' کے نام سے جاری کیا جو ۱۹۸۵ء تک جاری رہا۔ شعر گوئی کے علاوہ تصنیف و تالیف سے بھی شغف تھا ''شہنشاہ اثمار آم''

Marfat.com

''مراد آباد تاریخ وصنعت'' ''تذکرۂ خطیر'' اور ''میخانہ تہ حرف'' چار کتابیں آپ کی یادگار ہیں۔ شاعری میں نسیم حسن ہلالؔ سے تلمذ تھا۔ ۲۹ ر مئی ۲۰۰۰ء میں وفات پائی۔ صاحبزادگان میں دولڑکے تنویر حسن (م ۲۳ ر رمضان ۱۴۲۱ھ) اور تسنیم حسن ہیں اور ایک صاحبزادی زیبا نقوی ہندوستان کی معروف آرٹسٹ ہیں۔ تاباںؔ صاحب نے غزل کے علاوہ تاریخی قطعات بھی لکھے راقم الحروف کی تالیف ''تحفۃ الانساب'' کے لئے حسب ذیل تاریخ کہی تھی۔

جو لکھا تذکرہ مصباح نے اشراف ملّت کا — نمایاں ہو گئے انساب کے پہلو بآسانی
ہوئی جب فکر تاباںؔ کو کہ ہو تاریخ بھی اس کی — ندا ہاتف نے دی لکھ دو یہ ہے ''تنظیم لاثانی''
(۱۹۹۲)

نمونہ کلام:۔

وہ تیری جلوہ گاہ ناز ہے یہ مادّی دنیا — یہ اچھا ہے کہ تفریق مکان ولامکاں رکھدی
نظر آ گیا جو وہ جلوہ نہیں ہے — اسے دیکھنا کچھ تماشا نہیں ہے

☆

کچھ خوشی شاملِ غم ہو تو غزل کہتا ہوں — آنکھ جب حسن کی نم ہو تو غزل کہتا ہوں
اک فسانہ کہ جسے طولِ ابد ہے درکار — وقت اس کے لئے کم ہو تو غزل کہتا ہوں
غم کی ماری ہوئی دنیا میں بلا قیدِ مقام — حادثہ کوئی اہم ہو تو غزل کہتا ہوں
جانتا ہوں کہ میں شاعر ہوں شہنشاہ نہیں — زلفِ ممتاز میں خم ہو تو غزل کہتا ہوں
ہو اگر گوش بر آواز جانِ غزل — اور کوئی محرمِ غم ہو تو غزل کہتا ہوں
رسم سجدے کی بدل ڈالی ہے میں نے تاباںؔ — سامنے نقشِ قدم ہو تو غزل کہتا ہوں

☆

دھیمے دھیمے لہجے میں یہ تبسمِ دلکش — رازِ دل چھپانے کو چھیڑی ہو غزل جیسے

÷÷÷÷÷÷÷÷÷÷

Marfat.com

۷۸۶

مصباح احمد صدیقی صاحب کے تذکرہ شعرائے امروہہ
کی تاریخ

تُم نے مصباح تذکرہ لکھ کر
کارنامہ کیا ہے ''خاطر خواہ''
۱۴۲۲
ہے یہ تاریخ بھی دعا بھی ہے
لکھ دیا ''تذکرہ جزاک اللہ''
۱۴۲۲ ہجری

مغیث الدین فریدی

نوٹ:- محترم ڈاکٹر مغیث الدین فریدی صاحب نے ۱۵ جولائی ۲۰۰۱ء/۲۳ ربیع الثانی ۱۴۲۲ھ کو وفات پائی۔ یہ قطعہ یکم جولائی ۲۰۰۱ء کا تحریر کیا ہوا ہے۔ اس قطعہ تاریخ کی اہمیت یہ ہے کہ یہ ڈاکٹر صاحب کا آخری کلام ہے۔

Marfat.com

قطعات تاریخ طبع "تذکرہ شعراءِ امروہہ" مرتبہ جناب مصباح احمد صاحب صدیقی

اثرِ خامہ :- عاصم امروہوی ، برادر زادہ حضرت علامہ آفق (مرحوم)

تذکرہ شاعرانِ امروہہ | شعر کے گلستاں کی نہر ہے یہ
اس کو اک "ارمغانِ فن" کہیے | "سِلکِ دُرِ افتخارِ شہر" ہے یہ

۱۴۲۲ھ — ۲۰۰۱ء

صد مرحبا! کیا ہے یہ تذکرہ مرتب | مصباح کی یہ کاوش مصباحِ شاعری ہے
ایوانِ شاعری ہے امروہہ فی الحقیقت | اس فن میں نام اس کا لاریب منجلی ہے
ہے لکھنؤ سے جس کا فیضانِ شعر جاری | سب معترف ہیں ایسا استاد مصحفی ہے

تاریخ طبع ہجری "سعیِ بلیغ مصدوق"

۱۴۲۲ھ

مقبول خوبصورت "گلدستہ" عیسوی ہے

۲۰۰۱ء

Marfat.com

مآخذ تذکرہ ھٰذا

نمبر	کتاب کا نام	مؤلف کا نام
۱.	آثار الشعراء	حافظ ممتاز علی
۲.	انتخاب یادگار	امیر احمد امیرؔ مینائی
۳.	انکشاف (تنقید محمود)	سراج الحق گلچیںؔ
۴.	اسرارِ بدرِ چشتؒ	عبدالوحید رضوی مرحوم
۵.	انوارِ رؤف	مرزا ساجد حسین ساجدؔ
۶.	ابرِ صحرا	معشوق علی ساحرؔ عباسی
۷.	ابھرتی موجیں	حبیب احمد جوہرؔ
۸.	اعجاز	
۹.	بشیر المدائح	مولوی ارشاد نظامی
۱۰.	بیاض مظہری	حافظ مظہر الدین فریدی
۱۱.	بیاض خلیفہ نوروز علی	خلیفہ نوروز صدیقی
۱۲.	بزمِ سخن	
۱۳.	پیامِ یار	
۱۴.	تاریخ اصغری	مولوی اصغر حسین
۱۵.	تاریخ شعرائے روہیل کھنڈ	تعظیم علی شایاںؔ بریلوی
۱۶.	تاریخ واسطیہ	مولوی رحیم بخش برترؔ

Marfat.com

نمبر	کتاب کا نام	مؤلف کا نام
۱۷۔	تاریخ زبان اُردو	رام بابو سکسینہ
۱۸.	تذکرۃ الکرام	محمود احمد عباسی مرحوم
۱۹.	تحقیق الانساب	محمود احمد عباسی مرحوم
۲۰.	تذکرہ علمائے ہند	مولوی رحمٰن علی مرحوم
۲۱.	تذکرۂ شعرائے اتر پردیش	عرفان عباسی (۲۱ جلدیں)
۲۲.	تذکرۂ شعرائے جے پور	مولوی احترام الدین شاغل عثمانی
۲۳.	تذکرۂ بدر چشتؒ	خورشید مصطفٰی رضوی مرحوم
۲۴.	تذکرۂ ریختہ گویاں	علی الحسینی گردیزی
۲۵.	تلامذہ مصحفی	منظور احمد افسر امروہوی
۲۶.	جلوۂ یار	
۲۷.	جوہرِ تقویم	ضیاء الدین لاہوری
۲۸.	حیات حاذق	فیاض علی خاں کنبوہ
۲۹.	خم خانہ جاوید	لالہ سری رام"
۳۰.	دبستانِ امیر مینائی	عرفان عباسی
۳۱.	دُرِ مقصود	خورشید مصطفٰی رضوی مرحوم
۳۲.	دیوان چشمۂ فیض	عرفان عباسی
۳۳.	دیوانِ حلیم	حضور احمد سلیم
۳۴.	دلی کا دبستان شاعری	پروفیسر نور الحسن ہاشمی

Marfat.com

نمبر	کتاب کا نام	مؤلف کا نام
۳۵.	ذکر سادات امروہہ	تلمیذ الدین نقوی
۳۶.	رام پور کا دبستانِ شاعری	شبّیر علی خاں شکیبؔ
۳۷.	رموز حکمت	حکیم عبدالرحیم
۳۸.	رموز الاطباء	حکیم فیروز الدین
۳۹.	ریاض الفصحا	غلام ہمدانی مصحفیؔ امروہوی
۴۰.	رزقِ بلیغ	شاہ ممتاز الرحمٰن بدنامؔ صدیقی
۴۱.	سخن شعراء	عبدالغفور نساخؔ
۴۲.	شاہینِ خیال	مصباح احمد صدیقی
۴۳.	صیقل القلوب	صوفی نور اللہ عیشؔ صدیقی
۴۴.	علی نظر، حیات و شاعری	ڈاکٹر مولوی محمد سیادت نقوی
۴۵.	غدقِ بلیغ	شاہ ممتاز الرحمٰن بدنامؔ صدیقی
۴۶.	قصیدہ نگارانِ اتر پردیش	علی جواز یدی
۴۷.	قطب الاقطاب	حاجی شیدا علی
۴۸.	قاموس المشاہیر	
۴۹.	کشورِ اولیاء امروہہ	احمد حسین صدیقی، کراچی
۵۰.	کلیات قائم	مرتبہ اقتدار حسین، لاہور
۵۱.	گلستانِ بے خزاں	قطب الدین باطن
۵۲.	گلشن بے خار	نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ

Marfat.com

نمبر	کتاب کا نام	مؤلف کا نام
۵۳.	گلشن ہند	مرزا علی لطف
۵۴.	گلشن ہمیشہ بہار	
۵۵.	گلدستہ سادات امروہہ	مستجاب احمد، شجر علی امان
۵۶.	گلدستہ لطف سخن	دوست محمد خاں عتیق
۵۷.	گلدستہ نسیم چمن امروہہ	مولوی احمد حسین خاں
۵۸.	مرثیہ نگارانِ امروہہ	ڈاکٹر عظیم حیدر عظیم امروہوی
۵۹.	مصحفی، حیات و شاعری	منظور احمد افسر امروہوی
۶۰.	مقاصد العارفین	حضرت شاہ عضد الدین جعفری
۶۱.	مکتوبات سید العلماء	حضرت مفتی نسیم احمد فریدیؒ
۶۲.	ماہنامہ شاعر امروہہ	حبیب احمد افق کاظمی
۶۳.	ماہنامہ معراج الکلام امروہہ	فیاض علی خاں
۶۴.	مخزنِ نکات	قائم چاندپوری
۶۵.	نکات الشعراء	میر تقی میر
۶۶.	نخبۃ التواریخ	مولانا آلِ حسن نخشبی
۶۷.	نظم شبیر	مسیح اللہ خاں عطا
۶۸.	ہندو شعراء	خواجہ عشرت علی لکھنوی
۶۹.	یادگار شعرا	اسپرنگر
۷۰.	جنگ آزادی اٹھارہ سو ستاون	خورشید مصطفیٰ رضوی مرحوم

Marfat.com

کوائف مؤلف

نام	مصباح احمد صدیقی (علیگ)
ولدیت	جناب استجاب احمد صدیقی
پیدائش	یکم جنوری ۱۹۶۰ء
مقام پیدائش	محلہ گھیر مناف امروہہ (یو. پی)
تعلیم	ایم.اے.(اردو) ایم.اے.(فارسی)
	ریسرچ اسکالر مسلم یونیورسٹی، شعبۂ فارسی
مشغلہ	درس وتدریس

مطبوعہ تالیفات

۱. تحفۃ الانساب (امروہہ میں مقیم خانوادوں کی مکمل ومستند تاریخ اوران گھرانوں کے مشاہیر ومعروف شخصیات کا تعارف مطبوعہ ۱۹۹۲ء

۲. امروہہ کے افسانہ نگار اوران کے منتخب افسانے مطبوعہ ۱۹۹۸ء

۳. تذکرہ علمائے امروہہ مطبوعہ ۲۰۰۳ء

زیر اشاعت تالیفات

۴.	تذکرہ شعرائے امروہہ	دوجلدوں میں، پہلی جلد ابتدا سے ۲۰۰۰ء تک کے مرحوم شعراء پر
۵.	قوۃ الکلام	تدوین
۶.	اطبائے امروہہ	
۷.	امروہہ کے دینی مدارس	
۸.	نعت گویان امروہہ	
۹.	امروہہ کے ہندوشعراء	
۱۰.	دبستان رام پور کے ہندوشعراء	

Marfat.com

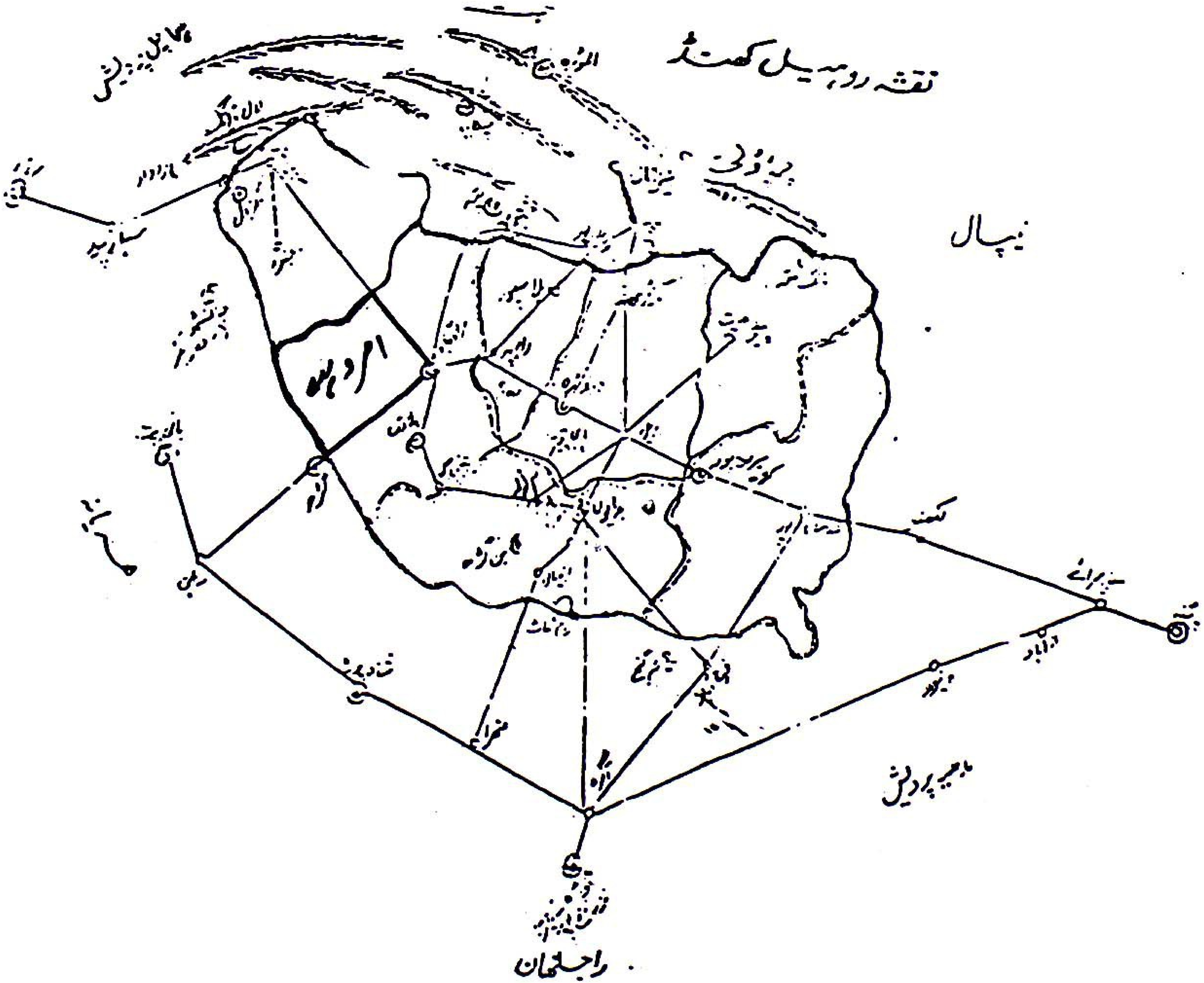

Marfat.com

Rampur Raza Library's Publication ©

Name ot the Book	:	**Sho'ara' Amroha**
Written by	:	Misbah Ahmed Siddiqi
Foreword by	:	Dr. W.H. Siddiqi
Year of Pblication	:	A.D. 2004 (First Edition)
Quantity	:	300 Copies
Price	:	Rs. 325/-
Published by	:	Dr. W.H. Siddiqi O.S.D. Rampur Raza Library
Printed by	:	Printology Inc. 2833,Kucha Chellan Darya Ganj, New Delhi-110002.

ISBN: 81-87113-69-3

Marfat.com

SHO'ARA' AMROHA

WRITTEN BY

MISBAH AHMED SIDDIQI

FOREWORD BY

DR. W.H. SIDDIQI

RAMPUR RAZA LIBRARY

QILA RAMPUR, RAMPUR (U.P.) 244901

Marfat.com